جدید ایڈیشن

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

حیاتِ مولانا احمد رضا خاں بریلوی

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا (رجسٹرڈ) کراچی

Marfat.com

Marfat.com

حیاتِ

مولانا احمد رضا خاں بریلوی

جدید ایڈیشن

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
ایم۔اے، پی۔ایچ۔ڈی

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا، پاکستان

Marfat.com

جُملہ حقوق عکس و طباعت بحق ادارہ محفوظ ہیں

کتاب ـــــ حیاتِ مولانا احمد رضا خاں بریلوی (جدید ایڈیشن)
مصنف ـــــ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
صفحات ـــــ ۱۹۲
اشاعت ـــــ بار چہارم
سنِ طباعت ـــــ ۱۴۲۰ھ / ۱۹۹۹ء
تعداد ـــــ گیارہ سو
نگرانِ طباعت ـــــ اقبال احمد اختر القادری
ہدیہ ـــــ مجلّد ۷۰/- روپے (آرٹ کارڈ ۵۰/- روپے)
ناشر ـــــ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا

ملنے کے پتے

۱ـ المختار پبلی کیشنز، ۲۵ جاپان مینشن، رضا چوک، ریگل صدر کراچی فون ۷۷۲۵۱۵۰
۲ـ ادارۂ مسعودیہ، ۶/۲، ۵ ای، ناظم آباد، کراچی
۳ـ مکتبۂ قادریہ، داتا دربار مارکیٹ لاہور
۴ـ مکتبۂ نبویہ، گنج بخش روڈ لاہور
۵ـ مکتبۂ رضویہ، کراچی

Printed by Al-MUKHTAR Publication Karachi Ph # 7725150

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

حضرت شیخ احمد سرہندی مجدّد الف ثانی کے نام جن کے افکار و نظریات نے چودھویں صدی ہجری کے مفکرین و مجدّدین کی رہنمائی کی اور ملّتِ اسلامیہ کو منزل تک پہنچایا ؎

وہ ہند میں سرمایۂ ملّت کا نگہبان
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

(اقبالؔ)

Marfat.com

عرض ناشر

''حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی'' امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی حیات و خدمات پر خالص علمی و تحقیقی نوعیت کی اولین کوشش ہے جس کی تصنیف و ترتیب اور ماخذ و مواد کو جمع کرنے میں ماہر رضویات علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی نے بڑی محنت و جانفشانی کی ہے---- اس کا پہلا ایڈیشن ۱۹۸۱ء میں سیالکوٹ سے شائع ہوا جبکہ دو ایڈیشن ہندوستان سے بھی شائع ہوئے---- اس کتاب کی ملکی و بین الاقوامی سطح پر علمی حلقوں میں نہایت پذیرائی ہوئی---- پاکستان میں عرصہ سے یہ کتاب نایاب تھی' اس کی علمی و مطالعاتی اہمیت کے پیش نظر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا نے حضرت مصنف سے از سرنو ترتیب کے ساتھ ساتھ ایک بسیط تقدیم کے اضافہ کی درخواست کی---- ہم ماہر رضویات علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کے ممنون ہیں کہ انہوں نے توجہ فرمائی اور ادارہ نے اہل علم و تحقیق کی اس ضرورت کو پورا کرنے کی سعادت حاصل کی---- محترم حاجی عبداللطیف قادری صاحب (سیکریٹری اطلاعات' ادارہ تحقیقات امام احمد رضا) کے بھی خصوصی شکر گذار ہیں کہ انہوں نے اس اہم کتاب کی اشاعت پر نہ صرف ہمت افزائی کی اور مشوروں سے نوازا بلکہ دامے' درہے' قدمے' سخنے ہر طرح تعاون کیا۔

امید ہے کہ اس کتاب کا جدید ایڈیشن اہل علم سے ستائش کا ذریعہ بنے گا۔ ہم اس اہم اشاعت پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سربسجود ہوتے ہوئے دعا گو ہیں کہ ہمیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت علمی کے امین حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے افکار کو عام کرنے میں یونہی کامیابی عطا فرماتا رہے۔ آمین

(سید وجاہت رسول قادری' صدر)

Marfat.com

تقدیم

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

مولانا احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمہ (م ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء) کے وصال سے ۱۹۸۰ء تک کوئی ایسی سوانح نہیں لکھی گئی جو جدید علمی دُنیا کے سامنے پیش کی جا سکے۔ محدث بریلوی کے نامور شاگرد اور خلیفہ علامہ محمد ظفر الدین قادری رضوی (م ۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۲ء) نے "حیات اعلیٰ حضرت" کے عنوان سے ۱۳۶۸ھ / ۱۹۳۸ء میں چار جلدوں پر مشتمل ایک ضخیم سوانح مرتب کی تھی۔ جس کی پہلی جلد شائع ہو سکی۔ باقی تین جلدیں شائع نہ ہو سکیں۔ اب سُنا ہے کہ پٹنہ (بھارت) میں طباعت کی تیاریاں ہو رہی ہیں، خدا کرے یہ جلدیں شائع ہو جائیں ــــ "حیات اعلیٰ حضرت" گو جدید سوانحی تقاضے پورے نہیں کرتی مگر اس کے مندرجات تحقیقی نقطۂ نظر سے نہایت اہم اور قابلِ اعتماد ہیں، کوئی فاضل اس کو ازسرِ نو مدوّن کریں، کیا اچھا ہو کہ حضرت مصنف علیہ الرحمہ کے فاضل صاحبزادے محقق شہیر پروفیسر ڈاکٹر مختار الدین آرزو (وائس چانسلر مولوی مظہر الحق عربک اینڈ پرشین یونیورسٹی پٹنہ) اس طرف توجہ فرمائیں اور یہ کام کر گزریں ــــ "حیات اعلیٰ حضرت" کے علاوہ چند دوسری سوانح بھی شائع ہوئی ہیں مثلاً مولانا حسنین رضا خان علیہ الرحمہ کی سیرت اعلیٰ حضرت (بیلی بھیت ۱۹۸۳ء) مفتی محمد برہان الحق جبل پوری کی

Marfat.com

اکرام امام احمد رضا (لاہور، ۱۹۸۱ء)، ظہور رافسر کی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی ایک نظر میں (انگریزی، کراچی ۱۹۹۴ء) انگریزی میں ایک مختصر سوانح ڈربن (افریقہ) سے بھی شائع ہوئی ہے، مولانا بدرالدین قادری کی سوانح اعلیٰ حضرت (لاہور، ۱۹۶۳ء) وغیرہ وغیرہ۔

—— تقریباً ۱۹۶۸ء میں مرکزی مجلسِ رضا، لاہور کے قیام کے بعد محسنِ اہلسنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری کی تحریک سے رضویات پر تسلسل سے کام شروع ہوا جو اَب تک جاری ہے۔ رضویات پر جو ادارے کام کر رہے ہیں ان میں سرِفہرست یہ ادارے نظر آتے ہیں، ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا (کراچی، اسلام آباد)، رضا فاؤنڈیشن (لاہور)، رضا اکیڈمی (لاہور)، المجمع الاسلامی، مبارک پور (بھارت)، رضا اکیڈمی، بمبئی (بھارت)، رضوی سنی سوسائٹی انٹرنیشنل، ماریشس، رضا اکیڈمی، اسٹاک پورٹ (انگلستان) وغیرہ وغیرہ —— محدث بریلوی کے مختلف پہلوؤں پر بہت کام ہوا ہے، مگر سوانح پر ابھی تک خاطر خواہ کام نہ ہو سکا، گزشتہ ۲۸ برس میں جو کام ہوا ہے اس کی کچھ تفصیلات راقم کی تالیف امام احمد رضا اور عالمی جامعات (کراچی ۱۹۹۸ء) میں ملاحظہ کی جا سکتی ہیں ——

راقم کی ایک مختصر سوانح حیات فاضل بریلوی کے عنوان سے ۱۹۷۸ء میں لاہور سے شائع ہوئی تھی، اسی سال انگریزی میں ایک تحقیقی مقالہ لاہور سے شائع ہوا۔ پھر ۱۹۸۱ء میں ذرا مفصل سوانح "حیات مولانا احمد رضا خان بریلوی" کے عنوان سے سیالکوٹ سے شائع ہوئی، اس کے کئی ایڈیشن شائع ہوئے، پیشِ نظر ایڈیشن بھی اسی کا ہے ——

پروفیسر رحمت اللہ (تامل ناڈو، بھارت) نے اس کا انگریزی میں ترجمہ

Marfat.com

کیا جو ۱۹۹۵ء میں کراچی سے شائع ہوا۔ اسی کتاب کا ایک بنگلہ ایڈیشن چاٹگام سے شائع ہوا ——— بین الاقوامی یونیورسٹی، اسلام آباد (پاکستان) کے ادارۂ تحقیقات اسلامی کے ماہنامہ "فکرونظر" میں محدث بریلوی پر ایک تحقیقی مقالہ تین قسطوں میں (اپریل، مئی، جون ۱۹۸۰ء) شائع ہوا بعد میں یہ مقالہ پاکستان اور ہندوستان سے کئی بار کتابی صورت میں شائع ہوا، ۱۹۸۴ء میں راقم کا ایک سوانحی مقالہ بعنوان "اجالا" لاہور سے شائع ہوا، اس کے متعدد اُردو اور انگریزی ایڈیشن پاکستان، بھارت اور افریقہ سے شائع ہوئے۔ ۱۹۸۶ء میں ایک تحقیقی مقالہ "رہبرو رہنما" کے عنوان سے شائع ہوا۔ اس کے کئی اردو اور انگریزی ایڈیشن مختلف ممالک سے شائع ہوئے ——— ایک تحقیقی مقالہ پاکستان ہجرہ کونسل کے ایک عظیم منصوبہ کے لئے لکھا تھا جس کا عربی ترجمہ مولانا محمد عارف اللہ مصباحی (مبارک پور) نے کیا۔ یہ ترجمہ ۱۹۹۱ء میں کراچی سے شائع ہوا، پھر ۱۹۹۳ء میں "محدث بریلوی" کے عنوان سے اس کا اُردو ایڈیشن کراچی سے شائع ہوا ——— ان مقالات کے علاوہ کئی تحقیقی مقالات پاکستان، ایران، اُردن کے انسائیکلوپیڈیا کے لئے قلم بند کئے، جن کے عربی اور فارسی میں ترجمے ہوئے۔ ایک عربی ترجمہ جو علامہ مفتی محمد نصراللہ خان افغانی نے کیا تھا "فقیہہ العصر" کے عنوان سے کراچی سے ۱۹۹۳ء میں شائع ہوا۔

المختصر محدث بریلوی کی سوانح کے حوالے سے راقم نے مسلسل کئی تحقیقی مقالات قلم بند کئے[۱] اور دوسرے بہت سے فضلاء نے بھی مسلسل لکھا، مگر

---

[۱] راقم نے گزشتہ ۲۵ سالوں میں محدث بریلوی پر جو کام کیا ہے اس کو محمد عبدالستار طاہر نے کتابی صورت میں بعنوان "مسعود ملت اور رضویات" (مطبوعہ لاہور، ۱۹۹۴ء) مرتب کیا ہے (مسعود)

Marfat.com

پھر بھی ایک بسیط سوانح کی ضرورت ہے۔ ۱۹۸۲ء میں راقم نے محدث بریلوی کی ایک بسیط سوانح کے لئے "دائرۂ معارف امام احمد رضا بریلوی" کے عنوان سے پندرہ ۱۵ جلدوں کا ایک خاکہ مرتب کیا تھا جو ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی نے شائع کیا ــــــ مقصد یہ تھا کہ محققین ایک ایک جلد کو اپنی تحقیق کا عنوان بنا کر مقالات لکھیں اور ڈگریاں حاصل کریں پھر مختلف محققین کا یہ سارا سرمایہ ایک انسائیکلو پیڈیا کی صورت میں شائع کرا دیا جائے، مگر حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب ایک ہی جلد کے مختلف ابواب کو محققین نے ڈاکٹریٹ کے مقالات کا عنوان بنا کر ڈگریاں حاصل کیں ــــــ اس سے محدث بریلوی کی شخصیت کی عظمت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے ــــــ مندرجہ ذیل محققین اب تک محدث بریلوی کے مختلف پہلوؤں پر مختلف جامعات سے ڈاکٹریٹ کی ڈگریاں حاصل کر چکے ہیں:-

(۱) ڈاکٹر حسن رضا خان، پٹنہ یونیورسٹی، بھارت

(۲) پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد عبد الباری صدیقی، سندھ یونیورسٹی، پاکستان

(۳) پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری، کراچی یونیورسٹی، پاکستان

(۴) ڈاکٹر اوشا سانیال، کولمبیا یونیورسٹی، امریکہ

(۵) ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی، روہیل کھنڈ یونیورسٹی، بریلی، بھارت

(۶) ڈاکٹر سراج احمد بستوی، کانپور یونیورسٹی، بھارت

الازہر یونیورسٹی، قاہرہ (مصر) میں بھی کام ہوا ہے، ازہر یونیورسٹی کے استاد سید حازم محمد احمد عبد الرحیم المحفوظ نے محدث بریلوی کے عربی کلام کو بعنوان "بساتین الغفران" مرتب کیا جو ۱۹۹۷ء میں لاہور اور کراچی سے شائع ہوا۔ موصوف ہی نے اس عنوان سے ایک تحقیقی مقالہ قلم بند کیا۔

Marfat.com

"الامام الاکبر المجدد محمد احمد رضا خان والعالم العربی"
یہ مقالہ ۱۹۹۸ء میں لاہور اور کراچی سے شائع ہو گیا ہے ـــــ مولوی مشتاق احمد (ریسرچ اسکالر ازہر یونیورسٹی) نے محدث بریلوی پر ۱۹۹۸ء میں ایم۔فل کیا ہے۔ مولانا مختار احمد سدیدی اسی یونیورسٹی سے محدث بریلوی پر تحقیق میں مصروف ہیں مصر میں جمعیۃ اصتعقاء الامام احمد رضا بھی قائم ہو رہی ہے۔

راقم کی خواہش تھی کہ محدث بریلوی کی بسیط سوانح مرتّب کی جاتی مگر راقم عدیم الفرصتی کی وجہ سے ابتدائی مواد جمع کر سکا، ۱۹۹۸ء میں یہ کام ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی (بریلی) اور ڈاکٹر مجید اللہ قادری (کراچی) کے سپرد کیا ہے۔ کچھ پیش رفت ہوئی ہے، خدا کرے یہ کام بھی مکمل ہو جائے۔ چوں کہ اس وقت تک محدث بریلوی کے شایان شان کوئی سوانح شائع نہ ہو سکی، اس لئے کچھ ضروری ترمیم کے بعد راقم کی تالیف "حیات مولانا احمد رضا خان بریلوی" شائع کی جا رہی ہے۔ یہ کتاب ان حضرات کے لئے لکھی گئی تھی جو محدث بریلوی کی طرف سے غلط فہمیوں میں مبتلا ہیں اس لئے اس کا مزاج عقیدت مندانہ نہیں بلکہ خالص علمی ہے جس کے لئے عقید تمندان اعلیٰ حضرت سے معذرت خواہ ہوں ـــــ محدث بریلوی کے مخالفین نہ معلوم کیوں محدث بریلوی پر تحقیق کی مزاحمت کرتے ہیں۔ مدت ہوئی شریعت کورٹ کے ایک مرحوم جج نے راقم کو بتایا کہ انہوں نے کراچی یونیورسٹی میں ڈاکٹریٹ کے لئے محدث بریلوی پر ایک عنوان رجسٹرڈ کرایا، بعد میں متعلقہ شعبہ کے جو صدر آئے انہوں نے شدید مزاحمت کرتے ہوئے صاف صاف فرما دیا کہ کراچی یونیورسٹی میں محدث بریلوی پر ڈاکٹریٹ ہو ہی نہیں سکتی، کوئی دوسرا عنوان لیں، چنانچہ جج صاحب نے دوسرا عنوان لیا۔

Marfat.com

جب وہ ڈاکٹریٹ کر سکے ـــــــ مزاحمت کرنے والے یہ بزرگ اُمّ القریٰ یونیورسٹی، مکہ مکرمہ میں استاد ہیں۔ مگران مزاحمتوں کے باوجود اسی کراچی یونیورسٹی سے پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے محدث بریلوی کے ترجمۂ قرآن کنزالایمان اور دوسرے معروف اُردو تراجم پر ڈاکٹریٹ کی ڈگری لے لی۔ اسی یونیورسٹی میں دوسرے فضلاء بھی محدث بریلوی پر تحقیقی مقالات لکھ رہے ہیں۔ اسی قسم کی مزاحمت کا سامنا ازہر یونیورسٹی، قاہرہ میں بھی کرنا پڑا مگر جناب مشتاق احمد صاحب نے بھی ایم فل کی ڈگری لے لی۔ ۱۹۸۰ء میں ادارۂ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد کے ماہنامہ "فکر ونظر" میں محدث بریلوی پر راقم کا مقالہ شائع ہوا تو سندھ یونیورسٹی کے ایک سن رسیدہ فاضل و محقق نے اپنے دیرینہ رفیق ادارۂ مذکور کے ڈائریکٹر کی سخت فہمائش کی، مگر اب جو ہونا تھا وہ ہو چکا تھا ـــــــ ۱۹۷۱ء میں راقم کا مقالہ " فاضل بریلوی ترک موالات " لاہور سے شائع ہوا۔ اس میں سیّد احمد بریلوی کی تحریک بالاکوٹ کے متعلق راقم نے اپنی رائے کا اظہار کیا تھا جو مزعومہ اور موہومہ تاریخ سے مختلف تھی، تو پنجاب یونیورسٹی، لاہور کے ایک محقق پروفیسر سخت ناراض ہو گئے اور علم و دانش کے حوالے سے جو تعلق تھا وہ زندگی بھر کے لئے منقطع کر لیا ـــــــ ان خفگیوں، ناراضگیوں اور مزاحمتوں کی ایک طویل داستان ہے اور اب تو یہ مزاحمت محدث بریلوی پر کام کرنے والوں کے لئے نیک شگون بن گئی ہے۔ جب یہ خبر آتی ہے تو فقیر کامیابی کی بشارت دیتا ہے۔ سچّی بات یہ ہے کہ مزاحمت کرنے والے بھی دُعا کے مستحق ہیں، ان کی مزاحمت سے رحمتِ الٰہی جوش میں آجاتی ہے اور منزل مزید قریب ہو جاتی ہے ـــــــ اللہ تعالیٰ ہم کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کے اس ارشاد پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

"علم مومن کی کھوئی ہوئی میراث ہے، جہاں ملے لے لو"

آخر میں راقم ادارہ کے جملہ اراکین کا ممنون ہے کہ وہ علمی و دینی خدمت میں دل و جان سے حصّہ لے رہے ہیں، مولیٰ تعالیٰ سب ہی کو دارین میں اپنی بیکراں نعمتوں سے سرفراز فرمائے ــــــ (آمین) بجاہ سید المرسلین رحمۃ للعالمین علیہ و علیٰ آلہ و ازواجہ و اصحابہ وسلم۔

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ

۲/۱۷، سی۔ پی۔ ای۔ سی۔ ایچ سوسائٹی
کراچی (پاکستان)

۲۳ شعبان المعظم ۱۴۱۹ھ
۱۳ دسمبر ۱۹۹۸ء

کس منہ سے کہوں رشکِ عنادل ہوں میں
شاعر ہوں، فصیح بے مماثل ہوں میں

حقا کوئی صنعت نہیں آتی مجھ کو
ہاں یہ ہے کہ نقصان میں کامل ہوں میں

Marfat.com

آئینہ

(۱)
مبادیات —
(۲)
علوم قدیمہ و جدیدہ —
(۳)
درسیات و فقہیات —
(۴)
رَدِّ بدعات —
(۵)
ادبیات —
(۶)
سیاسیات —
(۷)
وصال، اولاد، اخلاف، احباب۔
(۸)
تصنیفات —
(۹)
تحقیقات —
(۱۰)
مآخذ و مراجع —

Marfat.com

حیات

مولانا احمد رضا بریلوی

نہ مرا نوش ز تحسیں، نہ مرا نیش ز طعن
نہ مرا گوش بہ مدحے، نہ مرا ہوش ذمے
منم و کنج خمولے کہ نہ گنجد در وے
جز من و چند کتابے و دوات و قلمے

رضاؔ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(۱)

مولانا احمد رضا خاں بریلوی، نسباً پٹھان، مسلکاً حنفی، مشرباً قادری اور مولداً بریلوی تھے۔ آپ کے والد ماجد مولانا محمد نقی علی خاں (م ۱۲۹۷ھ / ۱۸۸۰ء) اور جد امجد مولانا محمد رضا علی خاں (م ۱۲۸۲ھ / ۱۸۶۶ء) اپنے عہد کے ممتاز علماء و صوفیہ میں شمار کیے جاتے تھے، مولانا بریلوی نے اپنے نعتیہ دیوان "حدائق بخشش" (۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء) میں ان دونوں حضرات کا اس طرح ذکر کیا ہے ع

احمد ھندی رضا ابن نقی ابن رضا [1]

مولانا بریلوی نے اپنی دیگر تصانیف میں بھی دونوں کے حالات زندگی بیان کیے ہیں، یہاں مختصراً یہ حالات پیش کیے جاتے ہیں: ——

مولانا محمد رضا علی خاں

مولانا محمد رضا علی خاں ۱۲۲۴ھ / ۱۸۰۹ء میں پیدا ہوئے، ۲۳ برس کی عمر میں علوم معقولہ و منقولہ سے فارغ ہوئے۔ عابد و زاہد، صاحب کرامت و

[1] احمد رضا خاں: حدائق بخشش، مطبوعہ کراچی، ص ۵۸

Marfat.com

صاحبِ خلق وکرم تھے، وعظ وتذکیر میں بلا کی تاثیر تھی۔ خلوت پسند تھے، کسی کا دل نہ توڑتے اور بُرے سے بُرے انسان کو بھی بُرا نہ سمجھتے تھے، سلام کرنے میں ہمیشہ پہل کرتے تھے، لوگوں کو یہ آرزو ہی رہ گئی کہ وہ سلام میں پہل کریں، کبھی اپنے نفس کے لیے غضب ناک نہ ہوئے، حد تو یہ ہے کہ ایک بے دین نے آپ پر تلوار سے حملہ کیا تو اس کو معاف فرما دیا۔ اسی طرح ایک کنیز کے ہاتھوں آپ کا آٹھ سالہ لڑکا محمد عبداللہ خاں مارا گیا تو آپ نے اس کو آزاد فرما دیا۔ اتباعِ سُنّت میں اپنی نظیر آپ تھے۔ ۱۲۸۲ھ/۱۸۶۶ء میں انتقال فرمایا، ۲ جمادی الاولیٰ ۱۲۸۲ھ/۱۸۶۶ء کو سپردِ خاک کر دیا گیا۔ [1]

مولانا احمد رضا خاں نے اپنے جدِ امجد کی ولادت، ختمِ درس اور وصال کے متعلق مندرجہ ذیل تاریخیں کہی ہیں: [2]

جدّی کان عالمًا — لم یر مثله النظر

بهجة جلّ من مضی — حجة کل من غبر

بان برمزه الزُّبُر — دان لرَمزه الزُّمر

قلت لطائف سری — طَیفُ جماله السحر

تعلم عام اذا وُلِدَ — سید نا الرضا الابرّ

قال رأیت انجمًا — قلت نظرت قال ذر

قلت فکیف نهتدی — قال اضاءنا القَمَر (۱۲۲۴ء)

قلت ختامُ درسه — قال اخار الدُرَر (۱۲۴۷ھ)

قلت فعامُ نقله — قال مُجّل اعتزله (۱۲۸۲ء)

---

[1] احمد رضا خاں: مجیرِ معظم (۱۳۰۲ھ/۱۸۸۴ء) شرح قصیدۂ اکسیر اعظم (۱۳۰۲ھ/۱۸۸۰ء) مشمولہ جواہر البیان فی اسرار الارکان (۱۲۹۸ھ/۱۸۸۰ء) مطبوعہ مطبع صبح صادق، سیتاپور، ص ۲ (ترجمہ فارسی ملخصاً)

[2] ایضاً ص ۲

مولانا محمد نقی علی خاں

مولانا محمد نقی علی خاں ۳۰ جمادی الآخر یا یکم رجب ۱۲۴۶ھ/۱۸۳۰ء کو پیدا ہوئے، والد ماجد مولانا محمد رضا علی خاں سے اکتساب علوم فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے جو دِقّتِ نظر، وحدت فکر، فہم صائب اور رائے ثاقب ان کو عطا فرمائی تھی معاصرین میں نظر نہیں آتی۔ عقل معاد اور عقل معاش دونوں کے جامع تھے۔ سخاوت، شجاعت، علوہمت، مروّت اور صدقات و خیرات میں پیش پیش ——— غریبوں سے ملتے اور امیروں سے کنارہ کش رہتے، گستاخانِ رسول علیہ التحیۃ والتسلیم کا تعاقب فرما کر ان کے فتنے کو ختم کیا اور مناظرۂ دینی کا عام اعلان کیا جو ۲۶ شعبان ۱۲۹۳ھ/۱۸۷۶ء کو اصلاح ذات بین ۱۲۹۳ھ/۱۸۷۶ء کے تاریخی نام سے شائع ہوا[1]۔

۵ جمادی الاولیٰ ۱۲۹۴ھ/۱۸۷۷ء کو مارہرہ (یو۔ پی، بھارت) میں شاہ آل رسول احمدی (م ۱۲۹۶ھ/۱۸۷۹ء) کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت ہوئے اور تمام سلاسل میں اجازت و خلافت حاصل کی۔ مولانا احمد رضا خاں بھی اسی نشست میں شاہ آل رسول سے بیعت ہوئے ——— شدید علالت کے باوجود ۲۶ شوال ۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء کو حج بیت اللہ شریف اور زیارت حرمین طیبین کے لیے روانہ ہوئے مولانا احمد رضا خاں بھی ہم رکاب تھے، مکہ مکرمہ میں سید احمد زینی بن دحلان مکی (م ۱۲۹۹ھ/۱۸۸۱ء) سے مکرر سند اجازت حدیث لی۔ ۳۰ ذیقعدہ ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء کو بعمر ۵۱ سال وصال فرمایا اور شب جمعہ والد ماجد کے پہلو میں سپرد خاک کر دیا گیا[2]۔ وصال کے روز نماز فجر پڑھ لی تھی، نماز ظہر سکرات کے عالم میں ادا فرمائی

---

[1] محمد نقی علی خاں: جواہر البیان فی اسرار الارکان، مطبوعہ سیتاپور
حالات مصنف از مولانا احمد رضا خاں، ص ۲۰۶ (ملخصاً)

[2] ایضاً، ص ۲۰۸، ملخصاً۔

Marfat.com

آخری کلمہ " اللہ " ارشاد فرمایا اور آخری تحریر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یادگار چھوڑی ـــــ وصال کے وقت حاضرین نے دیکھا کہ سینے سے ایک نور اٹھا اور چہرے پر برق تابندہ کی طرح کوند کر غائب ہو گیا اور اسی کے ساتھ روح پرواز کر گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! ؎۱

مولانا احمد رضا خاں نے ولادت و وفات کی مندرجہ ذیل تاریخیں کہی ہیں:

تواریخ ولادت

۱۔	جاء ولی نقی الثیاب علی الشان	۱۲۴۶ھ
۲۔	رضی الاحوال بہی المکان	۱۲۴۶ھ
۳۔	ھو اجل محققی الافاضل	۱۲۴۶ھ
۴۔	شہاب المدققین الاماثل	۱۲۴۶ھ
۵۔	قمر فی برج الشرف	۱۲۴۶ھ
۶۔	بری من الخسوف والکلف	۱۲۴۶ھ
۷۔	افضل سُبّاق العلماء	۱۲۴۶ھ
۸۔	اقدم حُذّاق الکرما ؎۲	۱۲۴۶ھ

تواریخ وفات

۱۔	کان نہایت جمع العظماء	۱۲۹۷ھ
۲۔	خاتم اجلۃ الفقہا	۱۲۹۷ھ
۳۔	امین اللہ فی الارض ابدا	۱۲۹۷ھ

؎۱ ایضاً، ص ۲۰۸، ملخصاً

؎۲ ایضاً، ص ۲۰۹، ملخصاً

Marfat.com

۴۔ ان فقد فتنک کلمہ بہا یہتدیٰ — ۱۲۹۷ھ

۵۔ ان موتۃ العالم موتۃ العالم — ۱۲۹۷ھ

۶۔ وفاۃ عالم الاسلام ثلمہ فی جمع الانام — ۱۲۹۷ھ

۷۔ خلل فی باب العباد لا ینسل الی یوم القیام — ۱۲۹۷ھ

۸۔ یا غفور — ۱۲۹۷ھ

۹۔ کمل لہ ثوابک یوم النشور — ۱۲۹۷ھ

۱۰۔ امنحہ جنۃ اعدت للمتقین[۱] — ۱۲۹۷ھ

۱۱۔ صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد و آلہ و اھلہ اجمعین — ۱۲۹۷ھ

تصانیف

علوم دینیہ میں متعدد تصانیف یادگار ہیں۔ چنانچہ مولانا بریلوی تحریر فرماتے ہیں[۲]:

"تصانیف اس جناب کی کہ سب مؤید دین و موکد یقین ہیں تیس[۳] کے قریب ہیں"

مندرجہ ذیل ۲۵ تصانیف قابل ذکر ہیں:

۱۔ الکلام الاوضح فی تفسیر سورۃ الم نشرح[۳]

۲۔ وسیلۃ النجاۃ[۴]

۳۔ سرور القلوب فی ذکر المحبوب[۵]

۴۔ جواھر البیان فی اسرار الارکان[۶]

---

[۱] ایضاً ص ۲۰۹

[۲] احمد رضا خاں: ترتم حمام الحمی فی محامد امام العلماء، ۱۳۰۵ھ / ۱۸۸۷ء بحوالہ اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد مطبوعہ سیتاپور ۱۲۹۸ھ / ۱۸۸۰ء ص ۲

[۳] علوم کثیرہ پر ضخیم جلد — مسعود

[۴] حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات مبارک میں مجلد وسیط۔ — مسعود

[۵] مطبع نول کشور، لکھنؤ سے شائع ہو چکی ہے۔ — مسعود

[۶] مطبع صبح صادق، سیتاپور سے ۱۲۹۸ھ / ۱۸۸۰ء میں شائع ہوئی۔ اس کتاب کے صرف ڈھائی صفحوں (بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰ پر)

Marfat.com

۵۔ اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد [1]
۶۔ ہدایۃ البریہ الی الشریعۃ الاحمدیہ [2]
۷۔ اذاقۃ الآثام لمانعی عمل المولد والقیام
۸۔ فضل العلم والعلماء [3]
۹۔ ازالۃ الادہام
۱۰۔ تزکیۃ الایقان رد تقویۃ الایمان [4]
۱۱۔ الکوکب الزہراء فی فضائل العلم وآداب العلماء
۱۲۔ الروایۃ الرویہ فی الاخلاق النبویہ
۱۳۔ النقاوۃ النقویہ فی الخصائص النبویہ
۱۴۔ لمعۃ النبراس فی آداب الاکل واللباس
۱۵۔ التمکن فی تحقیق مسائل التزین
۱۶۔ احسن الوعا لآداب الدعا۔ [5]

(بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ) کی شرح میں مولانا احمد رضا خاں نے رسالہ "سلطنت المصطفیٰ فی ملکوت کل الوریٰ" تالیف فرمایا۔ مسعود

[1]، [2]، یہ دونوں کتابیں ۱۲۹۸ھ / ۱۸۸۰ء میں سیتاپور (بھارت) سے شائع ہوئیں۔ مسعود

نوٹ: اس کتاب کے خاتمۃ الطبع میں مطبع صبح صادق، سیتاپور کے کارپرداز محمد فرزند حسن احسن نے لکھا ہے:

"اس کتاب اور دیگر چند کتب مصنفہ مولوی صاحب مغفور کا چھاپنا شروع ہوا تھا۔ اس عرصے میں مولوی صاحب مغفور نے ماہ ذلیقعدہ ۱۲۹۷ھ کی ۲۹ تاریخ کو اس دار فانی سے ملک جاودانی کی طرف انتقال فرمایا۔" (ہدایۃ البریۃ، ص ۴۸)

[3] بریلی (بھارت) سے شائع ہوئی۔

[4] اس رسالے کی تخریج احادیث میں مولانا احمد رضا خاں نے رسالہ "النجوم الثواقب فی تخریج احادیث الکواکب" تصنیف فرمایا

[5] یہ کتاب لاہور سے شائع ہو چکی ہے جس میں مولانا بریلوی کا ضمیمہ ذیل المدعا لاحسن الوعا بھی شامل ہے۔ مسعود

Marfat.com

۱۷۔ خیر المخاطبہ فی المحاسبۃ والمراقبہ۔

۱۸۔ ھدایۃ المشتاق الی سیر الانفس والآفاق

۱۹۔ ارشاد الاداب الی آداب الاحتساب

۲۰۔ اجمل الفکر فی مباحث الذکر

۲۱۔ عین المشاہدہ لحسن المجاہدہ

۲۲۔ تشوق الاواہ الی طرق محبۃ اللہ

۲۳۔ نہایۃ السعادۃ فی تحقیق الہمۃ والارادہ۔

۲۴۔ اقوی الذریعہ الی تحقیق الطریقۃ والشریعہ۔

۲۵۔ ترویج الارواح فی تفسیر سورۃ الانشراح [1]

مندرجہ بالا کتب و رسائل میں نمبر ۱ سے نمبر ۱۰ تک کی خود مولانا نقی علی خاں نے تسوید و تبییض فرمائی اور نمبر ۱۱ سے نمبر ۲۰ تک کے لیے مولانا احمد رضا خاں نے لکھا ہے کہ یہ مسودات کی شکل میں ہیں۔ چنانچہ وہ خود تبییض فرما کر ایک مجلد میں شائع کریں گے۔ بعض نامکمل مسودات کا بھی مولانا بریلوی نے ذکر کیا ہے مگر ان کی تبییض تکمیل کی ان کو فرصت نہ مل سکی۔ [2]

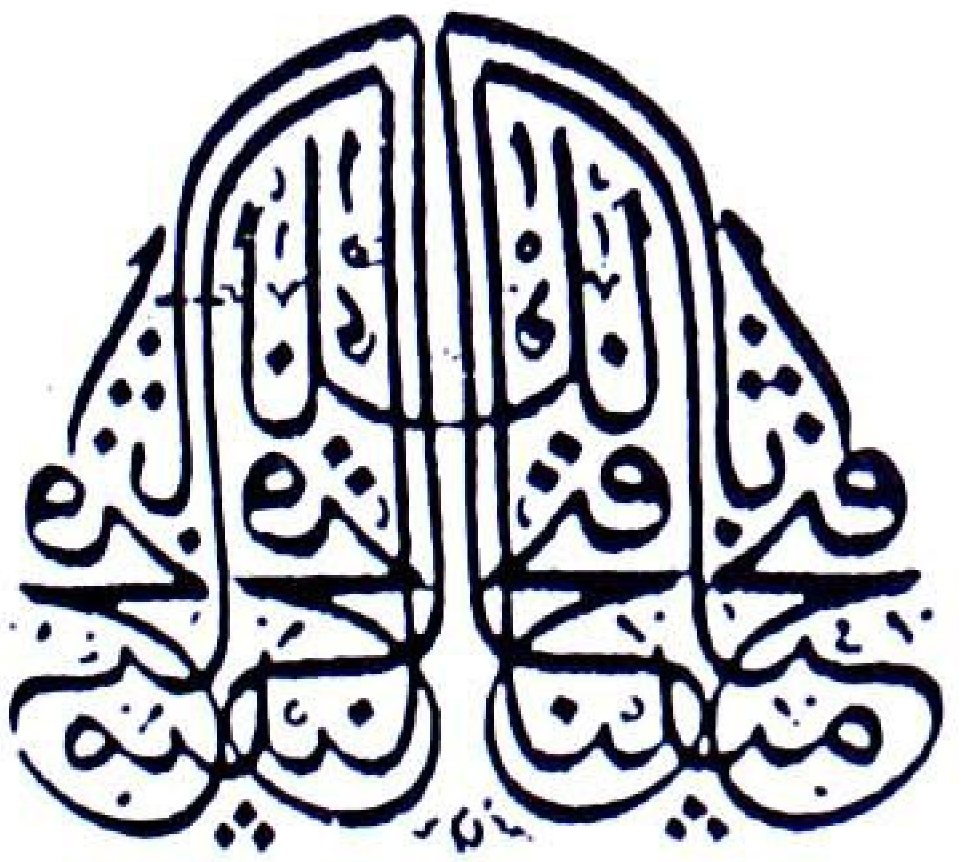

---

[1] محمد نقی علی خاں: جواہر البیان فی اسرار الارکان، حالات مصنف از مولانا احمد رضا خاں، ص ۲۰۷

[2] ایضاً، ص ۲۰۷ (ملخصاً)

Marfat.com

(۱)

مبادیات

حسب ونسب ــــــ ولادت ــــــ تحصیل علم

اساتذہ ــــــ سندحدیث ــــــ بیعت

ــــــ سفرحرمین ــــــ

Marfat.com

مولانا احمد رضا خاں کی ولادت ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء کو بریلی (یو-پی بھارت) میں ہوئی ــــ "محمد" نام رکھا گیا، جد امجد مولانا محمد رضا علی خاں نے احمد رضا تجویز کیا اور یہی مشہور ہوا۔ تاریخی نام "المختار" (۱۲۷۲ھ) ہے۔[1]

مولانا بریلوی نے اپنے والد ماجد اور دوسرے اساتذہ سے تحصیل علوم کی، ابتدائی تعلیم کا ذکر کرتے ہوئے مولانا بریلوی کہتے ہیں:

---

[1] ظفر الدین بہاری: حیات اعلیٰ حضرت (۱۹۳۸ء)، جلد اول، مطبوعہ کراچی، ص ۱

نوٹ

حیات اعلیٰ حضرت کے مؤلف مولانا ظفر الدین بہاری (م ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء) ہندوستان کے مشہور و معروف دانشور ڈاکٹر مختار الدین آرزو (سابق صدر شعبۂ عربی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ) کے والد ماجد اور مولانا بریلوی کے شاگرد و خلیفہ تھے ــــ مولانا بریلوی اپنے ایک مکتوب (محررہ ۵ شعبان ۱۳۲۸ھ/۱۹۱۰ء بنام خلیفہ تاج الدین) میں مولانا ظفر الدین کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مکرمی مولانا محمد ظفر الدین صاحب قادری سلمہٗ فقیر کے یہاں کے اعز طلبہ سے ہیں۔ اور بجان عزیز، ابتدائی کتب کے بعد یہیں تحصیل علوم کی اور اب کئی سال سے میرے مدرسہ (منظر اسلام) میں مدرس اور اس کے علاوہ کار افتا میں میرے معین ہیں۔"

(حیات اعلیٰ حضرت، ص ۲۴۴)

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

"میرے استاد جن سے میں ابتدائی کتب پڑھتا تھا جب مجھے سبق پڑھا دیا کرتے، ایک دو مرتبہ میں دیکھ کر کتاب بند کر دیتا، جب سبق سنتے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) ـــــ مولانا ظفر الدین بہاری صاحب تصنیف عالم تھے مندرجہ ذیل تصانیف ان سے یادگار ہیں:

(۱) مؤذن الاوقات (۱۳۳۵ھ / ۱۹۱۶ء)، مطبوعہ لاہور
(۲) اعلام الاعلام باحوال العرب قبل الاسلام (۱۳۴۱ھ / ۱۹۲۲ء)
(۳) نہایۃ المنتہی شرح ہدایۃ المبتدی (۱۳۴۳ھ / ۱۹۲۴ء)
(۴) الافادات الرضویہ (۱۳۴۴ھ / ۱۹۲۵ء)
(۵) زواج الایامیٰ (۱۳۴۵ھ / ۱۹۲۶ء)
(۶) جامع الرضوی معروف بہ صحیح البہاری (۱۳۴۵ھ / ۱۹۲۶ء)
(۷) دلچسپ مکالمہ (۱۳۴۷ھ / ۱۹۲۸ء)
(۸) تسہیل الوصول الی علم الاصول (۱۳۴۸ھ / ۱۹۲۹ء)
(۹) نافع البشر فی فتاویٰ ظفر (۱۳۴۹ھ / ۱۹۳۰ء)
(۱۰) نصرۃ الاصحاب باقسام ایصال ثواب (۱۳۵۴ھ / ۱۹۳۵ء)
(۱۱) الانوار اللامعہ من الشمس البازغہ (۱۳۵۵ھ / ۱۹۳۶ء)
(۱۲) تنویر السراج فی بیان المعراج (۱۳۵۶ھ / ۱۹۳۷ء)
(۱۳) الفوائد التامہ فی اجوبۃ الامور العامہ (۱۳۵۷ھ / ۱۹۳۸ء)
(۱۴) تحفۃ العظامی فضل العلماء (۱۳۶۵ھ / ۱۹۴۶ء)
(۱۵) سد الفرار لمہاجری بہار (۱۳۶۶ھ / ۱۹۴۶ء)، مطبوعہ پٹنہ

مسعود

Marfat.com

تو حرف بحرف، لفظ بلفظ سنا دیتا۔ روزانہ یہ حالت دیکھ کر سخت تعجب کرتے، ایک دن مجھ سے فرمانے لگے:۔

"احمد میاں یہ تو کہو تم آدمی ہو یا جن، مجھ کو پڑھاتے دیر لگتی ہے مگر تم کو یاد کرتے دیر نہیں لگتی۔" [1]

مولانا احمد رضا خاں بریلوی نے جن حضرات سے پڑھا اور جن سے سند حدیث و فقہ حاصل کی ان میں مندرجہ ذیل حضرات قابل ذکر ہیں:

(۱) شاہ آل رسول مارہروی[2] (م ۱۲۹۷ھ / ۱۸۷۹ء)

(۲) مولانا نقی علی خاں[3] (م ۱۲۹۷ھ / ۱۸۸۰ء)

(۳) شیخ احمد بن زین دحلان مکی[4] (م ۱۲۹۹ھ / ۱۸۸۱ء)

(۴) شیخ عبدالرحمان سراج مکی[5] (م ۱۳۰۱ھ / ۱۸۸۳ء)

(۵) شیخ حسین بن صالح[6] (م ۱۳۰۲ھ / ۱۸۸۴ء)

(۶) شاہ ابوالحسین احمد النوری[7] (م ۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء)

(۷) مرزا غلام قادر بیگ[8] (م ۱۳۰۱ھ / ۱۸۸۳ء)

(۸) مولانا عبدالعلی رام پوری[9] (م ۱۳۰۳ھ / ۱۸۸۵ء)

---

[1] ظفر الدین بہاری، حیات اعلیٰ حضرت، جلد اول، ص ۳۲

[2] ایضاً، ص ۳۵ و سند اجازت بنام مولوی عبدالواحد مجریہ ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۲۸ھ مخزونہ قاری عبداللطیف ظہیر (گڑھی کپورہ، سرحد)

[3] ایضاً، ص ۳۳ و سند اجازت مذکور

[4] تا [7] احمد رضا خاں: الاجازات المتینہ لعلماء بکۃ والمدینہ، النسخۃ الاولیٰ، مشمولہ رسائل رضویہ، جلد دوم، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء ص ۳۵، ۳۰۷

[8] ظفر الدین بہاری، حیات اعلیٰ حضرت، جلد اول ص ۳۲

[9] (ا) محمود احمد قادری: تذکرہ علمائے اہل سنت، مطبوعہ کانپور ۱۳۹۱ھ / ۱۹۷۱ء ص ۱۱۳

(ب) ظفر الدین بہاری، حیات اعلیٰ حضرت، جلد اول، ص ۳۳

Marfat.com

نواب رام پور، کلب علی خاں نے مولانا عبدالحق خیر آبادی سے پڑھنے کا مشورہ دیا تھا، مولانا بریلوی کی مولانا خیر آبادی سے ملاقات بھی ہوئی اور علمی گفتگو بھی مگر پڑھنے کی نوبت نہ آئی ۔

مولانا بریلوی کا سلسلۂ اسناد مندرجہ ذیل علمائے اعلام سے ملتا ہے :-

(۱) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۱۷۶ھ / ۱۷۶۲ء)

(۲) مولانا محمد عبدالعلی لکھنوی (م ۱۲۳۵ھ / ۱۸۲۰ء)

(۳) شیخ عابد السندی المدنی (م ـــــ ھ / ـــــ ء)

مولانا بریلوی ۱۲۹۴ھ / ۱۸۷۷ء میں شاہ آل رسول مارہروی (م ۱۲۹۶ھ / ۱۸۷۸ء) سے بیعت ہوئے اور اجازت وخلافت حاصل کی۔ مولانا بریلوی کو ۱۳ سے زیادہ سلاسل طریقت میں اجازت وخلافت حاصل تھی جس کا ذکر انھوں نے "الاجازۃ المکیۃ" میں کیا ہے۔[۱]

۱۲۹۵ھ / ۱۸۷۸ء میں مولانا بریلوی پہلی بار حج بیت اللہ اور زیارت حرمین شریفین کے لیے حاضر ہوئے اور ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء میں دوسری بار حاضری دی۔ دونوں دفعہ حرمین طیبین میں جو آپ کی پذیرائی ہوئی اس سے دربار رسالت میں آپ کی مقبولیت کا اندازہ ہوتا ہے۔[۲]

---

[۱] احمد رضا خاں : الاجازۃ الرضویہ لمبجل مکۃ البہیۃ - ص ۳۱۶ - ۳۱۸

[۲] تفصیلات کے لیے راقم کی تالیف "فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں" (مطبوعہ لاہور) ملاحظہ کریں ۔
مسعود

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یارب عطا ہو مجھ کو وِلا اُن کے نام کی
شیدا پہ جن کے آتشِ دوزخ حرام کی!

صدقہ اُنھیں کا اُن کے غضب سے بچا مجھے!
دشمن پہ جن کے نعمتِ جنّت حرام کی!

Marfat.com

(۲)

علومِ قدیمہ و جدیدہ

تعداد علوم — کمالاتِ علمیہ — قرآن
حدیث — فقہ — ریاضی
ھیأۃ و نجوم — فلسفہ جدید و قدیمہ — صوتیات
توقیت — تکسیر — جفر
— لوگارثم — مثلث کروی —

Marfat.com

(۲)

مولانا احمد رضا خاں بریلوی نے جن علوم وفنون کی تحصیل اپنے اساتذہ اور ذاتی مطالعے سے ان کی تعداد ۵۵ تک پہنچتی ہے، یہ تمام تفصیلات مولانا بریلوی نے اس عربی سند اجازت میں دی ہے جو حافظ کتب الحرم مولانا سیّد اسمٰعیل خلیل مکّی کو عنایت کی۔ ۸ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ کو زبانی اجازت دی۔ ۶ صفر ۱۳۲۴ھ کو سند کا مسودہ تیار کیا اور ۸ صفر ۱۳۲۴ھ کو مبیضہ تیار ہوا۔ اس سند کا تاریخی نام ہے:

الاجازۃ الرضویہ لمبجل مکۃ البہیۃ[1]

اس سند میں مولانا بریلوی نے مندرجہ ذیل علوم وفنون کا ذکر کیا ہے:

(۱) علم قرآن (۲) علم حدیث (۳) اصول حدیث (۴) فقہ حنفی
(۵) کتب فقہ جملہ مذاہب (۶) اصول فقہ (۷) جدل مہذب (۸) علم تفسیر
(۹) علم العقائد والکلام (۱۰) علم نحو (۱۱) علم صرف (۱۲) علم معانی
(۱۳) علم بیان (۱۴) علم بدیع (۱۵) علم منطق (۱۶) علم مناظرہ
(۱۷) علم فلسفہ (۱۸) علم تکسیر (۱۹) علم ہیئت (۲۰) علم حساب
(۲۱) علم ہندسہ۔

مندرجہ بالا اکیس علوم کے بارے میں مولانا بریلوی لکھتے ہیں:

"یہ اکیس علوم ہیں جنھیں میں نے اپنے والد قدس سرہٗ الماجد سے حاصل کیا"[2]

ان علوم وفنون کے بعد مندرجہ ذیل علوم وفنون کا ذکر کیا ہے:

(۲۲) قرأت (۲۳) تجوید (۲۴) تصوف (۲۵) سلوک (۲۶) اخلاق
(۲۷) اسماء الرجال (۲۸) سیر (۲۹) تواریخ (۳۰) لغت (۳۱) ادب مع جملہ فنون

۱؎ احمد رضا خاں: الاجازۃ الرضویہ لمبجل مکۃ البہیہ ص ۳۰۱ (مشمولہ رسائل رضویہ جلد دوم)
۲؎ ایضاً، ص ۳۰۱

Marfat.com

ان دس علوم کے بارے میں لکھا ہے:-

ان علموں کی بھی اجازت دیتا ہوں جنہیں میں نے اساتذہ سے بالکل نہیں پڑھا پر نقاد علمائے کرام سے مجھے ان کی اجازت حاصل ہے[۱] پھر ان علوم و فنون کا ذکر کیا ہے:

(۳۲) ارثماطیقی (۳۳) جبر و مقابلہ (۳۴) حساب ستینی (۳۵) لوغارثمات

(۳۶) علم التوقیت (۳۷) مناظر و مرایا (۳۸) علم الاکر (۳۹) زیجات

(۴۰) مثلث کروی (۴۱) مثلث مسطح (۴۲) ہیئت جدیدہ (۴۳) مربعات

(۴۴) جفر (۴۵) زائرچہ

ان چودہ علوم کے بارے میں لکھا ہے:

ان علموں کی اجازت دیتا ہوں جنھیں میں نے کسی افادہ بخش استاد سے حاصل نہیں کیا، نہ پڑھ کر، نہ سن کر، نہ باہمی گفتگو سے[۲]

اور پھر آخر میں لکھا ہے:

تو گویا یہ انیس ۱۹ علوم ایسے ہیں جن کی تعلیم صرف آسمانی فیض سے مجھے حاصل ہوئی[۳]

اس کے بعد مندرجہ ذیل علوم و فنون کے بارے میں بھی لکھا ہے کہ ان کی تعلیم کسی استاد سے حاصل نہیں کی[۴]

(۴۶) نظم عربی (۴۷) نظم فارسی (۴۸) نظم ہندی (۴۹) نثر عربی (۵۰) نثر فارسی

(۵۱) نثر ہندی (۵۲) خط نسخ (۵۳) خط نستعلیق (۵۴) تلاوت مع تجوید

(۵۵) علم الفرائض -

---

[۱] ایضاً، ص ۳۰۳

[۲] ایضاً، ص ۳۰۷

[۳] ایضاً، ص ۳۱۵

[۴] ایضاً، ص ۳۱۵

Marfat.com

اس قدر علوم و فنون کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں :

" اللہ کی پناہ میں نے یہ باتیں فخر اور خواہ مخواہ کی خود ستائی کے طور پر بیان نہیں کیں بلکہ منعم کریم کی عطا فرمودہ نعمت کا ذکر کیا ہے ، میرا یہ دعویٰ بھی نہیں کہ ان میں اور ان کے علاوہ دیگر حاصل کردہ فنون میں بہت بڑا ماہر ہوں " [1]

مولانا احمد رضا خاں بریلوی اپنی حیرت انگیز اور محیر العقول فطری ذکاوت کی وجہ سے بہت جلد فارغ التحصیل ہو گئے ۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں :

" میں نے جب پڑھنے سے فراغت پائی اور میرا نام فارغ التحصیل علماء میں شمار ہونے لگا اور یہ واقعہ نصف شعبان ۱۲۸۶ھ کا ہے ۔ اس وقت میں تیرہ [۱۳] سال دس ماہ پانچ دن کا تھا ، اسی روز مجھ پر نماز فرض ہوئی تھی اور میری طرف شرعی احکام متوجہ ہوئے تھے " [2]

مولانا احمد رضا خاں بریلوی نے جن بکثرت علوم و فنون کا ذکر کیا ہے ان میں سے بعض میں ان کو تبحر حاصل تھا جس کا اندازہ ان علوم و فنون میں ان کی مطبوعہ اور قلمی تصانیف سے ہوتا ہے ۔ علم قرآن میں ان کا ترجمۂ اردو امتیازی نشان رکھتا ہے جو کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن " کے نام سے ۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۱ء میں منظر عام پر آیا [3] پھر اس پر ان کے خلیفہ مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی [4] (م ۱۳۶۷ھ / ۱۹۴۸ء) نے خزائن العرفان فی تفسیر القرآن کے نام سے تفسیری حواشی لکھے ۔ آج کل اس ترجمے کے کراچی اور لاہور وغیرہ سے بکثرت اڈیشن شائع ہو رہے ہیں ۔

---

[1] ایضاً ، ص ۳۱۵ ۔

[2] ایضاً ، ص ۳۰۹ (غالباً بعض اہل دانش اسی حیرت انگیز ذکاوت کی وجہ سے مولانا بریلوی کے لیے Super-Genius اور Super Man جیسے الفاظ استعمال کرتے ہیں)

[3] اس کا انگریزی ترجمہ ہو چکا ہے جو بریڈ فورڈ (انگلستان) میں محفوظ ہے مسعود

[4] مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی کے تفصیلی حالات کے لیے راقم کی تالیف " تحریک آزادی ہند اور السواد الاعظم " (مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء) مطالعہ کریں ۔

Marfat.com

مولانا بریلوی نے جس عاقبت اندیشانہ احتیاط کو پیش نظر رکھا ہے وہ دوسرے تراجم میں نظر نہیں آتا، یہاں صرف سورہ رحمٰن کی آیت نمبر ۳۳ کے ترجمے کا تقابلی جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ط لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ۝

(۱) شاہ رفیع الدین محدث دہلوی (م ۱۲۳۳ھ / ۱۸۱۸ء)

"اے جماعت جنوں کی اور آدمیوں کی اگر طاقت رکھتے ہو تم یہ کہ پیٹھ جاؤ بیچ کناروں آسمانوں کے اور زمین کے پس پیٹھ جاؤ، نہ پیٹھ جاؤ گے تم مگر ساتھ غلبہ کے [۱]

(۲) مولوی نذیر احمد دہلوی (۱۲۰۳ھ / ۱۷۸۸ء – ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۴ء)

اے گروہ جن و انسان اگر تم سے ہو سکے کہ آسمانوں اور زمین کے کناروں سے (ہو کر کہیں کو) نکل بھاگو تو نکل دیکھو مگر کچھ ایسا ہی زور ہے تو نکلو (اور وہ تم میں نہ ہے اور نہ ہوگا) [۲]

(۳) مولانا اشرف علی تھانوی (۱۳۱۳ھ / ۱۸۹۵ء – م ۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۳ء)

اے گروہ جن اور انسان کے اگر تم کو یہ قدرت ہے کہ آسمان اور زمین کی حدود سے کہیں باہر نکل جاؤ تو (ہم بھی دیکھیں) نکلو! مگر بدون زور کے نہیں نکل سکتے (اور زور ہے نہیں) [۳]

(۴) مولانا احمد رضا خاں بریلوی (۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۸ء – م ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء)

اے جن اور انسان کے گروہ اگر تم سے ہو سکے کہ آسمانوں اور زمین

---

[۱] قرآن شریف مترجم، مطبوعہ اقبال پرنٹنگ ورکس، دہلی ۱۹۴۳ء، ص ۶۷۹

[۲] قرآن مجید مترجم، مطبوعہ مطبع قاسمی، دہلی ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء، ص ۵۹۶

[۳] القرآن الحکیم مع ترجمہ و تفسیر مولانا اشرف علی تھانوی، تاج کمپنی، لاہور و کراچی، ص ۴۸۱

Marfat.com

کے کناروں سے نکل جاؤ تو نکل جاؤ، جہاں نکل جاؤ گے اسی کی سلطنت ہے، (۱) (۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۱ء)

مندرجہ بالا تراجم میں لفظ "سُلْطٰن" کا ترجمہ مولوی رفیع الدین دہلوی نے غلبہ کیا ہے، مولوی نذیر احمد دہلوی اور مولوی اشرف علی تھانوی نے "زور" کیا ہے مگر مولوی احمد رضا خاں بریلوی نے سلطنت کیا ہے (۲) جس نے دورِ جدید کی خلائی تحقیقات سے پیدا ہونے والی تمام پیچیدگیوں کو یکسر ختم کر دیا۔

نوائے وقت (لاہور) کے کالم نگار میاں عبدالرشید نے "اِلَّا بِسُلْطٰن" کا ترجمہ "مگر سلطان کے ذریعہ" (۳) کیا تھا۔ کیپٹن شفیق احمد (پی۔ سی۔ ایس) نے جس کا تعاقب کرتے ہوئے لکھا:

"یہ ترجمہ پڑھ کر ایک دوست نے مجھ سے اس خیال کا اظہار کیا کہ پھر امریکی اور روسی خلائی جہاز زمین کی حدود کو پار کر کے چاند پر کیسے اتر سکتے ہیں؟— ایسا خیال دوسرے بھائیوں کو بھی آسکتا ہے۔

میں نے بطور تحقیق قرآن پاک کے تین چار مستند تراجم دیکھے۔ مولانا مفتی محمد احمد رضا خاں کا ترجمہ (مطبوعہ نسخہ قرآن پاک تاج کمپنی لمیٹڈ) صحیح معلوم ہوا جو قارئین کرام کی خدمت میں پیش ہے۔ انھوں نے بہت پہلے اس آیت کا یوں ترجمہ کیا تھا:

۱۔ (ا) کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن مع خزائن العرفان فی تفسیر القرآن، المجمع احمد رضا اکیڈمی، کراچی، ص ۶۲۳

(ب) کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن، چاند کمپنی، لاہور، ص ۹۶۷

۲۔ مفتی اعظم محمد مظہر اللہ دہلوی (م ۱۳۸۶ھ / ۱۹۶۶ء) نے بھی "سلطٰن" کا ترجمہ سلطنت ہی کیا ہے (قرآن شریف مترجم مطبوعہ دہلی ۱۳۶۱ھ / ۱۹۴۲ء ص ۵۹۶) لیکن چوں کہ یہ ترجمہ مولانا بریلوی کے ترجمے کے بعد ہوا ہے اس لیے ممکن ہے کہ مولانا بریلوی کے ترجمہ سے استفادہ کیا گیا ہو۔

۳۔ نوائے وقت (لاہور)، شمارہ ۱۳، اگست ۱۹۷۵ء)

Marfat.com

"اے جن و انسان کے گروہ اگر تم سے ہو سکے تو آسمانوں اور زمین کے کناروں سے نکل جاؤ، جہاں نکل کر جاؤ گے، اسی کی سلطنت ہے۔"

لفظ "اِلَّا بِسُلْطٰنٍ" کا ترجمہ اردو میں "مگر اسی کی سلطنت" درست ہے۔ لفظ "سُلْطٰن" کا انگریزی ترجمہ "اتھارٹی" یا "کنٹرول" ہے، مفہوم یہ ہے کہ انسان جہاں کہیں بھی جا سکے وہ اللہ تعالیٰ کے اختیار و قابو سے باہر نہیں جا سکتا۔"[1]

کیپٹن شفیق احمد کے تاثرات کی وضاحت کرتے ہوئے ڈاکٹر محمد باقر نے مدیر نوائے وقت کے نام ایک مکتوب (بعنوان "سورہ رحمٰن کی آیت کی وضاحت") میں لکھا ہے:-

مکرمی!!

آپ کے مؤقر جریدے میں کیپٹن شفیق احمد خاں صاحب کے توجہ دلانے پر راقم نے عربی لغت کی طرف رجوع کیا تو معلوم ہوا کہ "سلطٰن" کے معنی "سلطنت" (DOMINATION) لغات میں موجود ہیں (کوڈن، ص ۲۲۴، رچرڈسن، ص ۷۰۱) لہٰذا سورۂ رحمٰن کی آیت...... میں اعلیٰ حضرت مولانا شاہ محمد احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے "سلطٰن" کا ترجمہ کر کے........ مذکورہ آیت کی تفہیم کو سادہ اور آسان کر دیا ہے یعنی باری تعالیٰ کے ارشاد کا مفہوم یہ ہے کہ تم زمین اور آسمانوں سے کتنا بھی پرے کیوں نہ نکل جاؤ بہر صورت تم میری سلطنت ہی میں رہو گے...... راقم شفیق احمد خاں صاحب کا ممنون ہے کہ انھوں نے دیگر تراجم اور تفاسیر کے مقابلے میں اعلیٰ حضرت کے ترجمے کی طرف توجہ دلا کر ایک مفید خدمت سر انجام دی[2]

---

[1] نوائے وقت (لاہور)، شمارہ ۱۶ ستمبر ۱۹۷۵ء بعنوان "سورۃ رحمٰن کی آیت کا مستند ترجمہ"

[2] نوائے وقت (لاہور) شمارہ ۳۰ ستمبر ۱۹۷۵ء۔

Marfat.com

مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے ترجمۂ قرآن کا انگریزی میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے اس سلسلے میں مندرجہ ذیل خبر نظر سے گزری :

"اسلامک مشنری کالج (بریڈ فورڈ، انگلستان) کے چیئرمین ڈاکٹر فاطمی صاحب کے ذریعہ کویت یونیورسٹی میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے اردو ترجمۂ قرآن کو انگریزی میں منتقل کرنے کا جو کام آج سے آٹھ ماہ پہلے شروع ہوا تھا وہ پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا، اب ایک انگلش فرم سے اس کی طباعت کے لیے رابطہ قائم کیا جا رہا ہے"[1]

مولانا بریلوی کے ترجمۂ قرآن پر متعدد فاضلوں نے مقالات لکھے ہیں جن میں سے مندرجہ ذیل قابل ذکر ہیں :[2]

۱۔ سید محمد مدنی : امام احمد رضا اور اردو تراجم قرآن کا تقابلی جائزہ

۲۔ شیر محمد خاں اعوان : امام احمد رضا اور محاسن کنز الایمان[3]

۳۔ اختر رضا خاں ازھری : امام احمد رضا کا ترجمہ قرآن حقائق کی روشنی میں[4]

۴۔ حکیم الرحمٰن بھنوی : امام احمد رضا اور ترجمۂ قرآن کی خصوصیات[5]

مولانا بریلوی نے ترجمہ قرآن کے علاوہ قرآن کریم کی جزوی تفسیر لکھی تھی چنانچہ مولانا شاہ عبدالقادر بدایونی (م ۱۳۱۹ھ / ۱۹۰۱-۲ء) کے عرس میں شرکت کے لیے بدایوں گئے تو وہاں کامل چھ گھنٹے سورہ الضحیٰ پر تقریر فرمائی اور بعد میں فرمایا کہ "اس سورۂ مبارک کی بعض آیات کی تفسیر لکھی تھی جو اسّی جز تک لکھ کر چھوڑ دی کہ اتنا وقت کہاں سے لاؤں کہ پورے قرآن کریم کی تفسیر لکھ سکوں"[6] اس میں شک نہیں اگر وہ

---

[1] مکتوب علامہ ارشد القادری از بریڈ فورڈ بنام حکیم محمد موسیٰ امرتسری، لاہور۔ مطبوعہ ماہنامہ "رضائے مصطفیٰ" (گوجرانوالہ)، شمارہ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۵ھ۔ ص ۹

[2] تا [5] (الف) المیزان (بمبئی) امام احمد رضا نمبر ۱۹۷۶ء، ص ۸۵ — ۱۵۶

(ب) انوار رضا، لاہور ۱۹۷۸ء، ص ۵۱ — ۱۶۱

[6] ظفر الدین بہاری : حیات اعلیٰ حضرت، جلد اوّل، ص ۹۷

Marfat.com

تفسیر قرآن لکھتے تو ترجمہ کی طرح اس کی بھی ایک امتیازی شان ہوتی۔

علم قرآن اور تفسیر کے علاوہ علم حدیث میں بھی مولانا بریلوی کو تبحر حاصل تھا شیخ یسین احمد الخیاری المدنی نے علم حدیث میں مولانا بریلوی کے تبحر کو سراہتے ہوئے لکھا ہے: وھو امام المحدثین[1] وہ محدثین کے امام ہیں۔

مولانا بریلوی کے مندرجہ ذیل رسائل کے مطالعہ سے علم حدیث میں ان کی مہارت کا اندازہ ہوتا ہے۔

(۱) النھی الاکید عن الصلوٰۃ وراء عدی التقلید (۱۳۰۵ھ / ۱۸۸۷ء)

(۲) الھاد الکاف فی حکم الضعاف (۱۳۱۳ھ / ۱۸۹۵ء)

(۳) حاجز البحرین الواقی عن جمع الصلاتین (۱۳۱۳ھ / ۱۸۹۵ء)

(۴) مدارج طبقات الحدیث (۱۳۱۳ھ / ۱۸۹۵ء)

(۵) الاحادیث المروایہ لمدح الامیر معاویہ (۱۳۱۳ھ / ۱۸۹۵ء)

(۶) الفضل الموھبی فی معنی اذا صح الحدیث فھو مذھبی[2] (۱۳۱۳ھ / ۱۸۹۵ء)

---

[1] احمد رضا خاں: الفیوضات الملکیہ لمحب الدولۃ المکیہ (۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء) مطبوعہ کراچی، ص ۴۷۰

[2] گرامپور (نارتھ ارکاٹ) کے کاکا محمد نامی ایک مستفتی نے ۱۳ رجب ۱۳۱۳ھ کو ایک استفتاء بھیجا جس میں حدیث صحیح غیر منسوخ وغیر متروک (جس پر آئمہ اربعہ میں سے کسی نے عمل کیا ہو) پر حنفی المذہب سنی مسلمان کے عمل کے بارے میں استفسار کیا اور استدلالاً امام ابوحنیفہ کا قول اذا صح الحدیث فھو مذھبی پیش کیا۔ نیز ردالمحتار، مقامات مظہری، عقد الجید وغیرہ سے اپنی تائید وحمایت میں حوالے پیش کیے۔

اس استفسار کے جواب میں مولانا بریلوی نے جو فاضلانہ بحث کی ہے اس سے علم حدیث میں ان کے مقام ومرتبہ کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ (ملاحظہ ہو الفضل الموھبی فی معنی اذا صح الحدیث فھو مذھبی ملقب بہ لقب تاریخی اعز النکات بجواب سوال ارکات (۱۳۱۳ھ)، مطبوعہ مطبع اہل سنت وجماعت، بریلی، ۲۷ ربیع الاول ۱۳۱۹ھ۔

(باقی اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

علم فقہ میں مولانا بریلوی کو جو کمال حاصل تھا اس کا اندازہ ناظم ندوۃ العلماء لکھنو مولانا ابوالحسن علی ندوی کے ان تاثرات سے لگایا جا سکتا ہے:

یندر نظیرہ فی الاطلاع علی الفقہ الحنفی وجزئیاتہ لیشہد بذلک مجموع فتاواہ وکتابہ "کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم" الذی الفہ فی مکۃ سنۃ ثلاث و عشرین وثلاث مائۃ والف۔[1]

(ترجمہ) فقہ حنفی اور اس کی جزئیات پر مولانا احمد رضا خاں کو جو عبور حاصل ہے اس کی نظیر شاید ہی کہیں ملے اور اس دعوی پر ان کا مجموعہ فتاوی شاہد ہے نیز ان کی تصنیف "کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم" جو انھوں نے ۱۳۲۳ھ میں مکہ معظمہ میں لکھی تھی۔

اور ایک جگہ لکھتے ہیں:

والف بعض الرسائل اثناء اقامتہ بالحرمین واجاب عن بعض المسائل التی عرضت علی علماء الحرمین واعجبوا بغزارۃ علمہ وسعۃ اطلاعہ علی المتون الفقہیۃ والمسائل الخلافیۃ وسرعۃ تحریرہ وذکائہ[2]

(ترجمہ) حرمین شریفین کے قیام کے زمانے میں بعض رسائل بھی لکھے اور علماء حرمین نے بعض سوالات کیے تو ان کے جوابات بھی تحریر کیے، متون فقہیہ اور اختلافی مسائل

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) ۔ دارالعلوم اشرفیہ، مبارک پور (ضلع اعظم گڑھ، بھارت) کے فاضل استاد مولانا افتخار احمد قادری نے اس رسالے کا عربی میں ترجمہ کیا ہے جو مجلس رضا، لاہور نے شائع کر دیا ہے۔ (مسعود)

[1] عبدالحی لکھنوی: نزھۃ الخواطر و بہجۃ المسامع والنواظر، الجزء الثامن، مطبوعہ حیدرآباد دکن ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء۔ ص ۴۱

[2] ایضاً، ص ۳۹۔

Marfat.com

پر ان کی ہمہ گیر معلومات، سرعت تحریر اور ذہانت کو دیکھ کر سب کے سب حیران و ششدر رہ گئے۔

ان تاثرات سے اندازہ ہوتا ہے کہ نہ صرف پاک و ہند میں بلکہ حرمین شریفین میں بھی مولانا بریلوی کی فقاہت کا سکہ بیٹھا ہوا تھا[1] علم فقہ میں مولانا بریلوی کی مہارت اور تبحر کا آئندہ اوراق میں تفصیل جائزہ لیا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

علوم منقولہ کے علاوہ علوم معقولہ میں بھی مولانا بریلوی کو کمال حاصل تھا، مولانا ظفر الدین بہاری نے لکھا ہے کہ ۱۳۲۹ھ/۱۹۱۱ء سے قبل ڈاکٹر سر ضیاء الدین (وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ) نے علم المربعات کا ایک سوال اخبار دبدبۂ سکندری (رام پور) میں شائع کرایا کہ کوئی ریاضی داں اس کا جواب دے ——— مولانا احمد رضا خاں بریلوی نے اس کا جواب شائع کرایا اور ساتھ ہی جواب کے لیے اپنی طرف سے ایک سوال شائع کرایا ——— ڈاکٹر ضیاء الدین کی نظر سے جب یہ جواب و سوال گزرا تو ان کو یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ ایک مولوی نے نہ صرف ان کے سوال کا جواب دے دیا بلکہ اپنی طرف سے ایک سوال بھی پیش کر دیا ——— ڈاکٹر ضیاء الدین نے مولانا بریلوی کے سوال کا جواب شائع کرایا، لیکن مولانا بریلوی نے اس کی تغلیط کر کے ڈاکٹر صاحب کو اور حیرت میں ڈال دیا۔[2]

یہ ابتدائی غائبانہ تعارف تھا اس کے بعد ڈاکٹر صاحب کو ریاضی کے ایک مسئلے میں مشکل پیش آئی جس کے لیے وہ جرمنی جانا چاہتے تھے مگر پروفیسر سید سلیمان اشرف بہاری (صدر شعبہ دینیات مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ) کے ایماء پر وہ مولانا بریلوی

---

[1] ڈاکٹر حسن رضا خاں نے مولانا بریلوی کے فقہی مقام پر پٹنہ یونیورسٹی (بھارت) میں ایک تحقیقی مقالہ پیش کیا ہے جس پر ان کو ۲۲ ستمبر ۱۹۷۹ء کو ڈاکٹریٹ کی ڈگری مل گئی ہے ——— یہ مقالہ ۵۲۳ صفحات پر مشتمل ہے۔ مسعود

(بحوالہ مکتوب ڈاکٹر حسن رضا خاں محررہ ۲۴ ستمبر ۱۹۷۹ء از پٹنہ، بنام راقم الحروف)

[2] ظفر الدین بہاری: حیات اعلیٰ حضرت، جلد اول ص ۱۵۶ ملخصاً۔

Marfat.com

کی خدمت میں حاضر ہوئے،[۱] پروفیسر موصوف، مولانا بریلوی کے خلیفہ تھے۔

جب مولانا بریلوی کو ڈاکٹر صاحب کی آمد کی خبر ملی تو فطری طور پر ان کو خیال ہوا کہ جس شخص نے ساری عمر علم ریاضی کی تحصیل میں گزار دی، نہ معلوم وہ کیا کیا سوال کرے ۔۔۔ مولانا بریلوی نے سید ایوب علی صاحب سے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

"ڈاکٹر صاحب کے آنے سے پہلے ایک قسم کا خیال آتا تھا کہ انھوں نے اس علم کے حصول میں اپنی زندگی صرف کردی ہے نہ معلوم کیا کیا سوالات کریں گے بخلاف اس کے یہاں تو صدہا مصروفیتیں ہیں، خدا جانے میں جواب دے سکوں گا یا نہیں مگر بحمداللہ پروردگار عالم نے ان کی پوری تشفی کرا دی اور وہ بہت مسرور گئے۔"[۲]

جس وقت ڈاکٹر سر ضیاء الدین حاضر ہوئے سید ایوب علی صاحب اور ان کے بھائی سید قناعت علی صاحب موجود تھے، ان دونوں نے اپنے چشم دید واقعات قلمبند کرائے ہیں[۳] ۔۔۔ سید ایوب علی صاحب نے لکھا ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے جب مسئلے کے بارے میں مولانا بریلوی سے پوچھا، فوراً حل فرما دیا ۔۔۔ اس کے بعد ڈاکٹر صاحب نے علم ریاضی پر ایک عربی کتاب کا ذکر کیا جو مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ کی لائبریری میں موجود تھی۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ وہ ایک عالم کے ساتھ یہ کتاب بھیجیں گے، مولانا بریلوی ان عالم کو پڑھا دیں پھر ان سے وہ خود پڑھ کر انگریزی میں ترجمہ کرلیں گے۔ چنانچہ وہ عالم کتاب لے کر آئے اور مولانا بریلوی نے ان کو پڑھایا۔[۴]

---

[۱] ایضاً، ص ۱۵۰-۱۵۳ ملخصاً

[۲] ایضاً، ص ۱۵۳

[۳] ایضاً، ص ۱۵۰-۱۵۳

[۴] ایضاً، ص ۱۵۲-۱۵۳

Marfat.com

مولوی محمد حسین میرٹھی (موجد طلسمی پریس) نے ۱۹۲۹ء میں شملے میں قیام کے دوران ڈاکٹر ضیاء الدین سے مولانا بریلوی اور ان کی ملاقات کا حال پوچھا تو انھوں نے فرمایا:

میرے سوال کا جو بہت مشکل اور لاحل تھا ایسا فی البدیہہ جواب دیا گویا اس مسئلے پر عرصہ سے ریسرچ کیا ہے۔ اب ہندوستان میں کوئی جاننے والا نہیں۔[1]

علم الفرائض سے علم ریاضی کا گہرا تعلق ہے، علم ریاضی سے واقفیت کے بغیر علم الفرائض سے متعلق فتوے نہیں دیئے جا سکتے یہی وجہ ہے کہ پاک و ہند کے اکثر مفتی ایسے فتووں سے گریز کرتے رہے، متاخرین میں مولانا احمد رضا خاں بریلوی اور مفتی محمد مظہر اللہ دہلوی علم الفرائض میں بڑی مہارت رکھتے تھے یہ اس لیے کہ دونوں علم ریاضی سے بخوبی آگاہ تھے، فتاویٰ رضویہ اور فتاویٰ مظہری کے مطالعہ سے اس حقیقت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

علم ریاضی کے علاوہ علم ہیأۃ و نجوم میں بھی مولانا بریلوی کو بڑا تبحر حاصل تھا ــــ انگریزی اخبار ایکسپریس (شمارہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۱۹ء / ۱۳۳۸ھ) میں امریکی منجم پروفیسر البرٹ کی یہ پیش گوئی شائع ہوئی کہ ۱۷ دسمبر ۱۹۱۹ء / ۱۳۳۸ھ کو سورج میں ایک بڑا سوراخ ہوگا جس کے اثر سے زمین پر طوفان اٹھیں گے، زلزلے اور آندھیاں آئیں گی اور بعض علاقے صفحۂ ہستی سے مٹ جائیں گے ــــ اس خبر سے پاک و ہند میں ایک ہیجان پیدا ہو گیا ــــ مولانا ظفر الدین بہاری نے مولانا بریلوی کو اس اخبار کا تراشہ بھیجا، مولانا بریلوی نے علم ہیأۃ و نجوم کی روشنی میں مدلل بحث کی اور یہ ثابت کیا کہ امریکی منجم کی پیش گوئی بالکل لغو اور غلط ہے، مولانا بریلوی نے مولانا ظفر الدین بہاری کے نام اپنے مکتوب دہم ربیع الاول ۱۳۳۸ھ

---

[1] ایضاً، ص ۱۵۵

Marfat.com

میں یہ بحث کی ہے جو ۸ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے[1] ——— جو کچھ مولانا بریلوی نے ثابت کیا، وہی ہوا لیکن امریکی منجم کی یہ پیش گوئی علم ہیئت سے متعلق دو رسالوں کا دیباچہ بن گئی۔ مولانا بریلوی نے علم ہیئت سے متعلق اپنے رسالہ

الکلمۃ الملہمۃ فی الحکمۃ المحکمۃ لوہاء فلسفۃ المشئمۃ

(۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء)

کا سبب تصنیف بتاتے ہوئے لکھا ہے:

اس کی تقریب یوں ہوئی، ۱۸ صفر ۱۳۳۸ھ کو ولد اعز مولانا مولوی محمد ظفر الدین بہاری اعلیٰ مدرس عالیہ سہسرام جعلہ اللہ کاسمہ ظفر الدین نے ایک سوال بھیجا کہ امریکہ کے کسی مہندس نے دعوی کیا کہ ۱۷ دسمبر ۱۹۱۹ء کو اجتماع سیارات کے سبب آفتاب میں اتنا بڑا داغ پڑے گا کہ اس کے باعث زلزلے آئیں گے، طوفان شدید آئے گا، ممالک برباد کر دیئے جائیں گے، یہ ہوگا، وہ ہوگا۔ غرض قیامت کا نمونہ بنایا تھا۔ یہ صحیح ہے یا غلط اس کا جواب چند ورق پر دے دیا گیا کہ یہ محض اباطیل بے اصل ہیں، نہ وہ اجتماعات سیارات اس تاریخ کو ہوگا جس کا وہ مدعی ہے، نہ جاذبیت کوئی حقیقت رکھتی ہے۔ اس کے ضمن میں بعض دلائل رد حرکت زمین لکھے جب انھیں طویل ہوتے دیکھا، جدا کر لیے اور رد فلسفہ جدیدہ میں بعونہ تعالیٰ کتاب فوز مبین لکھی[2]، اس کی تذئیل نے رد فلسفہ قدیمہ کو تقریب کی جسے اس سے جدا کر کے بحمدہ تعالیٰ یہ کتاب الکلمۃ الملہمۃ تیار ہوئی بلکہ

---

[1] ایضاً، ص ۲۹۱ - ۲۹۸

[2] فوز مبین، ماہنامہ الرضا (بریلی) میں قسط وار شائع ہوتی رہی، مذکورہ ماہنامہ کے دو شمارے (ذیقعدہ ۱۳۳۸ھ و ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ) انجمن ترقی اردو کا کتب خانہ خاص (کراچی) میں موجود ہیں۔ پہلے شمارے کے صفحہ ۳۳ تا ۴۰ اور دوسرے شمارے کے صفحہ ۴۱ تا ۴۸ فوز مبین کی دو قسطیں شامل ہیں۔ مسعود

[3] احمد رضا خاں: الکلمۃ الملہمۃ مطبوعہ دہلی ۱۹۷۴ء ص ۷ (باقی اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

فوز مبین کے لیے مزید صراحت کرتے ہوئے لکھا ہے :

بعونہٖ تعالیٰ فقیر نے رد فلسفہ جدید میں ایک مبسوط کتاب مسمی بنام تاریخی :- فوز مبین در حرکت زمین (۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء) لکھی جس میں ایک سَو پانچ دلائل سے حرکت زمین باطل کی اور جاذبیت و نافریت وغیرہا مزعومات فلسفہ جدیدہ پر روشن رد کیئے [1]

پروفیسر مولوی حاکم علی [2] (م ۱۳۶۴ھ / ۱۹۴۴ء) اسلامیہ کالج، لاہور میں ریاضی کے استاد تھے اور اپنے فن میں یگانۂ روزگار، آقائے بیدار بخت (پرنسپل دار العلوم السنۃ الشرقیہ، لاہور) موصوف کے شاگرد تھے۔ پروفیسر حاکم علی، مولانا بریلوی سے عقیدت رکھتے تھے، ان کے پاس آنا جانا تھا، اور علمی مسائل پر تبادلۂ خیالات ہوتا رہتا تھا۔ چنانچہ حرکت زمین کے سلسلے میں پروفیسر موصوف اور مولانا بریلوی کے درمیان مراسلت ہوئی۔ ۱۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۱ء کو پروفیسر حاکم علی نے مولانا بریلوی کو ایک خط لکھا جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حرکت زمین کے سلسلے میں ان کی پہلے سے مراسلت ہو رہی تھی۔ پروفیسر موصوف، مولانا بریلوی کو لکھتے ہیں :

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) —— نوٹ : مولانا بریلوی نے الکلمۃ الملہمۃ کے بارے میں وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مولانا محمد مصطفےٰ رضا خاں کے کہنے پر رد فلسفہ قدیمہ سے متعلق مباحث کو اس عنوان کے تحت مرتب کیا (الکلمۃ الملہمۃ مطبوعہ دہلی، ص ۶)

مزید لکھا ہے :-

آج ۴۵ برس سے زائد ہوئے کہ بحمد تعالیٰ فلسفہ کی طرف رُخ نہ کیا، نہ اس کی کسی کتاب کو کھول کر دیکھا اب اخیر عمر میں سرکار نے اپنے کرم بے پایاں کا صدقہ بندۂ عاجز سے یہ خدمت لی کہ دونوں فلسفوں کا رد کرے — (الکلمۃ الملہمۃ ص ۶، ۷)

[1] احمد رضا خاں : الکلمۃ الملہمۃ مطبوعہ دہلی، ص ۵

[2] پروفیسر حاکم علی کے حالات زندگی کے لیے مطالعہ کریں :
اقبال احمد فاروقی : تذکرہ علمائے اہل سنت لاہور، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء، ص ۲۸۵-۲۸۶

Marfat.com

غریب نواز کرم فرما کر میرے ساتھ متفق ہو جاؤ تو پھر انشاء اللہ تعالیٰ سائنس کو اور سائنس دانوں کو مسلمان کیا ہوا (پائیں گے) [1]

مولانا بریلوی نے اس خط کے جواب میں ایک مستقل رسالہ تصنیف کیا جس کا عنوان ہے:

نزول آیات فرقان بسکون زمین و آسمان [2] (۱۳۳۸ھ / ۱۹۲۰ء)

اس رسالے میں حرکت زمین پر مدلل بحث کرتے ہوئے پروفیسر حاکم علی کے دلائل کو رد کیا۔

فلسفۂ جدید و قدیم کے بارے میں مولانا بریلوی کا اندازِ فکر مقلدانہ اور معذرتانہ نہ تھا بلکہ مومنانہ اور مجتہدانہ تھا۔ قرآن و حدیث پر ان کو ایسا غیر متزلزل یقین تھا کہ زمانہ کا کوئی انقلاب ان کو متاثر نہ کر سکا ——— پروفیسر حاکم علی کو ایک جگہ لکھتے ہیں:

"محبا! دل کو صحابہ کی عظمت سے مملو کر لینا فرض ہے، انھوں نے قرآن کریم صاحب قرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پڑھا، حضور سے اس کے معانی سیکھے، ان کے ارشاد کے آگے اپنے فہم ناقص کی وہ نسبت سمجھنی بھی ظلم ہے جو ایک علامہ متبحر کے حضور کسی جاہل، گنوار بے تمیز کو ———

محبا! صحابہ اور خصوصاً خذیفہ و عبد اللہ ابن مسعود جیسے صحابہ کی کیا یہ عظمت ہوئی اگر ہم خیال کریں جو معنی قرآن عظیم کے انھوں نے سمجھے، غلط ہیں، ہم جو سمجھے صحیح ہیں ——— آپ کو اللہ عزّ و جل کی پناہ میں دیتا ہوں اس سے کہ آپ کے دل میں ایسا خطرہ بھی گزرے فَاللّٰہُ خَیْرٌ حٰفِظًا وَّھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ" [3]

---

[1] احمد رضا خاں: نزول آیات فرقان بسکون زمین و آسمان، مطبوعہ یونائیٹڈ انڈیا پریس لکھنؤ دوسرا ایڈیشن، ص ۴

[2] یہ رسالہ علالت کے دوران تصنیف فرمایا جب کہ چلنے پھرنے اور اٹھنے بیٹھنے کے بھی قابل نہ تھے، ایسی حالت میں یہ حضوری طبع حیرت انگیز ہے۔ نہ صرف یہ رسالہ بلکہ سیاسیات سے متعلق بعض اہم رسائل بھی تصنیف فرمائے جن کا ذکر آگے آتا ہے۔ مسعود

[3] احمد رضا خاں: نزول آیات فرقان مطبوعہ لکھنؤ، ص ۸۔

Marfat.com

اس تمہید کے بعد مولانا بریلوی نے اصل مسئلے پر بحث کی ہے اور آخر میں پروفیسر حاکم علی کی اس تحریر کے جواب میں جو ابتدا میں اوپر گزری، لکھا ہے :-

محب فقیر! سائنس یوں مسلمان نہ ہوگی کہ اسلامی مسائل کو آیات و نصوص میں تاویلات دوراز کار کرکے سائنس کے مطابق کرلیا جائے، یوں تو معاذ اللہ، اسلام نے سائنس قبول کی نہ کہ سائنس نے اسلام۔ وہ مسلمان ہوگی تو یوں کہ جتنے اسلامی مسائل سے اسے خلاف ہے، سب میں مسئلہ اسلامی کو روشن کیا جائے، دلائل سائنس کو مردود و پامال کر دیا جائے، جابجا سائنس کے اقوال سے اسلامی مسئلے کا اثبات ہو، سائنس کا ابطال و اسکات ہو، یوں قابو میں آئے گی اور یہ آپ جیسے فہیم سائنس داں کو باذنہ تعالیٰ دشوار نہیں، آپ اسے بچشم پسند دیکھتے ہیں ع

وعین الرضا عن کل عیب کلیلۃ[1]

مولانا بریلوی نے جس انداز فکر کی نشاندہی کی ہے اگر اس کو اپنالیا جاتا تو آج ہمارے پڑھے لکھے نوجوان جدید افکار و خیالات سے اتنے مرعوب اور اسلامی فکر و خیال سے اتنے بیگانہ نظر نہ آتے بلکہ راقم کا تو یہ خیال ہے کہ خود سائنس داں قرآن سے روشنی حاصل کرتے تو جہاں وہ آج پہنچے ہیں، صدیوں قبل پہنچ چکے ہوتے —— نباتات و جمادات میں زندگی کی جولانیاں، فضاؤں میں صداؤں کے جھگھٹے، سرعت رفتار کی اعجوبہ کاریاں، بحر و بر کی سحر سامانیاں، کرہ ارض و سمٰوٰت کی رنگا رنگیاں، کائنات سماوی کی پامالیاں وغیرہ وغیرہ یہ سب باتیں قرآن پڑھنے والے کے لیے نئی نہیں، یہ تو بہت پرانی ہیں —— مگر جلوۂ مغرب کی سحر کاری تو دیکھیے کہ ہر جانی پہچانی چیز، اجنبی اجنبی سی معلوم ہونے لگی!

آواز کی دنیا کی دریافت بہت بعد میں ہوئی —— مگر مسلمان صوفیہ اور علماء نے

---

[1] ایضاً، ص ۲۴

Marfat.com

اس کو بہت پہلے دریافت کرلیا تھا اور وہ وہ باتیں بتادی تھیں جو شاید دورِ جدید کے انسان کے لیے حیران کن ہوں ـــــ مولانا بریلوی نے ایک رسالہ تصنیف فرمایا جس کا عنوان ہے:

الکشف شافیا لفوتوغرافیا (۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء)

اس کا موضوع بظاہر فقہی ہے مگر حقیقت میں سائنسی ہے۔ سارے مباحث سائنس سے متعلق ہیں۔ اس سارے رسالے میں فوٹوگرافی اور فونوگرافی، کے فرق کو واضح کیا ہے پھر فونوگراف پر بحث کرتے ہوئے دو مقدمے تحریر فرمائے ـــــ مقدمۂ اولیٰ میں یہ مباحث ہیں:

(۱) آواز کیا چیز ہے؟
(۲) کیوں کر پیدا ہوتی ہے؟
(۳) کیوں کر سننے میں آتی ہیں؟
(۴) اپنے ذریعہ حدوث کے بعد، باقی رہتی ہے یا اس کے ختم ہوتے ہی فنا ہوجاتی ہے؟
(۵) کان سے باہر بھی موجود ہے یا کان ہی میں پیدا ہوتی ہے؟
(۶) آواز کنندہ کی طرف اس کی اضافت کیسی ہے، وہ اس کی صفت ہے یا کسی چیز کی؟
(۷) اس کی موت کے بعد بھی باقی رہ سکتی ہے یا نہیں؟[۱]

مندرجہ بالا نکات پر فاضلانہ اور محققانہ بحث کے بعد مقدمۂ ثانیہ شروع ہوتا ہے جس میں ان امور پر بحث ہے:

(۱) وجود فی الاعیان
(۲) وجود فی الاذہان

---

[۱] احمد رضا خان: الکشف شافیا لفوتوغرافیا، مطبوعہ لاہور، ص ۵-۶

Marfat.com

(۳) وجود فی العبارۃ

(۴) وجود فی الکتابۃ

مقدمہ اولیٰ اور مقدمہ ثانیہ کے بعد اصل بحث کا آغاز ہوتا ہے۔

مولانا احمد رضا خاں بریلوی علم توقیت میں خاص مہارت رکھتے تھے، مولانا ظفر الدین بہاری نے علم توقیت سے متعلق مولانا بریلوی کی تقاریر کو ایک رسالے کی صورت میں مرتب کیا تھا جس کا عنوان ہے:

الجواہر والیواقیت فی علم التوقیت

(معروف بہ توضیح التوقیت)

یہ رسالہ مطبع نعیمی، مرادآباد (بھارت) میں چھپ کر شائع ہو گیا تھا —— مولانا بریلوی کے مکتوبات میں بھی مختلف فنون پر تحقیقات ملتی ہیں، ایک مکتوب (محررہ ۵ شعبان ۱۳۳۳ھ/۱۹۱۵ء) میں عصر حنفی کے سلسلے میں ۱۰ صفحات پر عمل کیا ہے[1]

مولانا ظفر الدین بہاری نے علم توقیت میں مولانا بریلوی کی مہارت و تبحر پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے:

ہیئت و نجوم میں کمال کے ساتھ علم توقیت میں کمال تو حد ایجاد کے درجہ پر تھا، یعنی اگر اس فن کا موجد کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا[2]

مولانا بریلوی کے پاس حجاز و روس تک سے علوم جدیدہ کی تحصیل کے لیے طلبہ آتے تھے، چنانچہ مدینہ منورہ سے مولانا سید حسین مدنی (ابن سید عبدالقادر شامی) علم تکسیر کی تحصیل کے لیے آئے اور چودہ مہینے دولت کدے پر قیام کیا —— موصوف ہی کے لیے علم تکسیر میں یہ رسالہ تصنیف کیا:

---

[1] ظفر الدین بہاری: حیات اعلیٰ حضرت، جلد اول
مکتوب بنام ظفر الدین بہاری، ص ۲۵۳—۲۶۱

[2] ایضاً، ص ۱۵۹۔

Marfat.com

اطائب الاکسیر فی علم التکسیر[1]

مولانا بریلوی کے مکتوبات میں ایک مکتوب (محررہ ۲۷ محرم ۱۳۰۶ھ ۱۸۸۸ء) بنام مولانا ظفر الدین بہاری، علم تکسیر سے متعلق مباحث پر مشتمل ہے اور چھ صفحات پر پھیلا ہوا ہے[2]

مولانا بریلوی کو علم جفر میں بھی مہارت حاصل تھی چنانچہ بخارا (روس) سے مولوی عبدالغفار بخاری آئے اور آٹھ مہینے تک اس علم کو حاصل کیا۔ مولانا بریلوی کا مندرجہ ذیل رسالہ اس موضوع پر ہے:

سفر السفر عن الجفر بالجفر[3]

سید ریاست علی قادری (سیلز منیجر، پاکستان ٹی اینڈ ٹی ڈیپارٹمنٹ۔ کراچی) مختلف علوم و فنون کی کتابوں پر مولانا بریلوی کے ۸۴ قلمی حواشی بریلی سے لے کر آئے ہیں۔ مقالہ ہذا کی تکمیل کے بعد یہ بات علم میں آئی۔ بہرکیف سید صاحب کی عنایت سے سرسری طور پر حواشی مطالعہ کرسکا۔ علم لوگارثم سے متعلق مولانا بریلوی کا حاشیہ سید صاحب نے ۱۹۸۰ء میں کراچی سے شائع کرایا ہے جو اہل فن کے لیے قابل مطالعہ ہے۔ علم مثلث کروی میں بھی ایک حاشیہ ہے، اس کی اشاعت کا بھی ارادہ ہے۔ علوم ریاضیہ پر عربی، فارسی کتابوں کا سمجھنے والا پاکستان میں کوئی عالم نظر نہیں آتا۔ راقم نے نوبل انعام یافتہ پاکستان کے مشہور سائنسدان پروفیسر عبدالسلام صاحب کو بھی اس طرف متوجہ کیا مگر انھوں نے اپنی معذوری کا اظہار فرماتے ہو لکھا:

I SHALL BE. HAPPY BUT I CA'NT READ ARABIC.

(ترجمہ) مجھے خوشی ہوتی مگر میں عربی نہیں پڑھ سکتا —

---

[1] ایضاً، ص ۱۶۲

[2] ایضاً، ص ۱۶۳ - ۱۶۹

[3] ایضاً، ص ۱۷۵

Marfat.com

(۳)

درسیّات وفقہیات

تاسیس مدارس ـــــ دارالعلوم منظر اسلام ـــــ
تعلیم وتدریس ـــــ فتویٰ نویسی ـــــ تبحّر علمی
احتیاط وباریک بینی ـــــ معیار تحقیق ـــــ قوت حافظہ
فتاویٰ رضویہ ـــــ مجتہدانہ شان ـــــ فقہائے سے اختلاف

Marfat.com

(۳)

مولانا بریلوی فارغ التحصیل ہونے کے بعد کچھ عرصہ درس و تدریس میں مصروف رہے، اس کے بعد تصنیف و تالیف اور فتویٰ نویسی میں ہمہ تن مشغول ہوگئے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے:

مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے والد مولانا محمد نقی علی خاں نے "مصباح التہذیب" کے نام سے ۱۲۸۹ھ/۱۸۷۲ء میں بریلی میں ایک عربی مدرسہ قائم کیا تھا، جو بعد میں "مصباح العلوم" کے نام سے مشہور ہوا۔ ۱۳۱۲ھ/۱۸۹۴ء میں ایک اور مدرسہ "اشاعۃ العلوم" کے نام سے ایک عربی مدرسہ قائم ہوا، پھر ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء میں مولانا بریلوی نے "منظر اسلام" کے نام سے قائم کیا — حال ہی میں قاری عبداللطیف صاحب ظہیر نے گڑھی کپورہ (سرحد، پاکستان) سے اپنے عم محترم مولانا عبدالواحد رضوی بن مولوی غازی الدین کی سند کا عکس بھیجا ہے، مولانا موصوف دارالعلوم منظر اسلام (بریلی) کے فارغ التحصیل تھے، ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء کو مدیر مدرسہ مولانا حامد رضا خاں بریلوی نے سند جاری کی۔ ان کے دستخط ہیں۔ ان کے علاوہ مولانا رحم الٰہی (مدرس) اور مولانا محمد ظہور الحسین الفاروقی النقشبندی المجددی (مدرس) کے دستخط بھی ہیں۔ اس سند میں مدرسہ کا نام منظر اسلام (۱۳۲۲ھ) لکھا ہے:

بعد ما فرغ من الدرس فی المدرسۃ العلیۃ العالیۃ
لاھل السنۃ والجماعۃ المسماۃ بمنظر اسلام۔

دارالعلوم منظر اسلام میں بنگال، بہار، پنجاب، سرحد وغیرہ کے سینکڑوں طلبہ تحصیل علم کے لیے آتے تھے، کتب درسیہ سے فارغ ہونے کے بعد فتویٰ نویسی اور تصنیف و تالیف کے ساتھ ساتھ مولانا بریلوی اس مدرسے میں درس و تدریس میں بھی کچھ عرصہ

Marfat.com

مصروف رہے ۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں :

" فقیر کا درس بحمدہ تعالیٰ تیرہ برس دس مہینے چار دن کی عمر میں ختم ہوا اس کے بعد چند سال تک طلبہ کو پڑھایا[1] "

مگر مولانا بریلوی کے صاحب زادے مولانا حامد رضا خاں بریلوی نے لکھا ہے :

" اعلیٰ حضرت نے زمانۂ طالب علمی میں طلبہ کو پڑھایا[2] "

یہ بیان خود مولانا بریلوی کے بیان کی روشنی میں صحیح معلوم نہیں ہوتا ۔ صحیح یہ ہے کہ فارغ التحصیل ہونے کے بعد مولانا بریلوی چند سال تک طلبہ کو پڑھاتے رہے ، پھر فتویٰ نویسی اور دوسرے علمی مشاغل کی وجہ سے وہ درس وتدریس کا سلسلہ جاری نہ رکھ سکے اور ان کے بڑے صاحبزادے مولانا حامد رضا خاں بریلوی نے دارالعلوم منظر اسلام کا اہتمام و انتظام اپنے ہاتھ میں لیا ۔ مولانا عبدالواحد کی جس سند کا اوپر ذکر کیا گیا ہے وہ مولانا بریلوی کی زندگی میں جاری کی گئی مگر اس پر بحیثیت مدیر المدرسہ مولانا حامد رضا خاں کے دستخط ہیں مولانا بریلوی کے نہیں ۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مولانا بریلوی اپنی زندگی ہی میں کلیتہً فتویٰ نویسی اور تصنیف و تالیف میں مشغول ہو گئے تھے اور مدرسہ کا سارا انتظام و انصرام اپنے صاحبزادے کے سپرد کر دیا تھا[3]

مولانا احمد رضا خاں بریلوی نے تیرہ سال دس مہینے اور چار دن کی عمر میں ۱۴ شعبان

---

[1] احمد رضا خاں : الکلمۃ الملہمۃ ، مطبوعہ دہلی ۱۹۷۴ء ، ص ۶ ۔

[2] حامد رضا خاں : سلامۃ اللہ لاھل السنۃ من سیل العناد والفتنۃ (۱۳۳۲ھ) مطبوعہ مطبع اہل سنت وجماعت ، بریلی ، ص ۴۵

[3] مولانا محمد ظفر الدین بہاری نے لکھا ہے کہ بعض طلبا " دیوبند " اور گنگوہ کے مدارس چھوڑ کر بریلی آئے کیوں کہ اختلاف مسلک کے باوجود ان مدارس کی خلوتوں میں مولانا بریلوی کی علمیت کے چرچے رہتے تھے ۔ انھوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ مولانا بریلوی سے ہزاروں نہیں لاکھوں طلبہ مستفید ہوئے ۔ (واللہ اعلم) (ظفر الدین بہاری : ۱۴ ویں صدی کے مجدد ، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۰ء ، ص ۵۹ - ۶۰) ۔ مسعود

Marfat.com

۱۲۸۶ھ/۱۸۶۹ء کو اپنے والد مولانا محمد نقی علی خاں کی نگرانی میں فتویٰ نویسی کا آغاز کیا، سات برس بعد تقریباً ۱۲۹۳ھ/۱۸۷۶ء میں فتویٰ نویسی کی مستقل اجازت مل گئی پھر جب ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء میں مولانا محمد نقی علی خاں کا انتقال ہوا تو کلی طور پر مولانا بریلوی فتویٰ نویسی کے فرائض انجام دینے لگے۔

مولانا بریلوی نے پہلا فتویٰ رضاعت کے بارے میں جاری کیا، اسی قسم کا ایک فتویٰ جب ان کے سامنے عرصہ دراز کے بعد آیا تو انھوں نے فرمایا:

"یہ وہی فتویٰ ہے جو چودہ شعبان ۱۲۸۶ھ/۱۸۶۹ء کو سب سے پہلے اس فقیر نے لکھا اور اسی ۱۴ شعبان ۱۲۸۶ھ منصب افتاء عطا ہوا اور اسی تاریخ سے بحمد اللہ تعالیٰ نماز فرض ہوئی اور ولادت دس شوال المکرم ۱۲۷۲ھ/۱۸۵۶ء روز شنبہ وقت ظہر مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء ۱۱ جیٹھ سدی ۱۹۱۳ سمیت کو ہوئی تو منصب افتا ملنے کے وقت فقیر کی عمر ۱۳ برس دس مہینہ چار دن کی تھی، جب سے اب تک برابر یہی خدمت لی جا رہی ہے۔ والحمد للہ[1]"

ایک مکتوب (محررہ، شعبان ۱۳۳۶ھ/۱۹۱۸ء) میں اس طرح لکھتے ہیں:

"بحمد اللہ تعالیٰ فقیر نے ۱۴ شعبان ۱۲۸۶ھ کو ۱۳ برس کی عمر میں پہلا فتویٰ لکھا، اگر سات دن اور زندگی بالخیر ہے تو اس شعبان ۱۳۳۶ھ کو اس فقیر کو فتاوے لکھتے ہوئے بفضلہ تعالیٰ پورے پچاس سال ہوں گے، اس نعمت کا شکر فقیر کیا ادا کر سکتا ہے؟[2]"

مولانا احمد رضا خاں بریلوی نے فتویٰ دینے میں بڑی احتیاط سے کام لیا ہے، اور اس کا خاص خیال رکھا ہے کہ شریعت نے جہاں تک رعایت دی ہے، رعایت دی جائے۔ چنانچہ ۱۳۰۳ھ/۱۸۸۵ء میں شکر کے بارے میں ایک استفتاء آیا، جواب سے اندازہ ہوتا ہے کہ

۱۔ محمد مصطفےٰ رضا خاں: الملفوظ، حصہ اوّل، مطبوعہ کراچی، ص ۱۳-۱۴

۲۔ ظفر الدین بہاری: حیات اعلیٰ حضرت، جلد اوّل، ص ۲۸۰ مکتوب بنام مولانا ظفر الدین بہاری

Marfat.com

دوسرے علماء نے اس کے استعمال کو ناجائز قرار دے کر عام مسلمانوں کو گنہ گار بتایا تھا مگر مولانا بریلوی نے دفاع کیا اور اس شکر کو جائز قرار دیتے ہوئے لکھا:

"فقیر غفرلہ اللہ تعالیٰ نے آج تک اس شکر کی صورت دیکھی نہ کبھی منگائی، نہ آگے منگائے جانے کا قصد مگر بایں ہمہ ہرگز ممانعت نہیں مانتا، نہ جو مسلمان استعمال کریں انھیں آثم (گنہ گار) جانتا ہے، نہ تورع واحتیاط کا نام بدنام کر کے عوام مومنین پر طعن کرے، نہ اپنے نفس ذلیل مھین رذیل کے لیے ان پر ترفع وتعلی روا رکھے۔[1]"

مولانا احمد رضا خاں بریلوی کو جزئیات فقہ پر بڑا عبور تھا جیسا کہ حکیم عبدالحی لکھنوی نے لکھا ہے:

یندر نظیرہ فی الاطلاع علی الفقہ الحنفی وجزئیاتہ[2]

(ترجمہ) فقہ حنفی اور اس کی جزئیات پر ان کو جو عبور حاصل ہے اس کی نظیر شاید ہی کہیں ملے۔

مثلاً وہ پانی جس سے وضو جائز ہے اس کی ایک سو ساٹھ (۱۶۰) قسمیں بیان کیں[3] ۔۔۔ اور وہ پانی جس سے وضو ناجائز ہے اس کی ایک سو چھیالیس (۱۴۶) قسمیں بیان کیں[4] ۔۔۔ اسی طرح پانی کے استعمال سے عجز کی ایک سو پچھتر (۱۷۵) صورتیں بیان کیں اور اس موضوع پر ایک مستقل رسالہ تصنیف کیا جس کا عنوان ہے:۔

---

[1] احمد رضا خاں: الاحلی من السکر لطلبۃ سکر روسر (۱۳۰۳ھ / ۱۸۸۵ء) مشمولہ "العطایا النبویۃ فی الفتاویٰ الرضویہ"، جلد دوم، ص ۱۲۲ - ۱۲۵

نوٹ: یہ رسالہ علیحدہ بھی شائع ہوا تھا۔ اس کی ایک کاپی محمد محبوب الٰہی انجینئر۔ چکوال، کے پاس محفوظ ہے اور ایک کاپی مولانا ابوالخیر محمد زبیر کے پاس حیدر آباد سندھ میں محفوظ ہے۔ مسعود

[2] عبدالحی لکھنوی: نزھۃ الخواطر، جزء ثامن، مطبوعہ حیدر آباد دکن، ص ۴۱

[3] احمد رضا خاں: العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویہ، جلد اول، ص ۴۵۶

[4] ایضاً، ص ۳۵۰، ۴۷۲، ۵۴۳۔

Marfat.com

سمح الندا فیما یورث العجز عن الماء [۱]

ماء مطلق و مقید کی تعریف میں ایک رسالہ تصنیف کیا جس کا عنوان ہے:

المنور والمنورق لاسفار ماء مطلق [۲]

۱۶۰ اشیاء جن سے تیمم جائز ہے ان کی ایک سو اکیاسی (۱۸۱) قسمیں بیان کیں [۳]، ۷۴ منصوصات اور ۱۰۷ مزیدات مصنف —— اور ۱۳۰ اشیاء جن سے تیمم جائز نہیں ان کی ایک سو تیس قسمیں بیان کیں [۴]، ۵۸ منصوصات اور ۷۲ زیادات۔

مولانا احمد رضا خاں بریلوی فتویٰ نویسی میں غیر معمولی مہارت کی وجہ سے نہ صرف پاکستان و ہندوستان بلکہ چین، افریقہ، امریکہ، ممالک عربیہ کے مرجع تھے، ان کے دارالافتاء میں ایک وقت میں چار چار اور پانچ پانچ سو فتوے جمع ہو جایا کرتے تھے، ان کے زمانے میں شاید ہی کوئی ایسا دارالافتاء عالم اسلام میں موجود ہو جہاں اس کثرت سے فتوے آتے ہوں —— مولانا بریلوی ایک مستفتی کے جواب میں جس نے فتویٰ نویسی کی فیس کے بارے میں دریافت کیا تھا، لکھتے ہیں:

"یہاں بحمد اللہ تعالیٰ فتوے پر کوئی فیس نہیں لی جاتی۔ بفضلہ تعالیٰ ہندوستان و دیگر ممالک مثلاً چین، افریقہ، امریکہ و خود عرب شریف و عراق سے استفتے آتے ہیں اور ایک ایک وقت میں چار چار سو فتوے جمع ہو جاتے ہیں۔ بحمد اللہ تعالیٰ حضرت جد امجد [۵] قدس سرہ العزیز کے وقت سے اس ۱۳۳۷ھ/۱۹۱۸ء تک دروازے سے فتوے

---

[۱] ایضاً، ص ۶۱۱ - ۶۵۹

[۲] ایضاً، ص ۴۰۷ - ۵۵۳

[۳، ۴] ایضاً، ص ۶۶۸ - ۷۱۹

[۵] مولانا بریلوی کے جد امجد مولانا رضا علی خاں ۱۲۲۴ھ/۱۸۰۹ء میں پیدا ہوئے۔ مولانا خلیل الرحمٰن سے ٹونک میں علوم درسیہ کی تحصیل کی، اور ۲۳ برس کی عمر میں علوم مروجہ میں ۱۲۴۷ھ/۱۸۳۱-۲ء میں سند فراغت حاصل کی، معاصرین میں ممتاز ہوئے خصوصاً علم فقہ میں خاص امتیاز پیدا کیا۔ ۲ جمادی الاول ۱۲۸۶ھ/۱۸۶۵-۶ء کو انتقال کیا۔ مسعود

(ا) رحمان علی: تذکرہ علمائے ہند (اردو) مطبوعہ کراچی ۱۹۶۱ء، ص ۱۹۳

(ب) ظفر الدین بہاری: حیات اعلیٰ حضرت (۱۹۳۸ء) مطبوعہ کراچی، ص ۳-۴ ۷۵

(ج) محمود احمد قادری: تذکرہ علمائے اہل سنت، مطبوعہ کانپور ۱۹۶۱ء، ص ۸۸ - ۸۹

Marfat.com

جاری ہوئے اکانوے برس اور خود فقیر غفرلہٗ کے قلم سے فتوے نکلتے ہوتے بعونہٖ تعالیٰ اکاون[۵] برس ہونے کو آئے یعنی اس صفر کی ۱۴ تاریخ کو پچاس برس چھ مہینے گزرے۔ اس نو کم سو برس میں کتنے ہزار فتوے لکھے گئے، بارہ مجلدات تو صرف اس فقیر کے فتاوے کے ہیں۔ بحمدہٖ تعالیٰ یہاں کبھی ایک پیسہ نہیں لیا گیا، نہ لیا جائے گا۔ بعونہٖ تعالیٰ ولہ الحمد ـــــ معلوم نہیں کون لوگ ایسے پست فطرت دنی ہمت ہیں جنھوں نے یہ صیغہ کسب کا اختیار کر رکھا ہے جس کے باعث دُور دُور کے ناواقف مسلمان کئی بار پوچھ چکے ہیں کہ فیس کیا ہوگی؟ ـــــ بھائیو!

مَآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

"میں تم سے اس پر کوئی اجر نہیں مانگتا، میرا اجر تو سارے جہاں کے پروردگار پر ہے۔ اگرچہ چاہے"[۱]

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:-

فقیر کے یہاں علاوہ ـــــ دیگر مشاغل کثیرہ دینیہ کے کارِ فتویٰ اس درجہ وافر ہے کہ دس مفتیوں کے کام سے زائد ہے۔ شہر و دیگر بلاد و امصار، جملہ اقطاع ہندوستان و بنگال، پنجاب، ملی بار و برہما و ارکان، چین، غزنی و امریکا و افریقہ حتیٰ کہ سرکارِ حرمین محترمین سے استفتاء آتے ہیں اور ایک وقت میں پانچ پانچ سو جمع ہو جاتے ہیں[۲]

---

[۱] احمد رضا خان: العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویہ، جلد سوم، ص ۲۳۰
فتویٰ محررہ ۱۶ صفر ۱۳۳۷ھ

نوٹ: مولانا بریلوی کی جائداد غیر منقولہ تو تھی جس کا اشارہ مولوی عرفان علی کے نام ایک مکتوب (۱۰ رمضان المبارک ۱۳۳۲ھ) سے ملتا ہے۔ مگر منقولہ جائداد میں مقدار نصاب پر کبھی سال نہ گزرا، جو روپیہ پیسہ آتا، خرچ کر دیا جاتا، اسی لیے فرماتے تھے: "کبھی میں نے ایک پیسہ زکوٰۃ کا نہیں دیا۔"
(حیات اعلیٰ حضرت جلد اوّل، ص ۵۴)
سخاوت کی یہ کیفیت تھی کہ کبھی تنگ دستی کا عالم بھی گزرتا ـــ ایسی حالت میں بے نفسی کے ساتھ مولانا بریلوی کا فتویٰ نویسی ان کے عالمانہ وقار اور فقیہانہ آن بان کو اور بلند کرتی ہے۔ (مسعود)

[۲] ایضاً، جلد چہارم: ص ۱۴۹

نوٹ: مولانا محمد احمد مصباحی نے ایک مختصر مقالے "امام احمد رضا فاضل بریلوی کے افتاء کی خصوصیت"، (مطبوعہ پاسبان، الہ آباد، شمارہ جولائی ۱۹۷۹ء، ص ۱۳-۱۷) میں مولانا بریلوی کے ایک انگریزی فتوے کا ذکر کیا ہے جو انھوں نے خود فتاویٰ کی ایک قلمی جلد میں ملاحظہ کیا۔ (مسعود)

Marfat.com

مولانا بریلوی کے بڑے صاحبزادے مولانا حامد رضا خاں بریلوی لکھتے ہیں :

" اعلیٰ حضرت نے بحمداللہ تعالیٰ تیرہ برس دس مہینے چار روز کی عمر میں تحصیل جملہ علوم سے فراغ پایا اور اسی روز سے اپنے حضرت والد ماجد قدس سرہ الشریف کی اجازت مبارکہ سے مسند افتاء پر جلوس فرمایا۔ والحمد للہ ... بعد وصال حضرت اقدس والد ماجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کہ تمام اقطار ہند و بنگال و برہما حتیٰ کہ چین و امریکہ و افریقہ و عدن وغیرہا کے مرجع افتا ہوئے [1]

مولانا بریلوی کے فتووں کی جہاں اور خصوصیات ہیں وہاں ایک یہ بھی ہے کہ جس زبان میں مستفتی نے سوال کیا، اسی زبان میں اس کو جواب دیا گیا، حتیٰ کہ منظوم استفتاء کے جوابات منظوم ہی دیئے گئے [2] اس طرح فتاویٰ رضویہ میں عربی، فارسی اور اردو کے منثور و منظوم فتوے موجود ہیں۔

احقر نے متعدد فتاوے مطالعہ کیے، بعض فتوے تو اعلیٰ ترین تحقیقی مقالات کہے جا سکتے ہیں جن میں بیک وقت ڈیڑھ ڈیڑھ سو مآخذ سے رجوع کیا گیا ہے۔ آجکل معمولی مضامین پر معاوضہ لیا جاتا ہے اور تحقیقی مقالات کے معاوضے کی تو بات ہی الگ ہے مگر مولانا بریلوی نے اپنی اعلیٰ ترین نگارشات کے عوض ایک پیسہ بھی نہ لیا اور جو کچھ کیا محض رضائے الٰہی کے لیے کیا۔ یہ بڑے حوصلے اور ہمت کی بات ہے جو آج کل علماء میں مفقود ہے۔

مولانا بریلوی سے جو مستفتی زبانی سوال کرتا اس کو اسی وقت زبانی جواب عنایت کرتے اور کبھی یہ نہ کہتے کہ کتاب دیکھ کر جواب دوں گا [3] ان کی قوت حافظہ حیرت انگیز

---

[1] حامد رضا خاں : سلامۃ اللہ لاہل السنۃ من سیل العناد والفتنۃ، مطبوعہ بریلی، ص ۵۴، ۵۵۔

[2] احمد رضا خاں : العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویہ، جلد سوم، ص ۶۵۴ - ۶۵۵۔

[3] ظفرالدین بہاری : حیات اعلیٰ حضرت، جلد اول ص ۱۳۸

Marfat.com

اور محیر العقول تھی، ان کے سوانح نگاروں نے بہت سے مشاہدات قلم بند کیے ہیں جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ کتاب کا ایک دو بار پڑھ لینا ان کو مہینوں کے لیے کافی ہوتا حتیٰ کہ متون کتاب تک محفوظ ہو جاتے[۱]۔ علالت کے زمانے میں پہاڑ پر گئے ہوئے تھے، کوئی کتاب پاس نہ تھی مگر پھر بھی ہر استفتار کا جواب لکھتے رہے اور حوالوں کیساتھ۔ چنانچہ اسی قسم کے ایک استفتار کے جواب میں لکھتے ہیں:

"فقیر ۲۹ شعبان سے بوجہ علالت رمضان شریف کرنے اور شدت گرما گزارنے کو پہاڑ پر آیا ہوا ہوں وطن سے مہجور اپنی کتب سے دور لہٰذا زیادہ شرح و بسط سے معذور مگر حکم مسئلہ بفضلہ تعالیٰ واضح و مشہور۔"[۲]

علالت اور کتابوں سے دوری کے باوجود جو جواب عنایت کیا اس میں کتب فقہ و حدیث کے ۳۱ حوالے موجود ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے سامنے کتابیں مستحضر رہتی تھیں۔

مولانا ظفر الدین بہاری معمولات یومیہ کے بارے میں تفصیلات لکھتے ہوں، لکھتے ہیں کہ لیٹر بکس کی کنجی مولانا بریلوی کے پاس رہتی تھی، نماز عصر کے بعد مولانا ظفر الدین کنجی لے کر لیٹر بکس کھولتے اور خطوط پیش کرتے، پھر ایک ایک خط پڑھ کر سناتے۔

- اگر خط تصوف کے متعلق ہوتا تو مولانا بریلوی خود رکھ لیتے اور اس کا جواب خود تحریر کرتے۔
- تعویذات کے متعلق ہوتا تو مولوی ظفر الدین بہاری یا مولانا حامد رضا خاں کے سپرد کیا جاتا۔
- استفتار ہوتا تو حسب مراتب مولوی نواب مرزا صاحب، مولوی سید شاہ غلام صاحب بہاری، مولوی ظفر الدین بہاری، مولوی امجد علی اعظمی، حکیم سید عزیز غوث وغیرہم کے سپرد کر دیا جاتا۔
- بہت پیچیدہ اور اہم استفتار ہوتا تو خود مولانا بریلوی جواب دیتے۔

---

[۱] فتاویٰ حامدیہ کی دو جلدیں مولانا وصی احمد محدث سورتی (م ۱۳۳۴ھ / ۱۹۱۵ء) سے مستعار لیں اور ایک دن ایک رات میں مطالعہ کر کے واپس کر دیں اور فرمایا کہ دو تین ماہ کے لیے اس کا متن محفوظ ہو گیا۔ (حیات اعلیٰ حضرت، جلد اول، ص ۱۳۸) قرآن پاک کا ایک پارہ روزانہ حفظ کیا اور تیس دن میں پورا قرآن حفظ کر لیا۔

[۲] احمد رضا خاں: العطایا النبویۃ فی الفتاویٰ الرضویہ، جلد سوم، ص ۸۵

- فرائض سے متعلق استفتاء زیادہ تر مولانا حامد رضا خاں کے سپرد کیے جاتے۔
- مدرسہ سے متعلق خطوط بھی مولانا حامد رضا خاں کے سپرد کیے جاتے۔
- مطبع کے متعلق خطوط مولانا ظفر الدین بہاری کو دیئے جاتے۔[1]

خطوط کے جوابات جس طرح دیئے جاتے تھے اس کی تفصیلات مولوی محمد حسین میرٹھی (موجد طلسمی پریس) کے ذاتی مشاہدات کی روشنی میں یہ ہیں:

بعد نماز مغرب چار صاحب آئے، مولانا مصطفےٰ رضا خاں، مولانا امجد علی صاحب، مولوی حشمت علی خاں صاحب اور ایک دوسرے صاحب۔ یہ چاروں پلنگ کے گرد کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ مولانا بریلوی نے اس روز کی ڈاک کے ۳۰ خطوط میں سے ۲۹ خطوط ان حضرات کو ایک ایک کرکے دیئے۔ یہ حضرات اپنے خطوط باری باری پڑھ کر سناتے جاتے اور مولانا بریلوی اس ترتیب سے باری باری بیک وقت کئی خطوط کے جواب املا کراتے جاتے۔ اسی دوران سوال کرنے والے بھی آتے اور مولانا بریلوی ان کے استفسارات کے بھی جواب دیتے جاتے تھے۔ مگر کسی خط کے جواب کے تسلسل میں ذرہ برابر فرق نہ آتا اور اس طرح تمام خطوط کے جوابات مکمل ہو جاتے۔[2]

بعض فتووں کے جوابات ہر مفتی لکھ کر لاتا، مولانا بریلوی اس کی تصحیح فرماتے، پھر وہ اسی مفتی کے نام سے بھیج دیا جاتا۔ اسی قسم کے ایک مفتی کے بارے میں مولانا بریلوی نے لکھا ہے کہ جب اُن سے کہا گیا کہ جواب لکھ کر تصحیح کے لیے فتویٰ بھیجنے کے بجائے وہ خود آکر سامنے تصحیح کرایا کریں، تو انھوں نے کہا کہ سب لوگوں کے سامنے اصلاح کراتے شرم آئے گی۔ وجہ یہ تھی جو مفتی دارالافتاء سے فتوے بھیجتا، اس کا نام اس پر ہوتا اور مولانا بریلوی کی تصحیحات و اصلاحات راز میں رہتیں۔ اس لیے ان کو

---

[1] ظفر الدین بہاری: حیات اعلیٰ حضرت۔ جلد اوّل، ص ۶۸ ملخصاً۔

[2] ظفر الدین بہاری: حیات اعلیٰ حضرت، جلد اوّل، ص ۳۷ ملخصاً۔

Marfat.com

شرم آتی ـــــ اسی زمانے میں حافظ کتب الحرم مولانا سید اسمٰعیل، مولانا بریلوی سے ملاقات کے لیے مکہ معظمہ سے آئے ہوئے تھے، جب انھوں نے یہ سنا تو فرمایا:

" ایسا شخص برکت علم سے محروم رہتا ہے، یہی ہوا کہ وہ صاحب چھوڑ کر بیٹھ رہے [۱]

مولانا بریلوی کے دارالافتاء سے جو مفتی فتوے لکھتے تھے ان میں مولانا امجد علی اعظمی (م۔ ۱۳۶۷ھ / ۱۹۴۸ء) نہایت ممتاز تھے، مولانا بریلوی، موصوف کے بارے میں مولانا سید احمد اشرف کچھوچھوی کو لکھتے ہیں:

" یہاں موجودین میں تفقہ جس کا نام ہے وہ مولوی امجد علی صاحب میں زیادہ پایئے گا۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ استفتاء سناتے ہیں اور جو کچھ میں جواب دیتا ہوں لکھتے ہیں۔ " [۲]

دارالافتاء بریلی سے جو مفتی اپنے اپنے نام سے فتوے لکھتے رہے ان کے ریکارڈ کا راقم کو علم نہیں البتہ مولانا بریلوی نے جو کچھ لکھا وہ ماسوائے ابتدائی چند سال کے محفوظ کر لیا گیا۔

ابتداء سے بارہ سال (۱۲۸۶ھ تا ۱۲۹۷ھ) تک فتوے جمع نہیں کیے گئے۔ اس کے بعد جمع کرنے شروع کیے مگر ایک ہی قسم کے استفسار کے دس دس بارہ بارہ جوابات دیئے گئے لیکن جواب ایک ہی نقل کیا گیا، باقی نہیں۔ اس طرح سات مجلدات مکمل ہو گئی تھیں، ایک ایک جلد ستر ستر جزء پر مشتمل ہے بعد میں یہ مجلدات بڑھ کر بارہ ہو گئیں ـــــ چنانچہ مولانا بریلوی لکھتے ہیں:

" بارہ مجلدات تو صرف اس فقیر کے فتاوی کے ہیں۔ " [۳]

---

[۱] محمد مصطفٰے رضا خاں : الملفوظ، حصہ اوّل، مطبوعہ کراچی، ص ۹۴

[۲] ظفر الدین بہاری : حیات اعلیٰ حضرت، جلد اوّل، ص ۲۱۴

[۳] احمد رضا خاں : العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ، جلد سوم، ص ۲۳۰

Marfat.com

اور مولانا عبدالواحد (گڑھی کپورہ، سرحد) کی سند (مکتوبہ ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ) میں لکھا ہے:

وکذلک اجزتہ بجمیع مؤلفاتی ...... منہا الفتاوی الملقبۃ بالعطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ وھی ان شاء اللہ ستطبع فی اثنی عشر[۱۲] مجلدات کبار واھو المزید[۱]

فتاوی رضویہ کی بارہ مجلدات کے بارے میں مزید تفصیلات مولانا افتخار احمد قادری (استاذ الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور، ضلع اعظم گڑھ، بھارت) کے مکتوب (محررہ ۲۵ اپریل ۱۹۷۹ء) سے ہوتی ہیں، موصوف لکھتے ہیں:

"فتاوی رضویہ کے پانچ جلدیں یہاں سے شائع ہو چکی ہیں، چھٹی جلد کی کتابت سست رفتاری کے ساتھ ہو رہی ہے۔ ساتویں اور آٹھویں جلدیں ہمارے یہاں دارالاشاعت، مبارک پور میں محفوظ ہیں، اس کے بعد کی مزید چار جلدیں بریلی شریف ہی تھیں ـــــ"۔

فتاوی رضویہ کی ابتدائی جلدیں پاکستان میں لائل پور اور لاہور وغیرہ سے بھی شائع ہوئی تھیں ـــــ

مولانا حسن رضا خاں بریلوی کی تالیف "آئینہ قیامت" (مطبوعہ بریلی ۱۳۲۷ھ) میں فتاوی رضویہ کے بارے میں ایک اشتہار نظر سے گزرا، جس کی بعض تفصیلات فائدے سے خالی نہ ہوں گی۔ ہم یہاں ان تفصیلات کا خلاصہ پیش کرتے ہیں جو فتاوی رضویہ کی خصوصیات سے متعلق ہیں:۔

۱۔ لاکھوں جزئیات قدیمہ و جدیدہ کے تنقیح کیے ہوئے صاف صاف حکم۔

۲۔ علماء کے لیے ہزاروں مسائل مضطربہ کی اعلیٰ تنقیح، تطبیق و ترجیح ـــــ

---

[۱] سند اجازت جاری کردہ محمد حامد رضا خاں، مدرسہ منظر اسلام، بریلی (قلمی) مخزونہ مولانا عبداللطیف ظہیر (گڑھی کپورہ، سرحد، پاکستان)۔

Marfat.com

۳۔ محدث، مفسر، فقیہ، صوفی ہر ایک کے مذاق کے متعلق مسائل کی تحقیق۔

۴۔ ہر مسئلے کے متعلق بکثرت احادیث کا بیان۔

۵۔ ہیأۃ، ریاضی، ہندسہ، توقیت، سے متعلق مسائل کی فاضلانہ تحقیق۔

۶۔ مسلک اہل سنت کے اثبات و حقانیت پر بکثرت دلائل۔

۷۔ دور جدید کے نئے نئے مسائل اور ان کا حل۔

اس اشتہار سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ۱۳۲۷ھ / ۱۹۰۹ء میں فتاوی رضویہ کی طباعت کا آغاز ہو گیا تھا۔

"بفضلہ تعالیٰ ماہ رجب ۱۳۲۷ھ سے اس کے دو جز ماہوار چھپنے شروع ہو گئے ــ ۲۰-۲۶ کے چو ورقی تقطیع کلاں سفید ولایتی کاغذ پر صحت و وضاحت کامل کے ساتھ دو جز ماہوار چھپ رہے ہیں اور نذرانہ صرف ۲/- روپے سال مع محصول ڈاک اور اہل شہر سے ڈیڑھ ہی روپیہ[1]"

فتاوی رضویہ کے مطالعہ سے مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی حیرت انگیز قوت مطالعہ، قوت حافظہ، قوت استدلال و استخراج اور قوت بیان وغیرہ کا اندازہ ہوتا ہے، جس کا اعتراف علمائے حرمین شریفین نے بھی کیا ہے[2] بعض مختلف علوم و فنون پر تحقیقی مقالات معلوم ہوتے ہیں۔ مثلاً حوض کی مقدار دہ در دہ اور ذراع سے متعلق بحث پر یہ فتویٰ:

النھی النمیر فی الماء المستدیر[3]

ریاضیات سے متعلق تحقیقی مقالہ معلوم ہوتا ہے ــ اسی طرح یہ فتوی بھی علم ریاضی کا ایک تحقیقی مقالہ معلوم ہوتا ہے:

---

[1] حسنین رضا خاں: آئینہ قیامت۔ مطبوعہ بریلی ۱۳۲۷ھ / ۱۹۰۹ء، ص ۶۲

[2] محمد مسعود احمد: فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں، لاہور ۱۹۷۳ء

[3] احمد رضا خاں: العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ، جلد اول ص ۳۲۱ - ۳۳۰

Marfat.com

رجب السباعة فی میاہ لا یستوی وجہھا وجوفہا فی المساحۃ[1]

ماء جامد اور ماء جاری کی تعریف میں یہ فتویٰ علم طبیعیات کا ایک تحقیقی مقالہ معلوم ہوتا ہے:

الدقۃ والبیان لعلم الرقۃ والسیلان[2]

ترکیب اجسام[3]، پانی کے رنگ اور شعاعوں کے انعکاس و انعطاف[4] وغیرہ کے بارے بحثیں بھی علم طبیعیات سے متعلق ہیں۔

جنس ارض کی تحدید و تعدید اور جنس ارض کے آثار سے متعلق یہ فتویٰ ارضیات سے متعلق ایک تحقیقی مقالہ معلوم ہوتا ہے:

المطر السعید علی نبت جنس الصعید[5]

مندرجہ ذیل بحثیں بھی ارضیات طبیعیات وغیرہ سے متعلق ہیں:

(۱) پتھر کس طرح بنتا ہے؟

(۲) ضعیف الترکیب جسم منطبع بالنار نہیں ہوسکتا۔

(۳) پارہ آگ پر کیوں نہیں ٹھہرتا؟

(۴) آگ جسم میں کیا اثرات پیدا کرتی ہے؟

(۵) سونے چاندی کے پگھلنے کا سبب[6]

(۶) جملہ معدنیات کا تکون گندھک اور پارہ کے ازدواج سے ہے۔

---

[1] ایضاً، جلد اوّل، ص ۳۴۴ - ۳۷۱

[2] ایضاً، جلد اوّل، ص ۴۸۴ - ۴۹۹

[3] ایضاً، جلد اوّل، ص ۴۸۷

[4] ایضاً، جلد اوّل، ص ۵۴۰

[5] ایضاً، جلد اوّل، ص ۶۶۰ - ۷۱۹

[6] ایضاً، جلد اوّل، ص ۶۸۱

Marfat.com

(۷) کبریت نر ہے اور پارہ مادہ۔ انھیں کے اختلاف مقادیر و اصناف و اوصاف و احوال سے مختلف معدنی چیزیں پیدا ہوتی ہیں۔[1]

الغرض فتاویٰ بہت سی خصوصیات کا حامل ہے اور اہل علم کی توجہ کا مستحق ہے — مولانا بریلوی نے ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء میں فتاوی رضویہ کے چند عربی فتوے نموتہً حافظ کتب الحرم سید اسمٰعیل خلیل کو بھیجے تھے۔ جب موصوف نے مطالعہ کیے تو بے ساختہ تحریر فرمایا:۔

واللہ اقول والحق انہ لو رآھا ابو حنیفۃ النعمان لاقرت عینہ و یجعل مؤلفھا من جملۃ الاصحاب[2]

(ترجمہ) قسم کھا کر کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں کہ ان فتووں کو اگر ابو حنیفہ نعمان دیکھتے تو یقیناً ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچتی اور اس کے مؤلف کو اپنے تلامذہ میں شامل کر لیتے۔

مولانا بریلوی نے مفتی کی اہلیت پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے:

والمراد بالاھلیۃ ھٰھنا ان یکون عارفاً ممیزاً بین الاقاویل لہ قدرۃ علی ترجیح بعضھا علی بعض[3]

یعنی مفتی کے لیے یہی کافی نہیں کہ وہ مختلف اقوال کو نقل کر دے بلکہ اس کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ مختلف اقوال میں تمیز کر کے ایک کو دوسرے پر ترجیح دے سکے اور قول فیصل صادر کر سکے۔ چنانچہ فتاوی رضویہ میں ابتدائی عمر کے فتووں میں بھی یہ خوبی ملتی ہے — گز کی شرعی تحقیق کے سلسلے میں ابتدائی عمر کا ایک فتویٰ ہے جس میں علمائے کرام کے تین اقوال بیان کیے، پھر قول اوّل کی تائید و حمایت

---

[1] ایضاً: جلد اوّل، ص ٦٩۔

[2] احمد رضا خاں: الاجازات المتینۃ لعلماء بکۃ والمدینۃ، مکتوب محررہ ١٦ ذی الحجہ ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء

[3] احمد رضا خاں: العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویہ، جلد اوّل، ص ۳۸۱

Marfat.com

میں ۱۳ کتب فقہ کے ۲۲ حوالے پیش کیے اس کے بعد اقول کہہ کر ایک قول کو ترجیح دے کر قول فیصل صادر کیا ــــــ

لفظ 'اقول' سے مولانا بریلوی کے فقیہانہ اور مجتہدانہ طنطنے کا اظہار ہوتا ہے، وہ لکھتے ہیں:

"انا اعرف حیث یحل للمقلد ان لیقول اقول"[1]

(ترجمہ) میں خوب جانتا ہوں کہ مقلدوں کے لیے یہ کب روا ہوتا ہے کہ وہ یہ کہیں کہ "میں کہتا ہوں۔"

چنانچہ فتاوی رضویہ، جلد اول میں ۱۴۴ فتوے اور ۲۸ رسائل ہیں مولانا بریلوی کی تحقیقات کی تعداد "اقول" سے ۳۵۳۶ ہے ــــــ مولانا بریلوی نے علم فقہ و حدیث میں اس تبحر کی وجہ سے بعض مسائل میں فقہائے کرام سے بھی اختلاف کیا ہے مثلاً

(ا) وضو میں بسم اللہ اور ذکر الٰہی کو محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی[2] نے واجب قرار دیا ہے۔ مولانا بریلوی نے اختلاف کرتے ہوئے لکھا ہے:

اقول لم یات المستدل لشئ حتی سمع ما سمع[3]

(ب) وضو میں اعضاء مغسولہ پر ایک یا دو قطرے بہنے کافی ہیں، محض تیل کی طرح چپڑنے کافی نہیں، اس موقعہ پر صاحب بحر ابن نجیم[4] سے اختلاف کیا ہے[5]

(ج) وضو کے بعد اعضاء مغسولہ کو کپڑے سے پوچھنا چاہیے یا نہیں، امام نووی[6]

---

[1] ایضاً، جلد اول، ص ۳

[2] شیخ عبدالحق بن سیف الدین محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ)

[3] احمد رضا خاں: العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویہ، جلد اول، ص ۲۱

[4] زین العابدین بن ابراہیم بن محمد معروف بہ ابن نجیم مصری (م ۹۷۰ھ)

[5] احمد رضا خاں: العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویہ، جلد اول، ص ۱۹

[6] امام حافظ ابو زکریا یحییٰ بن شرف نووی (م ۶۷۶ھ)

Marfat.com

کراہت کی طرف گئے ہیں۔ لحدیث ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مگر مولانا بریلوی نے امام نووی سے اختلاف کرتے ہوئے حدیث مذکورہ کی وہ تعبیر کی کہ کراہت کا واہمہ ختم ہو گیا اور حضرت میمونہ کی نظافت واضح ہو گئی[1]

(۷) علامہ طحطاوی[2] نے زکام کے پانی کو ناقص وضو قرار دیا ہے، مولانا بریلوی نے اس کا رد کیا ہے[3]

(۸) انظر از المعلم فیما جوحدث من احوال الدم میں صاحب بحر[4]، طحطاوی، شامی[5]، شرنبلالی[6]، صاحب مراقی سے اختلاف کیا ہے۔

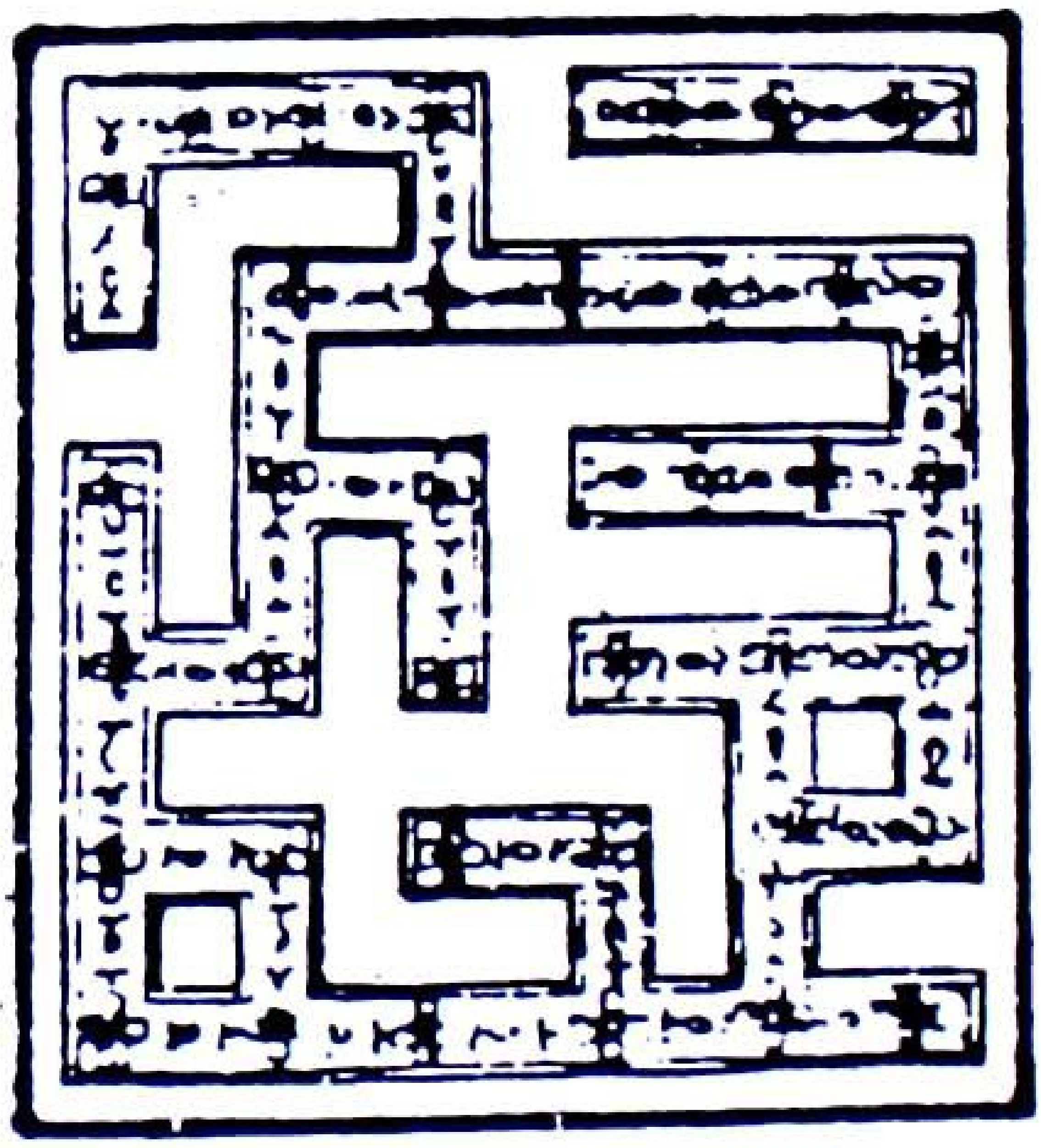

۱۔ احمد رضا خاں: العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویہ، جلد اوّل، ص ۲۹

۲۔ الطحطاوی، احمد بن محمد (م۔ ۱۲۳۱ھ)

۳۔ احمد رضا خاں: العطایا النبویہ فی فتاوی الرضویہ جلد اوّل ص ۳۴

۴۔ ابن نجیم مصری (م ۹۰۰ھ)

۵۔ ابن عابدین، محمد امین بن عمر (م ۱۲۵۲ھ)

۶۔ الشرنبلالی، علامہ حسن بن عمار (م ۱۰۶۹ھ)

Marfat.com

صلوا علیہ وآلہ

یا سید السادات جئتک قاصدا

ارجو رضاک واحتمی بحماک

انت الذی لولاک ما خلق امرء

کلا ولا خلق الوری لولاک

انا طامع بالجود منک ولم یکن

لابی حنیفۃ فی الانام سواک

کلام امام اعظم ابو حنیفہ رح

صلی اللہ علیک وآلک واصحابک وسلم دائما ابدا

Marfat.com

(۴)

ردِّ بدعات

اسلام کا مفہوم —— بدعتی کی تعریف —— فرائض چھوڑ کر نوافل ادا کرنے والا ثواب سے محروم —— شریعت سے محروم طریقت سے محروم —— ضرورت مرشد اور نجات اخروی —— انبیاء و اولیاء سے مشروط استغاثہ و استعانت —— سجدۂ تعظیمی حرام —— ایصال ثواب میں تکلفات بے معنی ہیں —— فاتحہ کا حقیقی مفہوم —— عورتوں کا بے پردہ گھومنا حرام —— میت کے گھر جمع ہو کر گھر والوں کو زیر بار کرنا ناجائز —— عورتوں کا زیارت قبور کے لیے جانا حرام —— نامحرم پیروں کے سامنے آنا حرام —— صرف قبر کے لیے چراغ جلانا، اضاعت مال —— چادروں کی رقم فقراء کو دی جائے تو بہتر —— آلات موسیقی کے ساتھ قوالی حرام —— ایسے اعراس میں شرکت حرام —— اہتمام عرس شریعت کے مطابق ہو تو جائز —— شب برات اور شادیوں میں آتش بازی اضاعت مال اور حرام

Marfat.com

(۴)

مولانا بریلوی نے اپنے فتووں، رسالوں اور تقریروں کے ذریعہ رد بدعات اور احیاء اسلام کے لیے جدوجہد کی غالباً اسی لیے بعض علمائے حرمین نے ان کو اس صدی کا مجدد کہا ہے۔ چنانچہ حافظ کتب الحرم شیخ اسمٰعیل خلیل مکی لکھتے ہیں:

بل اقول لو قیل فی حقہ انہ مجدد ھذا القرن
لکان حقا وصدقا
لیس علی اللہ بمستنکر ان یجمع العالم فی واحد[1]

(ترجمہ) بلکہ میں کہتا ہوں کہ ان کے بارے میں یہ کہا جائے کہ وہ اس صدی کے مجدد ہیں۔ تو بےشک یہ بات سچ و صحیح ہوگی۔

خدا کے لیے یہ بات مشکل نہیں کہ وہ ایک جان میں ایک جہاں سمو دے

مولانا بریلوی کے نزدیک اسلام کا مفہوم سیدھا سادا ہے مگر وہ اس شخص کا تعاقب کرتے ہیں جو دین میں نئی نئی باتیں نکالتا ہے اور حقیقت کو "خرافات" کی نذر کرتا ہے اور اس پر تنقید کرتے ہیں جو ملی وحدت میں رخنہ ڈال کر اس کو پارہ پارہ کرتا ہے اور سواد اعظم کو چھوڑ کر ایک نئی راہ نکلتا ہے۔

مولانا بریلوی سے سوال کیا گیا کہ غیر مسلم جو انگریزی جانتے ہیں۔ کلمہ پڑھنے سے مسلمان ہو جائیں گے یا نہیں ـــــ انھوں نے جواب دیا:

"بےشک مسلمان ٹھہریں گے اگرچہ کلمہ طیبہ کا ترجمہ نہ جانیں ـــــ بلکہ اگرچہ کلمہ طیبہ بھی نہ پڑھا ہو کہ اتنا ہی کہا کہ "میں نے وہ مذہب چھوڑ کر دین محمدی قبول کیا"۔ ان کے اسلام کے لیے کافی ہے۔"[2]

---

[1] احمد رضا خاں: حسام الحرمین، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء، ص ۵۱

[2] احمد رضا خاں: السنیۃ الانیقۃ فی فتاوی افریقہ (۱۳۳۶ھ / ۱۹۱۷ء) مطبوعہ بریلی ص ۱۵۴

Marfat.com

لیکن اسلام قبول کرنے کے بعد جو شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے راستے سے گریز کرتا ہے اور بعض باتوں سے انکار کرتا ہے اس کے متعلق مولانا بریلوی اپنا موقف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"فی الواقع جو بدعتی ضروریات دین میں سے کسی شئے کا منکر ہو باجماع مسلمین یقیناً قطعاً کافر ہے اگرچہ کروڑ بار کلمہ پڑھے، پیشانی اس کی سجدے میں ایک ورق ہو جائے، بدن اس کا روزوں میں ایک خاکہ رہ جائے۔ عمر میں ہزار حج کرے۔ لاکھ پہاڑ سونے کے راہ خدا پر دے ——— لا واللہ ہرگز ہرگز کچھ قبول نہیں جب تک حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی ان تمام ضروری باتوں میں جو وہ اپنے رب کے پاس سے لائے تصدیق نہ کرے"[1]

ہمارے معاشرے کے بہت سے مسلمان فرائض و واجبات و سنن چھوڑ کر مستحبات اور مباحات میں لگے رہتے ہیں۔ مولانا بریلوی نے عمل کی اس بے اعتدالی پر سخت گرفت کی ہے ——— ایک جگہ لکھا ہے:

"ابو محمد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتاب مستطاب فتوح الغیب میں کیا کیا جگر شگاف مثالیں ایسے شخص کے لیے ارشاد فرمائیں ہیں جو فرض چھوڑ کر نفل بجالائے ——— اس کتاب مبارک میں ——— فرمایا:

فان اشتغل بالسنن والنوافل قبل الفرائض

لم یقبل منہ واھین"[2]

اگر فرائض کی ادائیگی سے قبل سنن و نوافل میں مشغول ہو تو سنن و نوافل قبول نہیں ہوتیں بلکہ موجب اہانت ہوتی ہیں

---

[1] احمد رضا خاں: اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالاسلام (۱۳۰۶ھ / ۱۸۸۸ء) مطبوعہ بریلی، بار اول ۲۵ رجب ۱۳۴۵ھ / ۱۹۲۷ء، ص ۱۵

[2] احمد رضا خاں: اعزالاکتناہ فی رد صدقۃ مانع الزکوٰۃ (۱۳۰۹ھ / ۱۸۹۱ء) مطبوعہ بریلی، بار اول ص ۱۱

Marfat.com

شریعت وطریقت اور بیعت کے بارے میں مولانا بریلوی کا مسلک بہت واضح
معقول ہے۔ عمرو کے اس قول کے بارے میں کہ" طریقت نام ہے وصول الی اللہ کا
اور شریعت نام ہے حیندا امر ونواہی کا"۔ جب مولانا بریلوی سے استفسار کیا گیا تو انھوں
نے جواب دیا:

" عمرو کا قول کہ طریقت نام ہے وصول الی اللہ کا محض جنون وجہالت ہے،
دو حرف پڑھا ہوا جانتا ہے کہ " طریق، طریقہ، طریقت، راہ کو کہتے ہیں
نہ کہ پہنچ جانے کو۔ تو یقیناً طریقت بھی راہ ہی کا نام ہے۔ اب اگر وہ شریعت
سے جدا ہو تو بشہادت قرآن عظیم خدا تک نہ پہنچائے گی بلکہ شیطان تک، جنت
میں نہ لے جائے گی بلکہ جہنم میں کہ شریعت کے سوا سب راہوں کو قرآن عظیم
باطل ومردود فرما چکا" [1]

ضرورت مرشد کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں کہتے ہیں:

" انجام کار رستگاری" (اگرچہ معاذ اللہ سبقت عذاب کے بعد ہو) ۔ یہ عقیدہ
اہل سنت میں ہر مسلمان کے لیے لازم اور کسی بیعت ومریدی پر موقوف نہیں،
اس کے واسطے صرف نبی کو مرشد جاننا بس ہے" [2]

لیکن اسی کے ساتھ ساتھ یہ بھی لکھتے ہیں:

" فلاح احسان کے لیے بیشک مرشد خاص کی حاجت ہے اور وہ بھی شیخ الیصال
کی، شیخ اتصال اس کے لیے کافی نہیں" [3]

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کرام سے استعانت واستغاثہ کے بارے میں
مولانا بریلوی کا موقف یہ ہے کہ یہ مشروط طور پر جائز ہے۔ ایک استفسار کے جواب میں وہ

---

[1] احمد رضا خاں: مقال العرفاء باعزاز شرع وعلماء (۱۳۲۷ھ / ۱۹۰۹ء) مطبوعہ کراچی، ص ۷
[2] احمد رضا خاں: السنیۃ الانیقہ، مطبوعہ بریلی، ص ۱۲۴
[3] ایضاً، ص ۱۴۱

Marfat.com

لکھتے ہیں :

" جائز ہے جب کہ انھیں بندۂ خدا اور اس کی بارگاہ میں وسیلہ جانے اور انھیں باذن الٰہی والمدبرات امرا سے مانے اور اعتقاد کرے کہ بے حکم خدا ذرہ نہیں ہل سکتا اور اللہ عزوجل کے دیئے بغیر کوئی ایک حبّہ نہیں دے سکتا۔ ایک حرف نہیں سن سکتا، پلک نہیں ہلا سکتا اور بیشک سب مسلمانوں کا یہی اعتقاد ہے [1]

بعض مسلمان حدود شرعیہ سے تجاوز کرکے مزارات کے آگے سجدے وغیرہ کرتے ہیں۔ مولانا بریلوی نے غیر اللہ کے لیے سجدۂ عبادت کو کفر و شرک اور سجدۂ تعظیمی کو حرام قرار دیا ہے اور اس سلسلے میں ایک فاضلانہ و محققانہ رسالہ لکھا ہے جس کا عنوان ہے :۔

الزبدۃ الزکیہ لتحریم سجود التحیہ

۱۳۳۷ ھ / ۱۹۱۸ ء

اس رسالے میں وہ لکھتے ہیں :

مسلمان اے مسلمان ! اے شریعت مصطفوی کے تابع فرمان ! جان اور یقین جان کہ سجدہ ، حضرت عزت عزّ وجلالہ کے سوا کسی کے لیے نہیں، اس کے غیر کو سجدۂ عبادت تو یقیناً اجماعاً شرک مہین و کفر مبین اور سجدۂ تحیت حرام و گناہ کبیرہ بالیقین [2]

مولانا بریلوی نے اپنے دعوے کے اثبات میں پہلے آیات قرآنی سے سجدۂ تحیت کی حرمت کو ثابت کیا ہے [3]۔ پھر چالیس احادیث سے ثابت کیا ہے [4]، اس کے بعد ڈیڑھ سو نصوص فقہ سے سجدۂ تحیت کی حرمت کے دلائل پیش کیے ہیں [5]

---

[1] احمد رضا خاں : احکام شریعت حصہ اوّل ، مطبوعہ آگرہ ، ص ۴

[2] احمد رضا خاں : الزبدۃ الزکیہ لتحریم سجود التحیہ ، مطبوعہ بریلی ، ص ۵

[3] ایضاً ، ص ۷-۱۰

[4] ایضاً ، ص ۱۰-۲۵

[5] ایضاً ، ص ۲۵-۸۰

Marfat.com

آجکل بعض بے علم مسلمانوں میں گھروں میں براق کی تصاویر لگانے کا رواج عام ہے، یہ رواج پہلے بھی تھا، مولانا بریلوی نے براق کی تصاویر لگانے کی سختی سے ممانعت کی ہے البتہ قبر شریف اور نعلین شریف کے عکس کو جائز و مستحسن لکھا ہے [۱]

مسلمانوں میں فاتحہ، سوم، چہلم، برسی، عرس وغیرہ کا رواج ہے، ـــ مولانا بریلوی نے اس کی روح کو جائز قرار دیا ہے اور غیر ضروری لوازمات کو بے اصل، اس طرح انھوں نے میانہ روی کی راہ اختیار کی ہے۔ فاتحہ وغیرہ کو جائز قرار دیتے ہوئے آخر میں لکھا ہے:

"باقی جو بے ہودہ باتیں لوگوں نے نکالی ہیں مثلاً اس میں شادی کے سے تکلف کرنا، عمدہ عمدہ فرش بچھانا، یہ باتیں بے جا ہیں اور اگر یہ سمجھتا ہے کہ ثواب تیسرے دن پہنچتا ہے یا اس دن زیادہ پہنچے گا اور روز کم، تو یہ عقیدہ بھی اس کا غلط ہے۔ اسی طرح چنوں کی کوئی ضرورت نہیں، نہ چنے بانٹنے کے سبب کوئی برائی پیدا ہو [۲]"

کھانے کو سامنے رکھ کر ایصال ثواب کرنے کے بارے میں اپنے موقف کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"بات یہ ہے کہ فاتحہ ایصال ثواب کا نام ہے اور مومن کو عمل نیک کا ایک ثواب اس کی نیت کرتے ہی حاصل اور کیے پر دس ہو جاتا ہے [۳]"

ـــ رہا کھانا دینے کا ثواب، وہ اگرچہ اس وقت موجود نہیں تو کیا ثواب پہنچانا شاید ڈاک یا پارسل میں کسی چیز کا بھیجنا سمجھا ہو گا کہ جب تک وہ شئے موجود نہ ہو، کیا بھیجی جائے ـــ؟ حالانکہ اس کا طریقہ صرف جناب باری میں دعا کرنا ہے کہ وہ ثواب میت کو پہنچائے ـــ اگر کسی کا یہ اعتقاد ہے کہ جب تک

---

[۱] احمد رضا خاں: شفاء الوالہ فی صور الحبیب و مزارہ و نعالہ (۱۳۱۵ھ / ۱۸۹۷ء) مطبوعہ بریلی، بار اول

[۲] احمد رضا خاں: الحجۃ الفائحہ لطیب التعین والفاتحہ (۱۳۰۷ھ / ۱۸۸۹ء) مطبوعہ لاہور، ص ۱۴

[۳] ایضاً، ص ۱۵

Marfat.com

کھانا سامنے نہ کیا جائیگا، تو ثواب نہ پہنچے گا تو یہ گمان اس کا محض غلط ہے۔[1]

ایک سوال کے جواب میں کہ زید اپنی زندگی میں خود اپنے لیے ایصال ثواب کرسکتا ہے یا نہیں۔ لکھتے ہیں:

"ہاں کرسکتا ہے، محتاجوں کو چھپا کر دے ـــــ یہ جو عام رواج ہے کہ کھانا پکایا جاتا ہے اور تمام اغنیاء و برادری کی دعوت ہوتی ہے، ایسا نہ کرنا چاہیے۔[2]"

دورِ جدید کی بدعات میں عورتوں کا بے محابہ گھومنا پھرنا، نامحرموں کے سامنے آنا، میت کے گھر جمع ہوکر خوب کھانا پینا، رہنا سہنا، زیارت قبور کے لیے قبرستانوں میں جانا اور نامحرم پیروں کے سامنے آنا عام ہے۔ مولانا بریلوی نے ان تمام بدعات کی مخالفت کی ہے۔

ایک سوال کے جواب میں کہ "عورت اپنے محارم اور غیر محارم کے ہاں جاسکتی ہے یا نہیں؟" مولانا بریلوی نے ایک رسالہ لکھا جس کا عنوان ہے:

مروج النجا لخروج النساء

(۱۳۱۶ھ / ۱۸۹۸ء)

اس رسالے میں مولانا بریلوی نے عورتوں کو مندرجہ ذیل اقسام میں تقسیم کیا ہے، پھر ہر ایک کے لیے الگ الگ حکم صادر کیا ہے:

قابلہ، غاسلہ، نازلہ، مریضہ، مضطرہ، حاجہ، مجاہدہ، مسافرہ، کاسبہ، شاہدہ، طالبہ، مطلوبہ۔[3]

مندرجہ ذیل عنوان سے ایک رسالہ لکھا جس میں میت کے گھر انتقال کے دن

---

[1] ایضاً، ص ۱۶

[2] محمد مصطفےٰ رضا خاں: الملفوظ، حصہ سوم (۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء) مطبوعہ مسلم یونیورسٹی پریس علی گڑھ، ص ۲۹

[3] احمد رضا خاں، مروج النجا لخروج النساء، مطبوعہ بریلی۔

Marfat.com

یا بعد عورتوں اور مردوں کا جمع ہو کر کھانا پینا اور میت کے گھر والوں کو زیر بار کرنے کی سختی سے ممانعت کی گئی ہے:

جلی الصوت لنهی الدعوت امام الموت [1]

(۱۳۱۰ھ / ۱۸۹۲ء)

ایک سوال کے جواب میں کہ "عورتیں زیارت قبور کے لیے قبرستان جا سکتی ہیں یا نہیں؟"

تحریر فرمایا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لعن اللہ زوارات القبور

(اللہ کی لعنت ان عورتوں پر کہ زیارت قبور بکثرت کریں)

رواہ احمد وابن ماجہ والحاکم عن حسان بن ثابت والاولان والترمذی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما [2]

اس موضوع پر مولانا بریلوی نے ایک رسالہ بھی لکھا ہے جس کا عنوان ہے:

جمل النور فی نہی النساء عن زیارۃ القبور [3]

(۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء)

زیارت قبور کے سلسلے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ شریف پر حاضری کو مستثنیٰ قرار دیا ہے کیونکہ عورتوں اور مردوں کا اس دربار میں حاضر ہونا احادیث شریفہ سے ثابت ہے — چنانچہ جب حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر عورتوں کی حاضری کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا:

---

[1] احمد رضا خاں: جلی الصوت لنہی الدعوت امام الموت، مطبوعہ بریلی

[2] احمد رضا خاں: السنیۃ الانیقہ فی فتاوی افریقہ، مطبوعہ بریلی، ص ۶۶

[3] احمد رضا خاں: جمل النور فی نہی النساء عن زیارۃ القبور، مطبوعہ بریلی

Marfat.com

"غنیہ میں ہے یہ نہ پوچھو کہ عورتوں کا مزارات پر جانا جائز ہے یا نہیں بلکہ یہ پوچھو کہ اس عورت پر کس قدر لعنت ہوتی ہے اللہ کی طرف سے اور کس قدر صاحب قبر کی جانب سے؟ جس وقت گھر سے ارادہ کرتی ہے لعنت شروع ہو جاتی ہے —— سوائے روضۂ انور کے کسی مزار پر جانے کی اجازت نہیں، وہاں حاضری البتہ سُنّت جلیلہ عظیمہ قریب بواجبات ہے ——
خود حدیث میں ارشاد ہوا من زار قبری وجبت لہ شفاعتی جو میرے مزارِ کریم کی زیارت کو حاضر ہوا اس کے لیے میری شفاعت واجب ہو گئی۔
دوسری حدیث میں ہے من حج ولم یزرنی فقد جفانی جس نے حج کیا اور میری زیارت کو نہ آیا بیشک اس نے مجھ پر جفا کی"[1]

فی زمانا عورتیں اپنے پیروں اور مرشدوں کے سامنے بے دھڑک آجاتی ہیں۔ نہ ان کو کوئی حجاب آتا ہے اور نہ پیر ہی منع کرتے ہیں —— اس سلسلے میں مولانا بریلوی سے ایک استفتاء لیا گیا تو انھوں نے جواب دیا:

بیشک ہر غیر محرم سے پردہ فرض ہے جس کا اللہ و رسول نے حکم دیا ہے جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔ بیشک پیر، مرید کا محرم نہیں ہو جاتا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بڑھ کر امّت کا پیر کون ہوگا؟ —— وہ یقیناً ابوالروح ہوتا ہے —— اگر پیر ہونے سے آدمی محرم ہو جایا کرتا تو چاہیے تھا کہ نبی سے اس کی امّت سے کسی عورت کا نکاح نہ ہو سکتا۔"[2]

مزارات پر روشنی کرنے، چراغ، لوبان، بخور جلانے اور چادر چڑھانے کا بھی عام رواج ہے۔ مولانا بریلوی نے ان تمام رسوم و رواج سے متعلق میانہ روی اختیار کرتے ہوئے، معقول فیصلے صادر کیے ہیں

---

[1] محمد مصطفےٰ رضا خاں: الملفوظ (۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء) حصہ دوم، مطبوعہ کراچی، ص ۱۱۰
[2] احمد رضا خاں: مسائل سماع (مرتبہ مولوی عرفان علی رضوی) مطبوعہ لاہور، ص ۳۲

Marfat.com

قبروں پر چراغ جلانے کے بارے میں سوال کیا گیا تو شیخ عبدالغنی نابلسی کی تصنیف حدیقہ ندیہ کے حوالے سے تحریر فرمایا:

"قبروں کی طرف شمع لے جانا بدعت اور مال کا ضائع کرنا ہے۔"[۱]

اس کے بعد مولانا بریلوی لکھتے ہیں:

"یہ سب اس صورت میں ہے کہ بالکل فائدے سے خالی ہو اور اگر شمع روشن کرنے میں فائدہ ہو کہ موقع قبور میں مسجد ہے، یا قبور سرِ راہ ہیں، وہاں کوئی شخص بیٹھا ہے — تو یہ امر جائز ہے۔"[۲]

ایک اور جگہ اسی قسم کے ایک سوال کے جواب میں لکھا ہے:

"اصل یہ ہے کہ اعمال کا مدار نیت پر ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں انما الاعمال بالنیات اور جو کام دینی فائدے اور دنیوی نفع جائز دونوں سے خالی ہو، عبث ہے اور عبث خود مکروہ ہے اور اس میں مال صرف کرنا اسراف ہے اور اسراف حرام ہے۔ قال اللہ تعالیٰ ولا تسرفوا ان اللہ لا یحب المسرفین اور مسلمانوں کو نفع پہنچانا بلاشبہ محبوبِ شارع ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من استطاع منکم ان ینفع اخاہ فلینفعہ تم میں جس سے ہو سکے کہ اپنے بھائی مسلمان کو نفع پہنچائے تو پہنچائے۔"[۳]

قبر پر لوبان وغیرہ جلانے کے لیے دریافت کیا تو جواب دیا گیا:

عود، لوبان وغیرہ کوئی چیز نفسِ قبر پر رکھ کر جلانے سے احتراز چاہیے

---

[۱] احمد رضا خاں: ابریق المنار بشموع المزار (۱۳۳۱ھ/۱۹۱۲ء)، مطبوعہ لاہور، ص ۹

[۲] ایضاً، ص ۹-۱۰

[۳] احمد رضا خاں: احکامِ شریعت، حصہ اوّل، مطبوعہ آگرہ، ص ۳۸۔

Marfat.com

اگرچہ کسی برتن میں ہو لما فیہ التفاؤل القبیح بطلوع الدخان من علی القبر والعیاذ باللہ ـــــــ

اور قریب قبر سلگانا (اگر نہ کسی تالی یا ذاکر یا زائر حاضر خواہ عنقریب آنے والے کے واسطے ہو) بلکہ یوں کہ صرف قبر کے لیے جلا کر چلا آئے تو ظاہر منع ہے اسراف اور اضاعت مال ـ میت صالح اس غرفے کے سبب جو اس قبر میں جنت سے کھولا جاتا ہے اور بہشتی نسیمیں، بہشتی پھولوں کی خوشبوئیں لاتی ہیں، دنیا کے اگر اور لوبان سے غنی ہے[1]

قبر پر چادر چڑھانے کے لیے دریافت کیا تو جواب دیا:

جب چادر موجود ہو اور ہنوز پرانی یا خراب نہ ہوئی کہ بدلنے کی حاجت ہو تو بیکار چادر چڑھانا فضول ہے بلکہ جو دام اس میں صرف کریں ولی اللہ کی روح مبارک کو ایصال ثواب کے لیے محتاج کو دیں[2]

مولانا بریلوی نے مندرجہ بالا رسوم و رواج میں اسراف اور اضاعت مال سے بچنے اور کفایت شعاری کے اسلامی معاشی نظریہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے فیصلے صادر کیے ہیں ـ یعنی اگر کسی عمل نیک میں افادیت ہے تو وہ جائز ہے اور اضاعت مال ہے تو حرام ہے ـ اور یہ اصول صرف قبور کے لیے خاص نہیں بلکہ انسانی زندگی کے ہر گوشہ کے لیے ہے ـ

ہمارے معاشرے میں قوالی میں آلات موسیقی (مزامیر) کا عام رواج ہے ـ درگاہوں حتی کہ مسجدوں کے قریب ڈھول سارنگی وغیرہ سے خوب قوالیاں ہوتی ہیں، پھر عرس وغیرہ میں تو خاص اہتمام ہوتا ہے ـ اس کے علاوہ بعض اعراس

---

[1] احمد رضا خاں: البنیۃ الانیقہ، مطبوعہ بریلی، ص ۷

[2] احمد رضا خاں: احکام شریعت حصہ اول ص ۴۲

Marfat.com

میں عورتیں بھی جمع ہوتی ہیں اور بے پردہ گھومتی پھرتی ہیں! اور دوسرے بہت سے تماشے ہوتے ہیں جو شرمناک بھی ہیں اور غمناک بھی ۔ـــــ مولانا بریلوی نے ایسے رواجوں کو جو شریعت کے خلاف ہیں ناجائز قرار دیا ہے ـــــ آلات موسیقی کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں وہ لکھتے ہیں :

" مزامیر جنھیں مٹانے کے لیے حضور پرنور نبی اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے کما فی الحدیث مطلقاً حرام ہیں [1]

ایسی قوالی میں شرکت کے لیے دریافت کیا گیا جس میں آلات موسیقی وغیرہ کا اہتمام ہو تو جواب دیا :

ایسی قوالی حرام ہے، حاضرین سب گنہ گار ہیں اور ان سب کا گناہ ایسا عرس کرنے والوں اور قوالوں پر ہے اور قوالوں کا بھی گناہ اس عرس کرنے والے پر [2]

مروّجہ اعراس میں شرکت کے بارے میں پوچھا گیا تو سخت شرائط و پابندیوں کے ساتھ اس کے جواز کا فتویٰ دیتے ہوئے لکھا : ۔

" عرس متعارف مذکور فی السوال کہ ہجوم زناں، و تماشائے مرداں آثار شرکیہ ارتکاب معاصی، نظارۂ اجنبیہ ولہو ولہب وطوائفاں رقاصاں وآلات مزامیر وغیرہ سے خالی ہو، بلاشبہ جائز و درست ہے کہ الامور بمقاصدھا ـــــ اور ظاہر ہے کہ غرض انعقاد اس مجلس سے ایصال ثواب، فاتحہ و قرآن خوانی ہے [3] ۔

آجکل اعراس میں بکثرت ان امور کا ارتکاب کیا جاتا ہے۔ مولانا بریلوی نے جن کی

---

[1] احمد رضا خاں : مسائل سماع، مطبوعہ لاہور، ص ۲۴

[2] احمد رضا خاں : احکام شریعت، حصہ اوّل، ص ۲۳

[3] احمد رضا خاں : مواہب ارواح القدس لکشف حکم العرس (۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء) مطبوعہ لاہور، ص

Marfat.com

نفی فرمائی، ایسے اعراس میں شرکت جہاں ان افعال قبیحہ کا ارتکاب ہو مولانا بریلوی کے نزدیک جائز نہیں۔

بعض مسلمانوں میں شادی کے موقع پر آتش بازی چھوڑنے کا رواج ہے اور شب برات کے موقع پر تو اکثر مسلمان آتش بازی کا اہتمام کرتے ہیں۔ خصوصاً بچے اس شغف میں مصروف نظر آتے ہیں —— مولانا بریلوی سے اس سلسلے میں ایک سوال کیا گیا تو جواب دیا:

"آتش بازی جس طرح شادیوں اور شب برأت میں رائج ہے، بیشک حرام اور پورا جرم ہے کہ اس میں تضیع مال ہے، قرآن مجید میں ایسے لوگوں کو شیطان کا بھائی فرمایا، قال اللہ تعالیٰ ولا تبذر تبذیرا ٥ ان المبذرین کانوا اخوان الشیطٰن ٥ [1]"

جس شادی میں گانا بجانا اور محرمات شرعیہ کا ارتکاب ہو اس میں شرکت سے منع فرمایا اور یہ ہدایت کی:

"جس شادی میں یہ حرکتیں ہوں، مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس میں ہرگز شریک نہ ہوں [2]"

ممانعت کی اصل وجہ یہی ہے کہ شرکت سے مرتکب کی ہمت افزائی ہوتی ہے اور وہ باز نہیں آتا —— ہمارے معاشرے میں بہت سے لوگ فضول خرچیوں میں مبتلا ہیں بلکہ فضول خرچی ہماری طبیعت ثانیہ بن گئی ہے —— ایک دوسرے کی ہمت افزائی کرتا ہے۔ ایک دوسرے کی حرص کرتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم سب بینائی سے محروم ہو گئے —— مولانا بریلوی نے ملت کی اس پستی اور انحطاط پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے:

---

[1] احمد رضا خاں: ہادی الناس فی رسوم الاعراس (۱۳۱۲ھ / ۱۸۹۴ء) مطبوعہ لاہور، ص ۲

[2] ایضاً، ص ۴۔

Marfat.com

"قلب جب تک صاف ہے، خیر کی طرف بلاتا ہے اور معاذ اللہ کثرت معاصی اور خصوصاً کثرتِ بدعات سے اندھا کر دیا جاتا ہے، اب اس میں حق کے دیکھنے، سمجھنے، غور کرنے کی قابلیت نہیں رہتی مگر ابھی حق سننے کی استعداد باقی رہتی ہے۱؎"

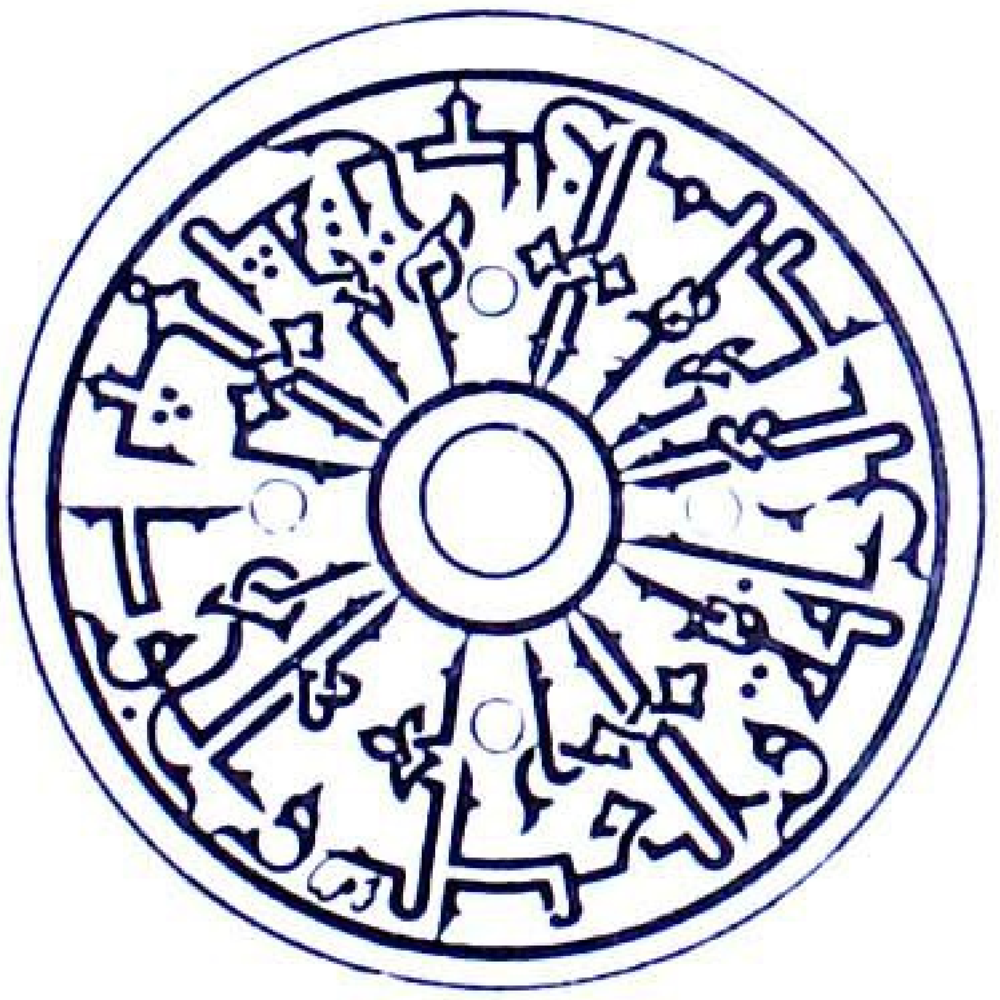

عمّن اللہ الرأفۃ والعدل والجود

۱؎ محمد مصطفیٰ رضا خاں : الملفوظ (۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء) ، حصہ سوم ، مطبوعہ علی گڑھ ، ص ۵۴

Marfat.com

(۵)

ادبیات

فصاحت و بلاغت ـــ تلمیذ رحمٰن ـــ کفایت علی کافی
نعت گوئی ـــ اردو کلام ـــ فارسی کلام
عربی کلام ـــ تاریخ گوئی
نعت گوئی میں احتیاط ـــ قصیدۂ غوثیہ کی عربیت پر نقد و تبصرہ
اشعار سودا کی شرح ـــ نمونۂ کلام اردو، فارسی، عربی

Marfat.com

(۵)

مولانا بریلوی ماہر فقیہ و مفتی اور مبلغ ہونے کے علاوہ شعر و ادب میں بھی استادانِ وقت سے پیچھے نظر نہیں آتے۔ ان کی نثری تخلیقات میں بعض محققانہ ہیں۔ بعض متصوفانہ، بعض فلسفیانہ، بعض عارفانہ، بعض ادبیانہ اور بعض سہل ممتنع کا اعلیٰ نمونہ معلوم ہوتی ہیں۔ نہ صرف اردو اور فارسی بلکہ عربی میں بھی ان کی فصاحت و بلاغت کا یہی عالم ہے، علمائے حرمین نے اس کا اعتراف کیا ہے۔ چنانچہ امام مسجد حرام کے والد ماجد، عالم جلیل شیخ احمد ابوالخیر میرداد مکی تحریر فرماتے ہیں:-

الحمد للہ علی وجود مثل ھذا الشیخ فانی لم ار مثلہ فی العلم والفصاحۃ [۱]

(ترجمہ) مولانا بریلوی جیسے شیخ کے وجود پر میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں بیشک میں نے علم اور فصاحت میں ان جیسا نہیں دیکھا[۲]

اسی طرح سید مامون البری مدنی [۳]، شیخ سعید بن مکی [۴]، شیخ حامد احمد محمد جدادی [۵]، شیخ عبدالرزاق بن عبدالصمد [۶]، شیخ اسعد دھان مکی [۷]، شیخ علی بن حسین مکی [۸] وغیرہ نے مولانا بریلوی

۱۔ مکتوب سید اسمٰعیل خلیل، محررہ ۱۲ رجب المرجب ۱۳۲۴ھ از مکہ معظمہ بنام مولانا بریلوی

۲۔ مکتوب سید مامون البری، محررہ محرم الحرام ۱۳۲۶ھ از مدینہ منورہ بنام مولانا بریلوی

۳۔ عبدالحکیم اختر شاہجہان پوری: رسائل رضویہ، جلد اول، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۴ھ ص ۱۶۶

۴۔ احمد رضا خاں: حسام الحرمین، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۵ھ / ۱۹۷۵ء ص ۹۷

۵۔ عبدالحکیم اختر شاہجہان پوری: رسائل رضویہ۔ جلد اول، ص ۱۵۸

۶۔ احمد رضا خاں: حسام الحرمین، ص ۹۷

۷۔ ایضاً، ص ۳۷

Marfat.com

کی فصاحت و بلاغت کی تعریف کی ہے۔

نثری تخلیقات کے علاوہ مولانا بریلوی کی شعری تخلیقات بھی بلند پایہ ہیں، سخنوروں اور سخن شناسوں نے ان کو قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ چنانچہ پاکستان کے مشہور فاضل و محقق اور سخنور و سخن شناس پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاں (سابق صدر شعبۂ اردو، سندھ یونیورسٹی، حیدرآباد سندھ) اپنے ایک فاضلانہ مقالے میں مولانا بریلوی کے فضل و کمال اور شعر و ادب میں ان کے مقام کا تعین کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمہ اپنے دور کے بے مثل علماء میں شمار ہوتے ہیں، ان کے فضل و کمال، ذہانت و فطانت، طباعی و درا کی کے سامنے بڑے بڑے علماء، فضلاء، یونیورسٹیوں کے اساتذہ، محققین، مستشرقین نظروں میں نہیں جچتے —— مختصر یہ کہ وہ کون سا علم ہے جو انھیں نہیں آتا تھا، وہ کونسا فن ہے جس سے وہ واقف نہیں تھے؟ —— شعر و ادب میں بھی ان کا لوہا ماننا پڑتا ہے، اگر صرف محاورات، مصطلحات، ضرب الامثال اور بیان و بدیع سے تمام الفاظ ان کی جملہ تصانیف سے یکجا کر لیے جائیں تو ایک ضخیم لغت تیار ہو سکتی ہے۔"[1]

اس طرح ہندوستان کے کہنہ مشق ادیب و شاعر کالیداس گپتا نے مولانا بریلوی کے شاعرانہ کمالات پر اظہار خیال کرتے ہوئے لکھا ہے:

"اسلامی دنیا میں ان کے مقام بلند سے قطع نظر، ان کی شاعری بھی اس درجہ کی ہے کہ انھیں انیسویں صدی کے اساتذہ میں برابر مقام دیا جائے —— ذرا سے غور و فکر کے بعد اُن کے اشعار ایک ایسے شاعر کا پیکر دل و دماغ پر مسلط کر دیتے ہیں جو محض ایک سخنور کی حیثیت سے بھی اگر میدان میں اترتا تو کسی استاد وقت سے پیچھے نہ رہتا —— ان کے کلام سے ان کے کامل صاحب

---

[1] غلام مصطفےٰ خاں، "مولانا احمد رضا خاں کی اردو شاعری"، مطبوعہ روزنامہ جنگ (کراچی) شمارہ ۱۲ فروری ۱۹۷۷ء

Marfat.com

فن اور مسلم الثبوت شاعر ہوتے میں شبہ نہیں اور ان کی نعتیہ غزلیں تو مجتہدانہ درجہ رکھتی ہیں[1]

مولانا بریلوی تلمیذ رحمٰن تھے۔ انھوں نے کسی سے شرف تلمذ حاصل نہیں کیا۔ پھر بھی جو کچھ کہا، ایسا کہا کہ پڑھنے والوں نے ان کو استادانِ وقت میں شمار کیا۔ ان کے چھوٹے بھائی مولانا حسن رضا خاں بریلوی (م ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء) مرزا داغ دہلوی (م ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۵ء) کے شاگرد تھے، ان کی عظمت شاعری کا اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ رئیس المتغزلین مولانا حسرت موہانی (م ۱۳۷۱ھ / ۱۹۵۱ء) نے ان کے شاعرانہ کمالات پر ایک مضمون قلم بند کیا جو اردوئے معلیٰ[2] میں شائع ہوا۔ مولانا بریلوی کو ایسے عظیم شاعر کی استادی کا شرف حاصل ہے[3]

شاعری میں مولانا بریلوی شہید جنگ آزادی مولانا کفایت علی کافی سے بہت متاثر تھے[4]، چنانچہ غلام رسول مہر نے لکھا ہے:

"کافی کی غزلیں بہت پسند کرتے تھے، ان کو سلطان نعت کہتے تھے[5]"

مولانا بریلوی کے دیوان حدائق بخشش (حصہ سوم) میں یہ رباعی ملتی ہے:

---

[1] النیزان (بمبئی)، امام احمد رضا نمبر، ۱۹۷۶ء، ص ۴۷، ۴

[2] اردوئے معلیٰ (علی گڑھ)، شمارہ جون ۱۹۱۲ء

[3] مولانا بریلوی لکھتے ہیں:

"ان کو میں نے نعت گوئی کے اصول بتا دیئے تھے، ان کی طبیعت میں ان کا ایسا رنگ رچا کہ ہمیشہ کلام اس معیار اعتدال پر صادر ہوتا، جہاں شبہ ہوتا، مجھ سے دریافت کر لیتے۔" (محمد مصطفےٰ رضا خاں، الملفوظ، حصہ دوم، مطبوعہ کراچی، ص ۴۲)

[4] مولانا بریلوی نے لکھا ہے:

"مولانا کافی علیہ الرحمۃ کی زیارت آٹھ برس کی عمر میں خواب میں ہوئی۔ میری پیدائش کے گیارہ مہینے بعد مولانا کو پھانسی ہوئی۔" (الملفوظ، حصہ دوم، ص ۴۳)

[5] غلام رسول مہر: ۱۸۵۷ء کے مجاہد، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۱ء، ص ۳۱۱۔

Marfat.com

مہکا ہے میرے بوئے دہن سے عالم
یاں نغمۂ شیریں نہیں تلخی سے بہم
کافی سلطان نعت گویاں ہے رضا
ان شاء اللہ میں وزیر اعظم[1]

مولانا کفایت علی کافی (م ۱۲۷۴ھ / ۱۸۵۸ء) اور مولانا حسن رضا خاں بریلوی کی شاعری پر اظہار خیال کرتے ہوئے، مولانا بریلوی کہتے ہیں:

"سوا دو کے کلام کے کسی کا کلام، میں قصداً نہیں سنتا، مولانا کافی اور حسن میاں مرحوم کا کلام اول سے آخر تک شریعت کے دائرے میں ہے۔"[2]

پھر کہتے ہیں:

"غرض ہندی نعت گویوں میں ان دو کا کلام ایسا ہے، باقی اکثر دیکھا گیا ہے کہ قدم ڈگمگا جاتا ہے اور حقیقتاً نعت شریف لکھنا نہایت مشکل ہے جس کو لوگ نہایت آسان سمجھتے ہیں، اس میں تلوار کی دھار پر چلنا ہے، اگر بڑھتا ہے تو الوہیت میں پہنچ جاتا ہے اور کمی کرتا ہے تو تنقیص ہوتی ہے۔"[3]

مولانا احمد رضا خاں بریلوی نے انیسویں صدی عیسوی کے نصف آخر میں شاعری کا آغاز کیا اور نعت گوئی کو مسلک شعری کے طور پر اپنایا اور اس میں وہ کمال پیدا کیا کہ اپنے معاصرین شعراء بلکہ اردو شاعری کے متقدمین شعراء سے گوئے سبقت لے گئے۔ مولانا بریلوی کا یہ شعر ترجمان حقیقت معلوم ہوتا ہے:

یہی کہتی ہے بلبل باغ جناں کہ رضا کی طرح کوئی سحر بیاں
نہیں ہند میں واصف شاہ ہدیٰ مجھے شوخی طبع رضا کی قسم[4]

---

[1] احمد رضا خاں: حدائق بخشش، حصہ سوم مطبوعہ بدایوں، ص ۹۳-۹۴
[2] محمد مصطفےٰ رضا خاں: الملفوظ، حصہ دوم، مطبوعہ کراچی، ص ۴۱
[3] محمد مصطفےٰ رضا خاں: الملفوظ، حصہ دوم، مطبوعہ کراچی، ص ۴۲
[4] احمد رضا خاں: حدائق بخشش، مطبوعہ کراچی، ص ۲۳

(باقی صفحہ پر)

Marfat.com

ابتدا میں مولانا بریلوی کا کلام مختلف رسائل میں شائع ہوتا رہا۔ مثلاً ماہنامہ تحفۂ حنفیہ (پٹنہ، مجریہ ۱۳۱۳ھ/۱۸۹۵ء)، ماہنامہ الرضا (بریلی مجریہ ۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء) وغیرہ وغیرہ۔ مذکورہ رسائل کے چند شمارے نظر سے گزرے جن میں مولانا بریلوی کا اردو، فارسی اور عربی کلام شامل ہے[۱]

مولانا بریلوی کا کچھ کلام متفرق صورت میں بھی شائع ہوا۔ چنانچہ مولانا عبدالقادر بدایونی (م ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء) کی منقبت میں چراغ انس (۱۳۱۵ھ/۱۸۹۷ء) کے نام سے مولانا بریلوی نے ایک مدحیہ قصیدہ لکھا جو پہلی بار ماہنامہ تحفہ حنفیہ[۲] (پٹنہ) میں شائع ہوا۔ یہ قصیدہ ۱۶۱ اشعار پر مشتمل ہے لیکن مولانا حسن رضا خاں بریلوی نے جب ۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء میں یہ قصیدہ بریلی سے کتابی صورت میں شائع کیا تو اس میں ۶۷ اشعار تھے ___ شاہ ابوالحسین احمد النوری (م ۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء) کی منقبت میں بھی مولانا بریلوی نے ۱۳۱۵ھ/۱۸۹۷ء میں مشرقستان قدس

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) نوٹ:

لیکن شاعری مولانا بریلوی کے لیے وجہ افتخار نہ تھی اور نہ علماء دین کے لیے وجہ افتخار ہو سکتی ہے۔ چنانچہ مولانا حسن رضا خاں بریلوی لکھتے ہیں:

نہ جناب مصنف (احمد رضا خاں بریلوی) نے کبھی اپنی منظومات عربی، فارسی کے (کہ کمترین پایۂ علماء ہے) طبع کی جانب توجہ فرمائی ___

(احمد رضا خاں: قصیدہ چراغ انس، مطبوعہ بریلی ۱۳۱۸ھ ص ۱۳)

البتہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ محبت کی وجہ سے نعت گوئی وجہ افتخار ہو سکتی ہے۔ (مسعود)

[۱] ملاحظہ فرمادیں:

(ا) تحفۂ حنفیہ (پٹنہ) شمارے ذی الحجہ ۱۳۲۵ھ، محرم ۱۳۲۶ھ، صفر ۱۳۲۶ھ، محرم ۱۳۲۷ھ

(ب) الرضا (بریلی) شمارہ ذیقعدہ ۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء، ص ۳۰

[۲] تحفۂ حنفیہ (پٹنہ)، شمارے رمضان المبارک و شوال المکرم ۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء، ص ۳۹-۱۴۱

Marfat.com

کے نام سے ایک مدحیہ قصیدہ لکھا جو ماہنامہ تحفۂ حنفیہ (پٹنہ)[1] میں شائع ہوا تھا ــ

مولانا بریلوی کا مشہور قصیدۂ معراجیہ، مسلم یونیورسٹی پریس علی گڑھ میں چھپ کر شائع ہوا۔ جامعہ راشدیہ پیر گوٹھ (ضلع سکھر، سندھ) کے شیخ الجامعہ مولانا تقدس علی خاں کے چھوٹے بھائی نے یہ مطبوعہ قصیدہ دیکھا تھا۔ راقم کے نام ایک مکتوب میں وہ لکھتے ہیں:

برادر عزیز مفتی اعجاز ولی صاحب مرحوم دادوں (ضلع علی گڑھ) میں مدرسہ سعیدیہ میں پڑھتے تھے ــــ انھوں نے یہ قصیدہ مطبوعہ مسلم یونیورسٹی عبدالشاہد خاں شروانی مرحوم کے پاس دیکھا تھا[2]

۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء میں مولانا بریلوی کے کلام کا انتخاب حدائق بخشش کے نام سے دو حصوں میں شائع ہوا۔ اب تک دیوان حدائق بخشش کو مولانا بریلوی کے سارے کلام کا مجموعہ سمجھا جاتا ہے مگر یہ صحیح نہیں۔ ماہنامہ تحفۂ حنفیہ (پٹنہ) شمارہ ماہ صفر ۱۳۲۶ھ میں ایک اشتہار نظر سے گزرا جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حدائق بخشش مولانا بریلوی کا انتخاب کلام ہے، اشتہار کا اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

منت سپاس بے قیاس خالق جل وعلا کہ انتخاب دیوان امام فصحا و بلغا، سرآمد شعرا، تاج الکلا، بحر زخار علوم عقلیہ نقلیہ، سرچشمہ فیوض خفیہ و جلیہ، مجدد مائۃ حاضرہ، مؤید ملت طاہرہ، رئیس اہل سنت وجماعت ناصر شریعت وطریقت، اعلیٰ حضرت، مولانا ومقتدانا وسیدنا مولوی مفتی احمد رضا خانصاحب بارک فی حیاۃ اللہ الواہب حلیۂ طبع سے آراستہ ہو کر مسرت بخش قلوب شائقین ہوا ــــ دعا کیجئے پروردگار وہ دن لائے اور وہ ساعت دکھلائے کہ اس کا دوسرا حصہ قصائد کا بھی لباس طبع سے مزین ہو جائے اور

---

[1] تحفۂ حنفیہ (پٹنہ) شمارے ۱۱ و ۱۲، جلد ۴ بحوالہ چراغ انس مطبوعہ بریلی ۱۳۱۸ھ

[2] مکتوب محررہ ۸ جولائی ۱۹۷۰ء از پیر گوٹھ (سندھ)

Marfat.com

محبوب کلام فارسی و عربی بھی حجاب طبع سے نکل کر جلوۂ نعت عالم کو دکھائے[1]
مولانا بریلوی کے انتقال کے بعد بدایوں سے حدائق بخشش حصہ سوم کے
نام سے ایک مجموعہ شائع ہوا جس میں مولانا بریلوی کا اردو فارسی اور عربی کلام شامل
ہے۔ لیکن یہ مجموعہ زیادہ مستند نہیں، اس میں الحاقی کلام معلوم ہوتا ہے ___
چند سال ہوئے مدینہ پبلشنگ (کراچی) نے حدائق بخشش کے تینوں حصوں کا مستند
منتخب کلام شائع کیا ہے۔ جناب شمس بریلوی نے اس پر نہایت فاضلانہ مقدمہ
لکھا ہے[2] مولانا بریلوی کی ایک اور نظم بعنوان الاستمداد علی اجیال الارتداد (۱۳۳۷ھ / ۱۹۱۸ء)
لائل پور سے شائع ہوئی ہے۔ (۱۹۷۶ء)

مولانا بریلوی کا اردو، فارسی، اور عربی کلام ہنوز منتشر ہے۔ اردو کلام کے
بارے میں مختصراً اوپر عرض کیا گیا ___ فارسی کلام مختلف کتابوں میں بکھرا پڑا ہے مثلاً
کتاب الطاری الداری کے تیسرے حصے میں تقریباً ۲۰۰ فارسی اشعار ملتے ہیں۔ یہ اشعار
مذہبی اور سیاسی موضوعات پر ہیں۔ راقم نے کلام الامام کے نام سے ان کا انتخاب
مرتب کیا ہے اور مبسوط شرح لکھی ہے۔ انشاء اللہ یہ مجموعہ اس سال لاہور سے
شائع ہو جائے گا ___ مولانا بریلوی نے مشہور قصیدہ غوثیہ کے عربی اشعار
کا منظوم فارسی ترجمہ کیا ہے ___ یہ مجموعہ بعنوان

قصیدہ مبارکہ غوثیہ مع ترجمہ منظوم[3]

(۱۳۲۱ھ / ۱۹۰۳ء)

شائع ہو چکا ہے۔

قصیدہ غوثیہ کے ۲۹ اشعار میں ہر شعر کا پہلے ایک شعر میں فارسی منظوم ترجمہ

---

[1] ماہنامہ تحفۂ حنفیہ (پٹنہ) شمارہ ماہ صفر ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء ص ۴۲
نوٹ: دیوان حدائق بخشش کا اوّلین ایڈیشن بریلی اور پٹنہ سے دستیاب تھا۔

[2] مقدمہ کا عنوان ہے "اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ حافظ احمد رضا خاں قدس سرہٗ کے نعتیہ کلام کا تحقیقی اور ادبی جائزہ" (حدائق بخشش، کراچی ۱۹۷۶ء ص ۱۹ تا ۲۳۱)

[3] احمد رضا خاں: قصیدہ مبارکہ غوثیہ مع ترجمہ منظومہ، مطبوعہ دین محمدی پریس، لاہور

Marfat.com

کیا ہے، پھر دو شعروں میں اس کی تشریح کی ہے۔ آخری شعر میں ترجمہ کے ساتھ، شعروں میں تشریح کی ہے۔ اس طرح کل فارسی اشعار کی تعداد ۹۲ ہو گئی ہے۔

مولانا بریلوی کا ایک فارسی قصیدہ صمصام حسن کے نام سے بھی شائع ہوا تھا! و بھی بہت سا فارسی کلام بکھرا پڑا ہے۔

عربی کلام بھی اسی طرح منتشر ہے۔ حدائق بخشش میں جو کچھ ہے، وہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ مولانا بریلوی کی عربی منثور و منظوم تخلیقات مطالعہ کرنے کے بعد یوں محسوس ہوتا ہے کہ گو وہ بظاہر ہندوستانی تھی مگر حقیقت میں حجازی تھی۔ ان کی عربی میں عجمیت کی ذرا بو نہیں، اس لیے خود اہل عرب ان کے کلام کو پڑھ کر مسحور ہو جاتے ہیں۔ ربیع الآخر ۱۳۰۰ھ/۱۸۸۳ء میں انھوں نے ۱۷ اشعار پر مشتمل عربی میں ایک حمد کہی تھی جس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے:

الحمد للمتوحد بجلالہ المتفرد

وصلاتہ دوماً علی خیر الانام محمد[1]

فتاوی رضویہ میں ان اشعار کے علاوہ اور بہت سے عربی اشعار ہیں۔ مثلاً جلد اوّل، صفحہ ۳۷۱ پر چھ اشعار ملتے ہیں۔ صفحہ ۵۳۵ پر ۱۶ اشعار ملتے ہیں ـــــ

مولانا بریلوی تاریخ گوئی میں بھی بڑی مہارت رکھتے تھے۔ تاریخ گوئی میں مولانا بریلوی کی مہارت پر روشنی ڈالتے ہوئے مولانا ظفر الدین بہاری لکھتے ہیں:

" اس میں وہ کمال اور ملکہ تھا کہ انسان جتنی دیر میں کوئی مفہوم لفظوں میں ادا کرتا ہے اعلیٰ حضرت اتنی ہی دیر میں بے تکلف تاریخی مادے اور جملے فرمایا

---

[1] (ا) احمد رضا خاں: العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ، جلد اوّل، ص ۳۷۱

(ب) محمد یسین اختر اعظمی: المدیح النبوی (عربی) مطبوعہ سرائے میر (اعظم گڑھ) ۱۳۹۹ھ/۱۹۷۹ء ص ۱۹۔

Marfat.com

کرتے تھے جس کا بہت بڑا ثبوت حضور کی کتابوں میں اکثر وبیشتر کا تاریخی نام اور وہ بھی ایسا چسپاں کہ بالکل مضمون کتاب کی توضیح وتفصیل کرنے والا جس کا مفصل بیان ذکر تصنیفات میں ملاحظہ سے گزرے گا۔

(حیات اعلیٰ حضرت، جلد اوّل، ص ۱۴۱)

مولانا بریلوی نے اکثر فی البدیہہ تاریخیں اور تاریخی قطعات کہے ہیں۔ حیات اعلیٰ حضرت جلد اوّل میں مولانا محمد نقی علی خاں (م ۱۲۹۷ھ) کی ۱۷ عربی تاریخیں شامل ہیں [1] اسی طرح رسالہ مواقع النجوم (مصنفہ محی الدین ابن عربی، مطبوعہ گلزار حسنی، بمبئی) کے آخر میں مولانا محمد اسمٰعیل قادری نقشبندی (م ۱۳۱۷ھ) کے سانحہ وفات پر جو دو عربی قطعات تاریخ کہے تھے وہ شامل ہیں۔ ان قطعات کی تعارفی عبارت کے جملوں سے بھی تاریخیں نکالی ہیں، اشعار کی مجموعی تعداد ۳۵ ہے [2]۔

ہندوستان کے مشہور محقق وقلمکار قاضی عبدالودود (بیرسٹر، بانکی پور) کے والد ماجد قاضی عبدالوحید (خلیفہ مولانا بریلوی) کے جنازے میں مولانا بریلوی نے شرکت کی اور قبرستان پہنچنے سے پہلے پہلے عربی میں ایک تاریخی قطعہ فی البدیہہ ارشاد فرمایا جو ماہنامہ تحفہ حنفیہ (پٹنہ) میں شامل ہے [3] پیر عبدالغنی کے انتقال (۴ شوال ۱۳۳۸ھ / ۱۹۲۰ء) پر بھی دس اشعار پر مشتمل ایک عربی قطعہ تاریخ وفات کہا تھا جو ماہنامہ الرضا (بریلی) میں شامل ہے [4] مولانا بریلوی کے خلیفہ مولانا محمد برہان الحق نے جبل پور (بھارت) سے وہ عربی قطعہ تحریر فرمایا ہے جو ۱۳۱۷ھ میں مولانا بریلوی نے ان کے جد امجد مولانا

---

[1] ظفر الدین بہاری: حیات اعلیٰ حضرت، جلد اوّل، مطبوعہ کراچی، ص ۱۰

[2] ایضاً، ص ۱۴۴-۱۴۵

[3] ماہنامہ تحفہ حنفیہ (پٹنہ) شمارہ ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء، ص ۱۴

[4] ماہنامہ الرضا (بریلی) شمارہ ذیقعدہ ۱۳۳۸ھ / ۱۹۲۰ء، ص ۳

Marfat.com

شاہ محمد عبدالکریم (م ۱۳۱۷ھ) کے سانحہ ارتحال پر کہا تھا۔ (بحوالہ مکتوب محررہ ۲۸ جولائی ۱۹۰۸ء جبل پور)

تقریباً ۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء میں قاضی عبدالوحید نے پٹنہ میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کیا جس میں مولانا بریلوی نے تقریر کی جو بعد میں دربار حق و ہدایت میں چھپ کر شائع ہوئی اسی جلسے میں مولانا بریلوی کا عربی قصیدہ آمال الابرار پڑھا گیا۔[1]

مولانا بریلوی کی عربی سند اجازت الاجازۃ الرضویہ لمبجل مکۃ البہیۃ (۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء) میں بھی بہت سے عربی اشعار ملتے ہیں[2] اسی طرح مولانا بریلوی کے ملفوظات میں بھی عربی اشعار ملتے ہیں[3] — الغرض مولانا بریلوی کے عربی اشعار اور تاریخی قطعات ابھی تک مختلف کتابوں اور رسالوں وغیرہ میں منتشر ہیں — ڈاکٹر حامد علی (لیکچرر شعبۂ عربی، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ) اپنے مقالۂ ڈاکٹریٹ "ہندوستان کے عربی گو شعراء" میں مولانا بریلوی کی عربی شاعری کا تفصیلی ذکر کیا ہے، غالباً مذکورہ بالا مقالے کا یہ حصہ امام احمد رضا اور ان کا عربی کلام" کے عنوان سے بمبئی سے شائع ہوا[4] — ہندوستان سے مولانا محمود احمد قادری نے اپنے مکتوب (محررہ ۱۵ فروری ۱۹۷۵ء) میں راقم کو لکھا ہے:

"امام احمد رضا اور ان کا عربی کلام" — اس عنوان پر میں نے کام شروع کر دیا ہے — حدائق بخشش (حصہ پنجم) عربی کلام پر مشتمل ہے"

ایک دوسرے خط میں مولانائے مذکور نے اطلاع دی ہے کہ انھوں نے مولانا بریلوی کے سینکڑوں عربی اشعار جمع کر لیے ہیں۔

مولانا بریلوی نے نعت گوئی میں بڑی احتیاط سے قدم رکھا ہے۔ خود فرمایا کہ نعت

---

[1] ظفر الدین بہاری: حیات اعلیٰ حضرت، جلد اول۔ ص ۱۹۵ - ۱۹۶

[2] احمد رضا خاں: رسائل رضویہ، جلد دوم (مرتبہ عبدالحکیم اختر شاہجہاں پوری مظہری) مطبوعہ لاہور ۱۳۹۶ھ/۱۹۷۶ء، ص ۲۸۲، ۲۸۶، ۲۸۸، ۲۹۰، ۲۹۱ اور ۲۹۲

[3] محمد مصطفیٰ رضا خاں: الملفوظ، جلد دوم، ص ۱۸

[4] المیزان (بمبئی) امام احمد رضا نمبر (مارچ ۱۹۷۶ء)، ص ۵۴۴ - ۵۴۸

Marfat.com

کہنا تلوار کی دھار پر چلنا ہے[۱] ـــ مولانا بریلوی نے اپنی نعتوں میں مضامین تو مضامین الفاظ نہایت احتیاط سے استعمال کیے ہیں اور استعمال کرتے وقت متقدمین علما و صوفیہ و شعرا کی نگارشات پر نظر رکھی ہے۔ اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے۔

۸ ذی الحجہ ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء کو کانپور سے ایک صاحب محمد آصف نے مولانا بریلوی کو خط لکھا کہ وہ دیوان حدائق بخشش کے ایک مصرع

حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو

میں لفظ "شہنشاہ" کو حذف کر کے یوں بنا دیں ع

حاجیو! آؤ مرے شاہ کا روضہ دیکھو!

محمد آصف صاحب کو لفظ شہنشاہ پر اعتراض تھا کہ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے استعمال کرنا مناسب نہیں ـــ مولانا بریلوی کا موقف یہ تھا کہ یہ لفظ مناسب ہے، چنانچہ انھوں نے اپنے موقف کی تائید میں مندرجہ ذیل حضرات علما و صوفیہ کی نگارشات سے ۳۳ حوالے پیش کیے اور یہ ثابت کیا کہ ان حضرات نے "شہنشاہ، ملک الملوک، سلطان السلاطین" وغیرہ الفاظ استعمال کیے ہیں۔

(۱) امام رکن الدین ابوبکر محمد بن ابی المفاخر بن عبدالرشید کرمانی (جواہر الفتاویٰ)
(۲) علامہ خیر الدین زرکلی (فتاویٰ خیریہ)
(۳) مولانا محمد جلال الدین رومی (مثنوی شریف)
(۴) شیخ مصلح الدین سعدی
(۵) حضرت امیر خسرو (قران السعدین)
(۶) مولانا نور الدین جامی (تحفۃ الاحرار)
(۷) شمس الدین حافظ شیرازی
(۸) مولانا نظامی

Marfat.com

(۹) شیخ شہاب الدین (بحر مواج) [۲]

ذی الحجہ ۱۳۰۶ھ / ۱۸۸۹ء کو حیدر آباد دکن سے مولانا شاہ محمد ابراہیم قادری برکاتی نے ایک مکتوب میں لکھا ہے کہ مولانا وکیل احمد سکندر پوری قصیدہ غوثیہ کی شرح لکھ رہے ہیں جس میں وہ قصیدہ کی عربیت پر معترضین کے اعتراضات کے جوابات بھی دیں گے۔ اس سلسلے میں جو نکات آپ کے ذہن میں ہوں، تحریر کر دیں۔

مولانا بریلوی نے معترضین کے رد میں ۱۰ نکات تحریر فرمائے۔ دوسرا نکتہ یہ بیان فرمایا کہ اکابر آئمہ اور علماء کبار نے بھی بعض مقامات پر قواعد عربی کا لحاظ نہیں رکھا، اس سلسلے میں مولانا بریلوی نے تیس ۳۰ مثالیں پیش کی ہیں جس سے فنون عربی پر ان کی حیرت انگیز نظر کا اندازہ ہوتا ہے۔ آخر میں انھوں نے لکھا ہے:

"اب کیا ان امور اور ان کے امثال کثیرہ پر نظر کر کے کوئی جاہل حضرات علیہ امام مسلم و امام بیہقی و امام قاضی عیاض و عامہ رواۃ صحیح مسلم و اجلہ رجال صحاح و امام قاضی خاں و امام صدر الشریعہ و امام کردری و علامہ مناوی و علامہ زرقانی، علامہ علی قاری و ائمہ ہدیٰ و عامہ محدثین و جم غفیر فقہاء و اصولیین وغیرہم علمائے کاملین و کملائے فاضلین کے کمال فضل و فضل کمال میں

---

[۲] احمد رضا خاں: نقہ شہنشاہ و ان القلوب بید المحبوب بعطاء اللہ (۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء) مطبوعہ لاہور

نوٹ: اسی طرح ۹ شعبان ۱۳۳۴ھ کو سابق ریاست بہاولپور (پاکستان) سے ایک صاحب نے لکھا کہ بعض لوگوں نے آپ کے "قصیدۂ معراجیہ" کے ان اشعار پر اعتراض کیا ہے جن میں بیت اللہ کو دلہن اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دولہا سے تشبیہ دی گئی ہے۔ مولانا بریلوی نے اس کے جواب میں اپنے موقف کی تائید میں ۱۶ کتابوں سے حوالے پیش کر کے ثابت کیا کہ آثار و اخبار میں بیت اللہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عروس سے تشبیہ دی گئی ہے۔

(احمد رضا خاں: حجب العوار عن مخدوم بہار، مطبوعہ لاہور، ص ۲۰-۲۹)

Marfat.com

کلام و مقال کرسکتا ہے؟ [1]

مولانا بریلوی نے احباب کی فرمائش پر دوسرے شعراء کے اشعار کی شرح بھی لکھی ہے۔ شرح کو پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ شارح جس بلندی پر پہنچا ہے۔ شاعر کی پرواز خیال اس بلندی تک نہ پہنچی ہوگی —— سید شاہ نور عالم نے مارہرہ سے مرزا محمد رفیع سودا کے قصیدے کا شعر لکھا :-

ہوا جب کفر ثابت ہے یہ تمغائے مسلمانی
نہ ٹوٹی شیخ سے زنار تسبیح سلیمانی

اور ساتھ ہی یہ لکھا احباب میں یہ مصرعہ زیر بحث ہے، بہت غور و فکر کیا، کچھ سمجھ میں نہ آیا —— مولانا امجد علی اعظمی نے یہ خط پڑھ کر سنایا اور عرض کیا کہ اس شعر کا مفہوم کیا ہے؟ مولانا بریلوی نے سید شاہ نور عالم کو مندرجہ ذیل خط املا کرایا :-

بشرف ملاحظہ حضرت والا دامت برکاتہم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ،

ظاہر مطلب شعر، جہاں تک شاعر نے مراد لیا ہوگا، صرف اتنی مناسبت دیکھ لینا ہے کہ دانۂ سلیمانی میں جس کی تسبیح عباد زہاد رکھتے ہیں، شکل زنار موجود ہے۔ شاعر کہ مذہباً سنی نہ تھا اور بدگمانی تمغائے شعراء ہے، غالباً اس سے زائد کچھ نہ سمجھا ہوگا اور یہ ایک بیہودہ معنی تھے، مگر اتفاقاً اس کی قلم سے ایک ایسا لفظ نکل گیا جس نے اس شعر کو بامعنی اور پُر مغز کر دیا —— وہ کیا؟ یعنی لفظ 'ثابت' —— زنار کہ کفار باندھتے ہیں، 'زنار زائل' ہے کہ ایک جھٹکے میں ٹوٹ سکتا ہے اور دانۂ سلیمانی میں اس کی تصویر ثابت ہے کہ جب تک

---

[1] تفصیلات کے لیے ملاحظہ فرمائیں :
احمد رضا خاں : الزمزمۃ القمریہ فی الذب عن الخمریہ (۱۳۰۶ھ / ۱۸۸۸ء)
مطبوعہ لاہور، ص ۱۴

Marfat.com

دانہ رہے گا، نہ قائم رہے گی — یوں کفر دو قسم ہے — ایک کفر زائل، جو کفر کفار ہے اور جس کی سزا خلود فی النار ہے، ہر کافر موت کے بعد اس سے باز آتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُونُوا لَهُمْ عِزًّا ۝ كَلَّا سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ۝[1]

دوسرا کفر "ثابت" جو ابد الآباد تک قائم رہے گا جسے علمائے دین نے جز ایمان فرمایا ہے جیسے قرآن عظیم ارشاد فرماتا ہے فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝[2] ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَفَرْنَا بِكُمْ[3] ہم بیزار ہیں تم سے اور اللہ کے سوا تمہارے معبودوں سے ہم تم سے کفر و انکار رکھتے ہیں — صحیح حدیث میں ہے جب مینہ برستا ہے اور مسلمان کہتا ہے "ہمیں اللہ کے فضل و رحمت سے مینہ ملا"، اللہ عزوجل فرماتا ہے مومن بی و کافر بالکوکب مجھ پر ایمان رکھتا ہے اور تارے سے کفر و انکار۔

الحمد للہ طاغوت و شیطان و بت جملہ معبودان باطل کے ساتھ مسلمانوں کا یہ کفر و انکار ابد الآباد تک قائم رہے گا۔ بخلاف کفر کفار کے کہ اللہ و رسول سے ان کا کفر قیامت، بلکہ برزخ، بلکہ سینے پر دم آتے ہی جس وقت ملائکہ عذاب کو دیکھیں گے، زائل ہو جائے گا، مگر کیا فائدہ؟ آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ[4]۔

اب معنی واضح ہو گئے کہ جو کفر ثابت ہے وہ تمغائے مسلمان بلکہ جز

---

[1] قرآن حکیم، سورہ مریم، آیت ۸۱ - ۸۲

[2] قرآن حکیم، سورہ بقرہ، آیت ۲۵۶

[3] قرآن حکیم، سورہ ممتحنہ آیت ۴

[4] قرآن حکیم، سورۂ یونس، آیت ۹۱

Marfat.com

ایمان ہے بخلاف کفر زائل والعیاذ باللہ تعالیٰ

اسی وقت صحیفہ شریفہ ملا۔ فوری جواب حاضر ہے۔[۱]

مولانا بریلوی نے کبھی کبھی اپنے اشعار مجمع عام میں بھی پڑھے ہیں۔ عرض کیا جا چکا ہے کہ ۱۳۱۸ھ / ۱۹۰۰ء میں پٹنہ کے ایک عظیم الشان جلسے میں ایک عربی قصیدہ آمال الابرار پڑھ کر سنایا ـــــ سنہ مذکور ہی میں ایک جلسہ کلکتہ میں منعقد ہوا جس میں مولانا بریلوی نے تقریر فرمائی اور یہ رجز یہ رباعی پڑھی:

منم کہ علم بہ نیروئے بازوم نازد
منم کہ حملۂ من شیر را براندازد
چشیدہ باشی تیر قضا! من آنستم
شنیدہ باشی احمد رضا! من آنستم[۲]

مولانا بریلوی کی شاعری پر پاکستان اور ہندوستان میں بہت سے فضلاء نے مقالات لکھے ہیں۔ تقریباً ۲۰ مضامین پاکستان میں شائع ہو چکے ہیں[۳] اور ۱۶ مضامین ہندوستان میں[۴] ـــــ پاکستان سے شائع ہونے والے مقالات میں جناب شاعر لکھنوی کا مقالہ نہایت وقیع ہے[۵] ـــــ جناب انجم وزیر آبادی، جناب مظفر عزیز اور جناب نظیر لدھیانوی وغیرہ کے مقالات منتظر طباعت ہیں ـــــ پاکستان اور ہندوستان سے مولانا بریلوی

---

[۱] محمد مصطفیٰ رضا خاں: الملفوظ، حصہ دوم، مطبوعہ کراچی، ص ۳۸ - ۴۱

[۲] ظفر الدین بہاری: حیات اعلیٰ حضرت، جلد اول، مطبوعہ کراچی، ص ۹۰

[۳] تفصیلات کے لیے ملاحظہ فرمادیں "امام نعت گویاں" (مؤلفہ اختر الحامدی) مطبوعہ لاہور ۱۹۷۰ء، ص ۲۰/۲۱

نوٹ: ڈاکٹر الٰہی بخش (ایم اے، پی۔ ایچ۔ ڈی (لندن) وائس پرنسپل گورنمنٹ ڈگری کالج، مٹھیان (پاکستان) نے عرفان رضا کے عنوان سے ۲۰ صفحات پر مشتمل ایک طویل مقالہ لکھا ہے جو مستقبل قریب میں شائع ہو جائے گا۔

[۴] ماہنامہ المیزان (امام احمد رضا نمبر) ۱۹۷۶ء

[۵] شاعر لکھنوی: تاریخ نعت گوئی میں حضرت رضا بریلوی کا منصب، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۷ء

Marfat.com

کی شاعری پر مندرجہ ذیل دو کتابیں بھی شائع ہوئی ہیں :

۱۔ سید محمد مرغوب اختر الحامدی : امام نعت گویاں، مطبوعہ لاہور سنہ ۱۹۷۷ء

۲۔ محمد وارث جمال : امام شعر و ادب مطبوعہ الہ آباد سنہ ۱۹۷۸ء

نمونہ کلام اُردو

زمین و زماں تمہارے لیے، مکین و مکاں تمہارے لیے
چنین و چناں تمہارے لیے، بنے دو جہاں تمہارے لیے

دہن میں زباں تمہارے لیے، بدن میں ہے جاں تمہارے لیے
ہم آئے یہاں تمہارے لیے، اٹھیں بھی وہاں تمہارے لیے

اصالت کل، امامت کل، سیادت کل، امارت کل
حکومت کل، ولایت کل، خدا کے، یہاں تمہارے لیے

تمہاری چمک، تمہاری دمک، تمہاری جھلک، تمہاری مہک
زمیں و فلک، سما و سمک میں سکہ نشاں تمہارے لیے

یہ شمس و قمر، یہ شام و سحر، یہ برگ و شجر، یہ باغ و ثمر
یہ تیغ و سپر، یہ تاج و کمر، یہ حکم رواں تمہارے لیے

سحاب کرم روانہ کیے کہ آب نعم زمانہ پیئے
جو رکھتے تھے ہم وہ چاک سیئے یہ ستر بداں تمہارے لیے

نہ روح امیں، نہ عرش بریں، نہ لوح مبیں، کوئی بھی کہیں
خبر ہی نہیں جو رمزیں کھلیں ازل کی نہاں تمہارے لیے

بہ طور کجا، سپہر تو کیا کہ عرش علا بھی دور رہا
جہت سے ورا وصال ملا، یہ رفعت شاں تمہارے لیے

Marfat.com

اشارے سے چاند چیر دیا، چھپے ہوئے خور کو پھیر لیا
گئے ہوئے دن کو عصر کیا، یہ تاب و تواں تمہارے لیے
صبا وہ چلے کہ باغ پھلے، وہ پھول کھلے کہ دن ہوں بھلے
لوا کے تلے ثنا میں کھلے رضاؔ کی زباں تمہارے لیے[1]

نمونہ کلام فارسی

زعکست ماہِ تاباں آفریدند
زبوئے گلستاں آفریدند

صبا را مست از بویت بہرسو
چناں افتاں و خیزاں آفریدند

برائے جلوۂ یک گلبن ناز
ہزاراں باغ و بستاں آفریدند

زمہر تو ہمانے برگرفتند
وزاں مہر سلیماں آفریدند

چو انگشت تو شد جولاں دہ برق
قمر را بہر قرباں آفریدند

زلعل نوشخند جاں فزایت
زلال آب حیواں آفریدند

نہ غیر کبریا جاں آفرینے
نہ خود مثل تو جاناں آفریدند

پئے نظارۂ محبوب لاہوت
جبینت آئینہ ساں آفریدند

بناکردند تا قصر رسالت
ترا شمع شبستاں آفریدند

زمہر و چرخ بہر خوان جودت
عجب قرص نمکداں آفریدند

زحسنت تا بہار تازۂ گل
رضایت را غزل خواں آفریدند[2]

---

[1] احمد رضا خاں: حدائق بخشش (۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء)، مطبوعہ کراچی، ص ۵۲ - ۵۵

[2] ماہنامہ الرضا (بریلی) شمارہ ذیقعدہ ۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء - ص ۱

Marfat.com

نمونہ کلام عربی

اَلْمَوْتُ حَقٌّ یَا لَہٗ مِنْ جَاءٍ — مُتَیَقَّنٍ وَالنَّاسُ فِیْ إِنْسَاءٍ

أَنْسَاھُمُ إِلَّا نَسَاءً فِیْ آجَالِھِمْ — مَعَ مَا یَرَوْنَ مِنْ آیَۃٍ بِوِلَاءٍ

اَلنَّقْصُ مِنْ أَمْوَالِھِمْ وَثِمَارِھِمْ — وَالْأَخْذُ بِالْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ

نُجُبًا لِخَافِیَۃٍ غَدَتْ مَخْفِیَّۃً — وَبَدَتْ مِنَ الْخَضْرَاءِ وَالْغَبْرَاءِ

اَلطِّفْلُ شَبَّ وَشَابَ وَھُوَ کَمَا بَدَا — یَلْھُوْ وَیَلْعَبُ نَاسِیًا لِقَضَاءٍ

عَبْدُ الْغَنِیِّ مَضَیْتَ حِیْنَ قَضَیْتَ — اَلْخُبْکُ مِنْ نِکَایَۃِ فِتْنَۃِ الْخُبَثَاءِ

بِنِدَاءِ رَسُوْلِ اللّٰہِ فُزْ بِشَفَاعَۃٍ — وَجَزَاءِ رَبِّ الْعَرْشِ خَیْرِ جَزَاءٍ

یَا مَالِکَ النَّاسِ لِنَبِیِّ الْمُصْطَفٰی — اِشْفَعْ لِعَبْدِکَ دَافِعًا لِبَلَاءٍ

رَقَمَ الرِّضَا تَارِیْخَہٗ مُتَفَائِلًا
عَبْدُ الْغَنِیِّ بِجَنَّۃٍ عَلْیَاءِ[1]

---

[1] ماہنامہ الرضا (بریلی)، شمارہ ذیقعدہ ۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء، ص ۳

Marfat.com

کیا دے سکتا ہوں؟ اللہ عزوجل نے تو مسلمانوں کی جان مال جنت کے عوض خریدے ہیں: —

اِنَّ اللّٰہَ اشۡتَرٰی مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَنۡفُسَہُمۡ وَ اَمۡوَالَہُمۡ بِاَنَّ لَہُمُ الۡجَنَّۃَ

مگر ہم ہیں کہ مبیع دینے سے انکار اور ثمن کے خواستگار — ہندی مسلمانوں میں یہ طاقت کہاں کہ وطن و مال و اہل و عیال چھوڑ کر ہزاروں کوس جائیں اور میدان جنگ میں مسلمانوں کا ساتھ دیں، مگر مال دے سکتے ہیں! — اس کی حالت بھی سب آنکھوں دیکھ رہے ہیں - وہاں مسلمانوں پر یہ کچھ گزر رہی ہے، یہاں وہی جلسے ہیں، وہی رنگ، وہی تھیٹر، وہی امنگ، وہی تماشے، وہی بازیاں، وہی غفلتیں، وہی فضول خرچیاں — ایک بات کی بھی کمی نہیں[1]

اس کے بعد تلقین و نصیحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

بہتر ہے کہ مسلمان اپنی سلامت روی پر قائم رہیں، کسی شریر قوم کی چال نہ سیکھیں اپنے اوپر مفت کی بدگمانی کا موقع نہ دیں[2]

پھر ملت اسلامیہ کی اخلاقی و معاشی فلاح و بہبود کے لیے اپنی تجاویز کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: —

اوّلاً: — باستثنا ان معدود باتوں کے جن میں حکومت کی دست اندازی ہو، اپنے تمام معاملات اپنے ہاتھ میں لیتے، اپنے سب مقدمات اپنے آپ فیصل کرتے، یہ کروڑوں روپے جو اسٹامپ اور وکالت میں گھسے جاتے ہیں، گھر کے گھر تباہ ہو گئے اور ہوتے جاتے ہیں، محفوظ رہتے[3]

---

[1] ایضاً، ص ۴

[2] ایضاً، ص ۵

[3] ایضاً، ص ۵

Marfat.com

(۶)

سیاسیات

رسائل سیاسیہ —— ڈاکٹر اقبال کی رائے —— دو قومی نظریہ —— گائے کی قربانی —— ہندوستان گہوارہ اسلام —— نصاریٰ و یہود کے ذبیحہ اور عورتوں سے اجتناب لازم —— تحریک خلافت —— خلافت و قرشیت —— خلافت و سواج —— مولانا بریلوی کا مؤقف اور اس کی حقانیت —— تحریک ترک موالات —— ہندو مسلم اتحاد —— انگریز دوستی کا الزام —— مولانا بریلوی کے اندیشے اور ان کا تاریخی ثبوت —— اخلاقی و اقتصادی تجاویز —— مولانا بریلوی، قائداعظم، اقبال —— مولانا بریلوی کے خلفاء و متبعین اور تحریک پاکستان۔

Marfat.com

(۶)

مولانا بریلوی مذہبیات و ادبیات کے علاوہ سیاسیات میں بھی بڑی بصیرت رکھتے تھے۔ وہ ایک عظیم مدبر تھے، ان کے مندرجہ ذیل محققانہ رسائل نے سیاستِ ملیہ میں اہم کردار ادا کیا ہے اور سیاست دانوں کی رہنمائی کی ہے:

(۱) انفس الفکر فی قربان البقر (۱۲۹۸ھ / ۱۸۸۰ء)
(۲) اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالاسلام (۱۳۰۶ھ / ۱۸۸۸ء)
(۳) تدبیر فلاح و نجات و اصلاح (۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۲ء)
(۴) دوام العیش فی الائمۃ من القریش (۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء)
(۵) المحجۃ المؤتمنہ فی اٰیۃ الممتحنہ (۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء)
(۶) الطاری الداری لھفوات عبد الباری (۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۱ء)

مولانا بریلوی کا سیاسی مسلک بہت صاف و واضح تھا، ابتداء سے لے کر انتہا تک اس میں نہ کوئی نشیب و فراز آیا اور نہ کوئی لچک پیدا ہوئی۔ غالباً اسی لیے ڈاکٹر محمد اقبال نے ان کے بارے میں کہا تھا کہ وہ بڑے غور و فکر سے فیصلہ صادر کرتے ہیں اسی لیے ان کو رجوع کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوتی[۱] ——— مولانا بریلوی روزِ اوّل سے دو قومی نظریہ کے علم بردار رہے، اور آخر تک اس کے لیے کوشاں رہے۔ وہ ہنود کی سیاسی چالوں سے بخوبی باخبر تھے اس لیے سیاست ملیہ کے ہر اہم موڑ پر

---

[۱] "مولانا ایک دفعہ جو رائے قائم کر لیتے تھے اس پر مضبوطی سے قائم رہتے تھے، یقیناً وہ اپنی رائے کا اظہار، بہت غور و فکر کے بعد کرتے تھے۔"

(تاثرات ڈاکٹر اقبال بحوالہ ڈاکٹر عابد احمد علی مرحوم، خود نوشت فوٹو اسٹیٹ، یکم اگست ۱۹۶۸ء)

Marfat.com

انھوں نے مسلمانوں کو خبردار کیا، ہنود کے چھپے ارادوں اور ہندو مسلم اتحاد کے خطرناک نتائج سے آگاہ کیا اور یہ اس وقت کی بات ہے۔ جب قائدِ اعظم محمد علی جناح اور ڈاکٹر محمد اقبال متحدہ قومیت کی بات کر رہے تھے۔

پاکستان اور ہندوستان میں گائے کی قربانی شعائرِ اسلام میں سے ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی نے اس کو شعائرِ اسلام میں شمار کیا ہے[۱] اسلامی سلطنت میں ہندوؤں کے دخیل کار ہونے کی وجہ سے اکبر بادشاہ نے گائے کی قربانی پر پابندی لگا دی تھی[۲] پھر حضرت مجدد الف ثانی (م ۱۰۳۴ھ/۱۶۲۴ء) کی کوشش و جدوجہد سے جہانگیر بادشاہ کے زمانے میں یہ پابندی اٹھا دی گئی اور قلعہ کانگڑہ میں حضرت مجدد الف ثانی کی موجودگی میں خود جہانگیر نے گائے ذبح کرا کے اس پابندی کو عملاً ختم کیا[۳]

انقلاب ۱۸۵۷ء کے بعد پھر ہندوؤں نے کوشش کی کہ گائے کی قربانی پر پابندی لگا دی جائے۔ یہ وہ وقت تھا کہ انڈین نیشنل کانگریس کا قیام بھی عمل میں نہ آیا تھا ــــ ہندوؤں نے گائے کی قربانی سے متعلق علمائے ہند سے فتوے لیے مگر مسلمانوں کے پیر دے ہیں۔ چنانچہ ۱۲۹۸ھ/۱۸۸۰ء کو مراد آباد سے مولانا بریلوی کے پاس ایک استفتاء آیا جس میں گائے کی قربانی سے متعلق متعدد سوالات تھے، مولانا بریلوی نے اس استفتاء کا مفصل و محقق جواب دیا اور لکھا:

> "ہنود کی بے جا ہٹ بجا رکھنے کے لیے یک قلم اس رسم کو اٹھا دینا ہرگز جائز نہیں"[۴]

---

[۱] احمد سرہندی: مکتوبات امام ربانی، دفتر اوّل، حصہ دوم، مطبوعہ امرتسر ۱۳۲۳ھ، مکتوب نمبر ۱۶۵

[۲] عبدالقادر بدایونی: منتخب التواریخ، جلد دوم مطبوعہ لاہور ۱۹۶۲ء، ص ۴۹۸

[۳] (ل) بدرالدین سرہندی: مجمع الاولیاء، مخطوطہ انڈیا آفس لائبریری، لندن نمبر ۶۴۵

(ب) تزک جہانگیری، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۰ء ص ۶۹۶

[۴] احمد رضا خاں: انفس الفکر فی قربان البقر، مطبوعہ بریلی۔ ص ۹

Marfat.com

مولانا بریلوی کے جواب پر علمائے رام پور نے اپنی تصدیقات ثبت کیں — مولانا شبلی نعمانی کے استاد مولانا ارشاد حسین رام پوری (م ۱۳۱۱ھ / ۱۸۹۳ء) نے اپنے توثیقی دستخط ثبت کرتے ہوئے تحریر فرمایا:

الناقد البصیر

(پرکھنے والا آنکھیں رکھتا ہے)

یعنی مفتی نے مستقبل پر نظر رکھتے ہوئے مستفتی کی اصل منشاء و مدعا کو سامنے رکھ فیصلہ صادر کیا ہے — اس سوال کا ایک جواب ہندوستان کے مشہور فقیہ مولانا عبدالحیٔ لکھنوی (م ۱۳۰۴ھ / ۱۸۸۶ء) نے بھی دیا۔ (جو ۱۳۰۵ھ / ۱۸۸۷ء ان کے مجموعۂ فتاوی میں شائع ہوا) انھوں نے سوال کے ظاہری پہلو کو سامنے رکھتے ہوئے سیدھا سادا جواب دیا اور تحریر فرمایا:

گاؤکشی واجب نہیں، تارک گنہگار نہ ہوگا۔[1]

مگر جب اصل حقیقت کا پتا چلا اور یہ معلوم ہوا کہ اس سوال کا منشا خالص سیاسی ہے تو انھوں نے مولانا بریلوی کے جواب کی طرف رجوع کرتے ہوئے دوسرے فتوے کا یہ جواب دیا:

"گاؤکشی کہ اسلام کا طریقۂ قدیمہ ہے، ترک نہ کریں۔"[2]

مولانا بریلوی نے اس کا ذکر کرتے ہوئے ایک مرتبہ فرمایا:

"مولوی صاحب ہنود کے دھوکہ میں آ گئے، مسلمانوں کے خلاف فتویٰ لکھ دیا، تنبیہہ پر متنبہ ہوئے، یہی سوال میرے پاس بھی آیا تھا بفضلہ تعالےٰ بہ نگاہ اولین مکر مکاران پہچان لیا اور "گربہ کشتن روز اول باید" پر عمل کیا۔ و للہ الحمد"[3]

---

[1] احمد رضا خاں: انفس الفکر فی قربان البقر، مطبوعہ بریلی، ص ۱۰

[2] احمد رضا خاں: انفس الفکر فی قربان البقر بحوالہ مجموعہ فتاوی، جلد دوم اشاعت اول، ص ۱۴۸-۱۵۵

[3] محمد مصطفےٰ رضا خاں: الملفوظ، حصہ اول، مطبوعہ کراچی، ص ۱۶

Marfat.com

مولانا بریلوی نے جس زمانے میں گاؤکشی کی حمایت میں فتویٰ دیا۔ اس وقت ان کی عمر مشکل سے ۲۳ سال ہو گی، اس جواں عمری میں یہ سیاسی بصیرت قابل توجہ ہے۔ بعد کے حالات نے یہ ثابت کر دیا کہ مولانا بریلوی نے مستقبل میں اٹھنے والے جس طوفان کا اندازہ لگایا تھا، وہ صحیح نکلا۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ۱۹۱۹ء میں تحریک خلافت کے زمانے میں سیاسی پلیٹ فارم سے ہندوؤں کی خاطر گائے کی قربانی ترک کر دینے کا ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں نے مطالبہ کیا ___ صدر کانگرس پنڈت مدن موہن مالویہ[۱] اور صدر مسلم لیگ حکیم اجمل خاں[۲] نے اس قسم کے مطالبات کیے جو نہایت حیرت ناک ہیں۔

مولانا بریلوی کے خیال میں غیر منقسم ہندوستان میں مسلمانوں کا پورا پورا حق تھا، انھوں نے ایک ہزار سال سے زیادہ کامیاب حکومت کی تھی، مولانا بریلوی اس حق سے دست بردار نہیں ہونا چاہتے تھے۔ اسی لیے انھوں نے رسالہ "اعلام الاعلام" لکھ کر اپنے موقف کا اظہار کیا ___

رسالہ اعلام الاعلام دراصل ایک فتویٰ ہے جس میں متعدد سوالات کے جوابات ہیں،[۳] استفتا تین سوالات پر مشتمل ہے جو ۱۲۹۸ھ/۱۸۸۰ء میں بدایوں سے مرزا علی بیگ

۱؎ (۱) محمد سلیمان اشرف: النور، مطبوعہ علی گڑھ ۱۹۲۱ء، ص ۱۱

(ب) محمد عبد القدیر: ہندو مسلم اتحاد پر کھلا خط مہاتما گاندھی کے نام، مطبوعہ علی گڑھ ۱۹۲۵ء، ص ۱

۲؎ (۱) محمد سلیمان اشرف: النور، مطبوعہ علی گڑھ ۱۹۲۱ء۔ ص ۱۲

(ب) خدا بخش اظہر: مسلم لیگ، مطبوعہ لاہور ۱۹۴۰ء

۳؎ مولانا عبد الحکیم شرف قادری نے "دو اہم فتوے" کے عنوان سے ایک مجموعہ مرتب کیا ہے جس میں مندرجہ ذیل دو رسائل کا عکس ہے:

(۱) احمد رضا خاں بریلوی: اعلام الاعلام بان ہندوستان دار الاسلام (۱۳۰۶ھ/۱۸۸۸ء) مطبوعہ حسنی پریس بریلی

(ب) اشرف علی تھانوی: تحذیر الاخوان عن الربوا فی الہندوستان (۱۳۰۷ھ/۱۸۸۹ء) مطبوعہ اشرف المطابع تھانہ بھون

(یہ مجموعہ ۱۹۷۷ء میں لاہور سے شائع ہو گیا ہے)

Marfat.com

نے بریلی ارسال کیا تھا ـــ مولانا بریلوی نے مندرجہ ذیل تین سوالات کے بالترتیب جوابات دیئے ہیں :

پہلا سوال : ہندوستان دارالحرب ہے یا دارالاسلام ؟[1]

دوسرا سوال : دورِ حاضر کے یہود و نصاریٰ کتابی ہیں یا مشرک ؟[2]

تیسرا سوال : مبتدعین، داخل مرتدین ہیں یا نہیں ؟[3]

مولانا بریلوی پہلے سوال کے جواب میں لکھتے ہیں :

" ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ، بلکہ علمائے ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے مذہب پر ہندوستان دارالاسلام ہے ۔ ہرگز دارالحرب نہیں کہ دارالاسلام کے دارالحرب ہو جانے میں جو تین باتیں ہمارے امام اعظم امام الائمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک درکار ہیں ۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہاں احکام شرک علانیہ جاری ہوں اور شریعت اسلامیہ کے احکام و شعائر مطلقاً جاری نہ ہونے پائیں اور صاحبین کے نزدیک اسی قدر کافی ہے ، مگر یہ بات بحمد اللہ یہاں قطعاً موجود نہیں ۔"[4]

مولانا عبدالحی لکھنوی[5] اور مولانا اشرف علی تھانوی[6] نے بھی یہی فتویٰ دیا ہے کہ غیر منقسم ہندوستان دارالاسلام تھا ۔ جن علماء نے ہندوستان کو دارالحرب قرار دے کر سود کو جائز قرار دیا ان کا تعاقب کرتے ہوئے مولانا بریلوی لکھتے ہیں :

---

[1] احمد رضا خاں : اعلام الاعلام ، ص ۲ تا ۸

[2] ایضاً ، ص ۸ تا ۱۳

[3] ایضاً ، ص ۱۳ تا ۲۰

[4] احمد رضا خاں : اعلام الاعلام ، ص ۲

[5] عبدالحی لکھنوی : مجموعہ فتاویٰ ، مطبوعہ لکھنؤ ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء ، ج ۱ ، ص ۳۰۲

[6] اشرف علی تھانوی : تحذیر الاخوان ، ص ۷ - ۹

Marfat.com

عجب ان سے جو تحلیل ربوٰ کے لیے جس کی حرمت نصوص قاطعہ قرآنیہ سے ثابت اور کیسی کیسی سخت وعیدیں اس پر وارد، اس ملک کو دار الحرب ٹھہرائیں اور باوجود قدرت و استطاعت ہجرت کا خیال بھی دل میں نہ لائیں [1] گویا یہ بلاد اسی دن کے لیے دار الحرب ہوئے تھے کہ مزے سے سود کے لطف اٹھائیے اور بآرام تمام وطن مالوف میں سیر فرمائیے استغفر اللہ، افتومنون ببعض الکتاب و تکفرون ببعض [2]؟

ہندوستان کو دارالاسلام قرار دینے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مفتی ہندوستان پر انگریزوں کے قبضے کو غاصبانہ سمجھتا ہے اور مسلمانوں کو یہ حق دیتا ہے کہ وہ بقدر استطاعت ملک کی آزادی کے لیے کوشش کریں ــــ دار الحرب قرار دے کر تو اپنے حق سے عملاً دست بردار ہوتا ہے کیونکہ اس طرح ہجرت فرض ہو جاتی ہے اور استخلاص وطن کے لیے کوشش کی کوئی گنجائش نہیں رہتی ــــ ایک ہزار سال حکومت کر کے اتنی جلدی اپنے حق سے دستبردار ہونا نہ قرین عقل ہے اور نہ قرین انصاف ــــ پھر یہ سوال بھی ذہن میں آتا ہے کہ انگریزی راج میں ہندوستان دار الحرب ہو سکتا ہے تو ہندو راج میں دار الحرب کیوں نہیں حالانکہ شعائر و احکام اسلام پر عمل کرنے میں انگریزوں کی عمل داری میں جو آزادی تھی اب اتنی آزادی نہیں ــــ اس سے شک ہوتا ہے کہ فیصلے مصلحت وقت کے تحت کیے گئے اور اس مصلحت اندیشی نے سیاسی سطح پر مسلمانوں کو نقصان پہنچایا۔

---

[1] مولانا بریلوی مصلحت وقت کے تحت فتوی دینے کے خلاف تھے یعنی جب معاشی مصالح کی بنا پر سود لینے کو جی چاہا تو ہندوستان کو دار الحرب بنا دیا اور جب سیاسی مصالح کی بنا پر مسلمانوں کو ترک وطن کے لیے مجبور کرنا چاہا تو پھر دار الحرب بنا دیا۔ (مسعود)

[2] احمد رضا خاں : اعلام الاعلام، ص،

Marfat.com

اوپر جو بحث گزری وہ غیر منقسم ہندوستان کو دارالحرب یا دارالاسلام قرار دینے سے متعلق تھی ـــــ مولانا بریلوی کے نزدیک ہندوستان دارالاسلام تھا رسالہ اعلام الاعلام کے پہلے سوال کا یہ جواب تھا ـــــ دوسرے سوال کے جواب میں مولانا بریلوی لکھتے ہیں :۔

نصاریٰ باعتبار حقیقت لغویہ ـــــ بلاشبہ مشرکین ہیں کہ وہ بالقطع قائل بہ تثلیث و بنوت ہیں، اس طرح وہ یہود جو الوہیت و ابنیت عزیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قائل تھے۔[1]

مولانا بریلوی نے اس مسئلے پر علماء کے اختلاف کا ذکر کیا ہے لیکن آخر میں اپنا یہی فیصلہ دیا ہے :۔

احتیاط اسی میں ہے کہ نصاریٰ کے نساء و ذبائح سے احتراز کرے اور آج کل بعض یہود ایسے پائے جاتے ہوں جو عزیر علیہ السلام کی ابنیت مانیں تو ان کے زن و ذبیحہ سے بھی بچنا لازم جانیں۔[2]

اوائل بیسویں صدی عیسوی میں ترکی میں ایک ہیجانی کیفیت پیدا ہوئی جس کا اثر فطری طور پر ہندوستان کے مسلمانوں پر ہوا اور مسلمانوں کی اکثریت اس کی لپیٹ میں آگئی ۔ ۱۹۱۹ء میں تحریک خلافت کا آغاز ہوا ، بے پناہ جوش و جذبہ کا مظاہرہ کیا گیا اور ہندوستان کے طول و عرض میں زندگی کی ایک عجیب لہر پیدا ہوگئی ـــــ مگر اس تحریک کا المیہ یہ تھا کہ ظاہر میں جو کچھ دکھایا گیا ، اندرون خانہ وہ نہ تھا ـــــ ہندوؤں کے مذہبی اور سیاسی پیشوا مسٹر گاندھی نے اس جذباتی سیلاب کو غنیمت جانا ، تحریک خلافت میں شامل ہو کر پہلے مسلمانوں کے دل موہے پھر ۱۹۲۰ء میں اچانک تحریک ترک موالات شروع کر کے جذبات کا دھارا دوسری طرف موڑ دیا اور ہندو مسلم

---

[1] احمد رضا خاں : اعلام الاعلام ، ص ۸

[2] ایضاً ، ص ۱۲ - ۱۳

Marfat.com

اتحاد کا راگ الاپا جس سے دیکھتے ہی دیکھتے کانگرس کو حیات نو ملی اور مسلمانوں کو مذہبی، اقتصادی، معاشرتی، تمدنی، تہذیبی اور سیاسی نقصانات اٹھانے پڑے۔

مولانا بریلوی تحریک خلافت میں شامل نہ ہوئے اس کی کئی وجوہات ہیں:

(۱) ان کی زندگی کا آخری دور تھا اور وہ سخت بیمار تھے۔

(۲) سلطنت ترکی کو خلافت شرعیہ قرار دینے پر ان کو تحریک خلافت کے پیشواؤں سے فقہی اختلاف تھا۔

(۳) تحریک خلافت کے سیاسی طریقہ کار سے بھی ان کو اختلاف تھا اور وہ اس کو مسلمانوں کے لیے سخت مضر سمجھتے تھے۔

(۴) ان کو یقین تھا کہ بعض تجربہ کار سیاست داں، سادہ لوح مسلمان لیڈروں اور مسلمانوں کو اپنے مفادات کے لیے استعمال کر رہے ہیں اور تحریک کے جو مقاصد بتائے جا رہے ہیں۔ حقیقتہً وہ مقاصد نہیں اور اصل مقصد مسلمانوں کو قربان کر کے "سوراج" حاصل کرنا ہے۔

(۵) وہ ترکوں کی امداد کا اپنا علیحدہ پروگرام اور منصوبہ رکھتے تھے۔

جذباتی دور میں عقل مغلوب ہو جاتی ہے اور حکمت و دانائی کی باتیں اچھی نہیں معلوم ہوتیں بلکہ بعض اوقات ایسی باتیں دانا و حکیم کو عوام الناس کی نظر میں مجرم بنا دیا کرتی ہیں لیکن جب جذبات ٹھنڈے پڑتے ہیں اور حقیقتیں سامنے آتی ہیں تو پھر وہی سچ معلوم ہوتا ہے جسے جھوٹ کہا گیا تھا۔

مولانا بریلوی نے عوام کی اسی نفسیات کے پیش نظر "خلافت شرعیہ" کے لیے قید "قرشیت" کی بحث کو آئندہ کے لیے اٹھا رکھا اور ان جذباتی فتووں کو ٹھنڈے دل سے برداشت کیا جو "سلطنت ترکیہ کو خلافت شرعیہ نہ سمجھنے اور سلطان ترکی کو خلیفۃ المسلمین نہ ماننے" وہ کاذب ہے۔" دیکھا جائے تو ان جذباتی فتووں کی زد میں خود مولانا بریلوی بھی آ رہے تھے۔

مسئلہ خلافت و قرشیت کے سلسلے میں فرنگی محل سے کئی سوالات آئے ۱۳۳۹ھ

میں مولانا عبدالباری فرنگی محل کے خطبے اور مولانا ابوالکلام آزاد کے رسالہ جزیرۃ العرب کے بارے میں استفسارات آئے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں حضرات نے خلافت کے لیے قید شرعی "قرشیت" کو رد کر دیا تھا ـــــ سلطان ترکی قرشی نہ تھے اس لیے قرشیت کو رد کر کے ان کی سلطنت کو خلافت شرعیہ اور ان کو خلیفۂ شرعی قرار دینا تھا ـــــ بہرکیف مولانا بریلوی نے مندرجہ بالا استفسارات کے جواب میں یہ رسالہ تحریر فرمایا :ـــــ

دوام العیش فی الائمۃ من قریش

(۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء)

اس رسالے کو ایک مقدمہ اور تین فصل پر ترتیب دیا۔ تیسری فصل کی مبحث سوم شروع کی تھی کہ اور کاموں میں مشغول ہو گئے اور اس خیال کو چھوڑ دیا کہ ابھی اس کا وقت نہیں آیا، جس وقت آئے گا، مکمل کر کے طبع کرا دیا جائے گا، یہاں تک کہ آپ کا وصال ہو گیا۔ ایک سال کا مزید انتظار کرنے کے بعد جب خلافت کی حقیقت اور تحریک خلافت کے چھپے مقاصد ظاہر ہو گئے اور سلطنت ترکیہ ختم ہو گئی تو ۲۵ ربیع الاوّل ۱۳۴۱ھ/۱۹۲۲ء کو مولانا بریلوی کے صاحبزادے مولانا محمد مصطفےٰ رضا خاں بریلوی نے یہ رسالہ مطبع حسنی، بریلی سے چھپوا کر شائع کیا اور اس پر ۴ صفحات کی ایک تمہید لکھی جس میں تحریک خلافت اور خاتمہ خلافت کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ سنہ ۱۹۲۰ء میں مولانا بریلوی نے جو سوچا تھا، صحیح ثابت ہوا۔

رسالہ دوام العیش، جن استفسارات کے جواب میں لکھا گیا، ان کی تفصیل یہ ہے:

(۱) سلطان عثمانیہ کی اعانت مسلمانوں پر لازم ہے یا نہیں؟

(۲) فرضیت اعانت کے لیے بھی سلطان کا قرشی ہونا شرط ہے یا صرف خلافت شرعیہ کے لیے یا کسی کے لیے نہیں؟

(۳) مولوی فرنگی محل کے خطبۂ صدارت میں اس کے متعلق چند سطور ہیں اور مسٹر ابوالکلام آزاد نے رسالۂ مسئلہ خلافت جزیرۂ عرب میں صفحہ ۳۲ سے ۷۰ تک

Marfat.com

حسب عادت اسے بہت پھیلا کر بیان کیا ہے۔ ان دونوں کا ماحصل یہ ہے کہ "خلافت شرعیہ میں بھی قرشیت شرط نہیں"۔ یہ صحیح ہے یا غلط، اور اس بارے میں مذہب اہل سنت کیا ہے؟

پہلے سوال کے جواب میں مولانا بریلوی لکھتے ہیں:

"سلطنتِ عَلیہ عثمانیہ اید ہا اللہ تعالیٰ، نہ صرف عثمانیہ، ہر سلطنت اسلام۔ نہ صرف سلطنت، ہر جماعت اسلام ۔ نہ صرف جماعت، ہر فرد اسلام کی خیر خواہی، ہر مسلمان پر فرض ہے، اس میں قرشیت شرط ہونا کیا معنی دل سے خیر خواہی مطلقاً فرضِ عین ہے۔"[1]

دوسرے سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

"البتہ اہل سنت کے مذہب میں "خلافت شرعیہ" کے لیے، ضرور "قرشیت" شرط ہے۔ اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متواتر حدیثیں ہیں، اسی پر صحابہ کا اجماع، تابعین کا اجماع، اہل سنت کا اجماع ہے — مگر شرعاً خلیفہ یا امیر المومنین —— ہر بادشاہ قرشی کو بھی نہیں کہہ سکتے سوا اس کے جو ساتوں شرط خلافت اسلام[1]، عقل[2]، بلوغ[3]، حریت[4]، ذکوریت[5]، قدرت[6]، قرشیت[7] سب کا جامع ہو کر عام مسلمانوں کا فرماں روائے اعظم ہو۔"[2]

اس وضاحت کے بعد خلفاء اسلام کی تاریخ کا مؤرخانہ اور محققانہ اجمالی جائزہ پیش کیا ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ ہر دور میں "قرشیت" کو خلافت شرعیہ کی شرط تسلیم کیا گیا ہے۔ یہ بحث صفحہ ۱۵ سے صفحہ ۲۵ تک پھیلی ہوئی ہے —— اس کے بعد مقدمہ میں "خلیفہ" اور "سلطان" کے فرق کو واضح کیا ہے اور شرائط ولوازمات خلافت

---

[1] احمد رضا خاں: دوام العیش فی الائمۃ من قریش، مطبوعہ بریلی، ص ۱۴
[2] ایضاً، ص ۱۴-۱۵۔

Marfat.com

کی توضیح وتشریح کرتے ہوئے لکھا ہے :

(۱) خلیفہ حکمرانی وجہانبانی میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نائب مطلق، تمام اُمت پر ولایت عامہ والا ہے [۱]

(۲) خلیفہ کی اطاعت غیر معصیت الٰہی پر تمام اُمت پر فرض ہے جس کا منشا خود اس کا منصب ہے [۲]

(۳) خلیفہ نے جس مباح کا حکم دیا، حقیقۃً فرض ہو گیا، جس مباح سے منع کیا حقیقۃً حرام ہو گیا [۳]

(۴) خلیفہ ایک وقت میں تمام جہاں میں ایک ہی ہو سکتا ہے اور سلاطین، دس ملکوں میں دس [۴]

(۵) کوئی سلطان اپنے انعقاد سلطنت میں دوسرے سلطان کے اذن کا محتاج نہیں مگر ہر سلطان، اذن خلیفہ کا محتاج ہے۔ [۵]

(۶) خلیفہ بلا وجہ شرعی کسی بڑے سے بڑے سلطان کے معزول کیے سے معزول نہیں ہو سکتا [۶]

(۷) سلطنت کے لیے قرشیت، درکنار، حریت بھی شرط نہیں، بہتیرے غلام بادشاہ ہوئے [۷]

---

[۱] ایضاً، ص ۲۵

[۲] ایضاً، ص ۲۵

[۳] ایضاً، ص ۲۵

[۴] ایضاً، ص ۲۶

[۵] ایضاً، ص ۲۶ - ۲۷

[۶] ایضاً، ص ۲۷

[۷] ایضاً، ص ۲۷

Marfat.com

اس مقدمہ کے بعد فصل اول قائم کی ہے جس میں احادیث متواترہ، اجماع صحابہ و تابعین و ائمہ اُمت و مذہب اہل سنت سے شرط "قرشیت" کا ثبوت پیش کیا ہے، اس سلسلے میں پہلے کتب عقائد کے حوالے دیئے[1] —— پھر کتب حدیث سے حوالے دیئے[2] اس کے بعد کتب حنفیہ وغیرہ سے[3] —— اس طرح تقریباً پچاس حدیثیں اور کتب عقائد، تفسیر، حدیث، فقہ کی بانوے ۹۲ عبارتیں پیش کی ہیں۔

فصل اول کے بعد صفحہ ۴۳ سے دوسری فصل شروع ہوتی ہے جس میں پہلے مولوی عبدالباری فرنگی محلی کے خطبۂ صدارت کے خلافت و قرشیت سے متعلق حصے پر تنقید کی ہے —— اور ان کے علمی و فقہی تسامحات کی گرفت کی ہے[4] —— تیسری فصل میں مولانا ابوالکلام آزاد کے رسالہ خلافت و جزیرۂ عرب پر تنقید کی ہے اور ان کی قیاسی لغزشوں کی گرفت کی ہے[5]۔

مولانا بریلوی نے رسالہ دوام العیش ۱۹۲۰ء میں تحریر فرمایا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب کہ تحریک خلافت کے حامی سلطنت ترکیہ کو خلافت شرعیہ نہ سمجھنے والوں اور سلطان ترکی عبدالحمید خاں کو خلیفہ شرعی نہ کہنے والوں کو کافر کہہ رہے تھے —— پھر ۱۹۲۲ء میں وہ دور آیا جب ترکی کے مسلمانوں نے خود اپنے عمل سے یہ ثابت کر دیا کہ نہ وہ سلطان عبدالحمید کو خلیفہ شرعیہ سمجھتے تھے، نہ ان کی سلطنت کو خلافت شرعیہ ——

اخبار ہمدم (لکھنؤ) کی یہ خبر ملاحظہ ہو!

---

[1] ایضاً، ص ۲۸ - ۳۳

[2] ایضاً، ص ۳۳ - ۳۶

[3] ایضاً، ص ۳۷ - ۴۳

[4] ایضاً، ص ۴۳ - ۶۳

[5] ایضاً، ص ۶۳ - ۷۶

Marfat.com

"جمعیت عالیہ ملیہ انگورہ نے ایک اعلان شائع کیا ہے جس میں سلطان المعظم کو معزول کر دیا ہے اور ظاہر کر دیا ہے کہ اب ترکی میں حکومت کی صورت جمہوریہ کے ہم معنی ہے ـــــ سلطنت عثمانیہ کے بجائے دولت ترکیہ جمہوریہ کا اعلان کر دیا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ترکی کا نام آئندہ بجائے سلطنت عثمانیہ، دولت ترکیہ رکھنے کا نیصلہ کر لیا ہے [1]

تحریک خلافت کے جذباتی زور شور پھر اس کے المناک انجام پر تبصرہ کرتے ہوئے مولانا بریلوی کے صاحبزادے مولانا محمد مصطفٰے رضا خاں لکھتے ہیں :۔

"انسان کو چاہیئے کہ بات کہنے اور کام کرنے سے پہلے اس کے مآل و انجام پر نظر رکھے۔ جس کا آخر حسن ہو اُسے اختیار کرے ورنہ نہیں، ـــــ تیرہ سو برس کے اجماعی اتفاقی مسئلہ میں اختلاف کا حاصل سوائے تشتت اور افتراق بین المسلمین اور کیا تھا؟ ـــــ ترکوں کو تو اس سے کچھ فائدہ نہ پہنچا، ہاں اختلاف مسلمین میں ایک اور اضافہ ہو گیا [2]

آگے چل کر ایک اور جگہ لکھتے ہیں : ـــــ

کچھ فائدہ تو نہ پہنچا سکے ہاں مسلمانوں اور خود ترک بھائیوں پر لعن طعن کی بوچھار کا ایک حربہ نصاریٰ کے ہاتھ میں دے دیا [3] ـــــ لیڈر تو ہم عزبا م

---

[1] اخبار ہمدم (لکھنؤ)، شمارہ ۷ر نومبر ۱۹۲۲ء ـــ مزید تفصیلات کے لیے ملاحظہ کریں :

(ا) منور حسین : ملفوظات امیر ملت، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء، ص ۱۸۱

(ب) خدا بخش اظہر : مسلم لیگ مطبوعہ لاہور ۱۹۴۰ء

[2] احمد رضا خاں : دوام العیش فی الائمۃ من قریش (تمہید از محمد مصطفٰے رضا خاں) ص ۱۰

[3] انگریزی اخبارات میں انگریزوں کی طرف سے خاتمۂ سلطنت ترکیہ پر جو بیانات شائع ہوئے اس میں یہ اعتراض کیا گیا تھا کہ پہلے انگریزوں پر یہ الزام لگایا جاتا تھا کہ وہ خلافت کو ختم کر رہے ہیں اور اب اُن مسلمانوں نے جو خلافت اور خلیفہ کے فدائی معلوم ہوتے تھے خود خلافت ختم کر کے خلیفہ کو معزول کر دیا۔ (مسعود)

Marfat.com

اہلِ سنت کو نصاریٰ کا طرفدار در شوت خوار اور ترکوں کا دشمن بتاتے تھے، اگر نگاہ انصاف ہو ـــــ تو آنکھیں کھولیں [1]

تحریک خلافت کے پردے میں ہندو، سوراج، کا جو خواب دیکھ رہے تھے۔ وہ شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا حالانکہ ۱۹۲۰ء میں تحریک خلافت کے ساتھ ساتھ تحریک ترک موالات بھی شروع کی گئی مگر یہ دونوں تحریکیں جس بنیاد پر چلائی جا رہی تھیں۔ وہ سلطان عبدالحمید کی سلطنت تھی جس کو خلافت شرعیہ بنا کر دکھایا گیا تھا مگر غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے اس کو ختم کر کے یہ بتا دیا کہ یہ خلافت شرعیہ نہ تھی بلکہ محض سلطنت اسلامیہ تھی۔ اس غیر متوقع حادثے نے ہندوستان میں تحریک خلافت اور تحریک ترک موالات کو بے جان کر دیا۔ ۱۹۲۲ء میں جب ترکی میں سلطان عبدالحمید کی سلطنت ختم کی گئی، ہندوستان میں مسٹر گاندھی نے تحریک ترک موالات ختم کر دی اور سوراج کا وہ مقصد وحید حاصل نہ ہو سکا جس کے لیے در پردہ کوششیں کی جا رہی تھیں ـــــ مولانا محمد مصطفےٰ رضا خاں نے ایک رسالہ لکھا جس کا عنوان ہے فصل الخلافۃ (۱۳۴۱ھ / ۱۹۲۲ء) اور لقب ہے:

سوراخ در سوراخ [2]

اس رسالے میں مسئلہ خلافت اور ترکوں کے ہاتھوں خاتمہ خلافت پر بحث کی ہے۔

ایک اور رسالہ لکھا تھا جس کا عنوان ہے:

طرق الھدیٰ والارشاد الیٰ احکام الامارۃ والجہاد [3]

(۱۳۴۱ھ / ۱۹۲۲ء)

اس رسالے میں بھی مسئلہ خلافت و جہاد، ہندو مسلم اتحاد، ترک موالات، فتنہ ارتداد اور گاؤ کشی کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔

---

[1] احمد رضا خاں: دوام العیش، ص ۱۱

[2] محمد مصطفےٰ رضا خاں: فصل الخلافۃ، مطبوعہ مطبع حسنی، بریلی، اشاعت اوّل

[3] محمد مصطفےٰ رضا خاں: طرق الہدیٰ، مطبوعہ حسنی، بریلی، اشاعت اوّل

Marfat.com

تحریک خلافت سے مولانا بریلوی کی علیحدگی کے بارے میں جن وجوہات کا اوپر ذکر کیا گیا تھا اس میں ایک وجہ خلافت شرعیہ کے لیے قرشیت، کی شرط پر اُن کا تحریک خلافت کے لیڈروں بالخصوص مولانا عبدالباری فرنگی محلی اور مولانا ابوالکلام آزاد سے اختلاف تھا۔ جس کی وضاحت اوپر کر دی گئی۔

دوسری وجہ؟ تحریک خلافت کا طریقۂ کار اور تحریک خلافت کے مخفی مقاصد تھے۔ جس کا اظہار مولانا بریلوی کی اکثر تحریروں میں ملتا ہے۔ مثلاً ۱۳ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء کو کلکتہ سے حکیم سعید الرحمٰن نے ایک استفتاء بھیجا جس میں مولانا بریلوی سے مسئلہ خلافت، ہجرت پر ان کی رائے معلوم کی ہے اور یہ پوچھا ہے کہ وہ تحریک خلافت سے اتفاق نہیں رکھتے تو خاموش کیوں ہیں، اس کی وجہ کیوں بیان نہیں کرتے۔ جواباً مولانا بریلوی نے تحریک خلافت کے نتیجہ میں ہونے والے ہندو مسلم اتحاد کی خرابیوں کو ایک ایک کر کے گنایا ہے اور یہ بتایا ہے کہ اسلام کے نام پر چلائی جانے والی یہ تحریک کس طرح ہندو تہذیب تمدن کو فروغ دے رہی ہے اور اسلام کو تباہ و برباد کر رہی ہے — مولانا بریلوی فرماتے ہیں:

"مقصد بتایا جاتا ہے اماکن مقدسہ کی حفاظت، اس میں کون مسلمان خلاف کر سکتا ہے اور کارروائی کی جاتی ہے کفار سے اتحاد، مشرک لیڈروں کی غلامی و تقلید، قرآن شریف و حدیث شریف کی عمر کو بت پرستی پر نثار کرنا،[1] مسلمانوں کا قشقہ لگانا،[2] کافروں کی جے بولنا، رام لچھمن پر پھول

---

[1] حسن نظامی: مہاتما گاندھی کا فیصلہ، مطبوعہ دہلی ۱۹۲۰ء

[2] محمد سلیمان اشرف: الرشاد، مطبوعہ ۱۹۱۹ء، ص ۱۳

نوٹ: مولانا بریلوی نے جن تلخ حقائق کا ذکر کیا ہے وہ اُن کتب رسائل اور اخبارات میں موجود ہیں جن کا حاشیہ میں حوالہ دیا گیا ہے۔ مزید تفصیلات کے لیے راقم کی کتاب تحریک آزادئ ہند اور السواد الاعظم (مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء) ملاحظہ کریں۔ (مسعود)

Marfat.com

چڑھانا[1] اور رامائن کی پوجا میں شریک ہونا[2]، مشرک کا جنازہ اپنے کندھوں پر اٹھا کر اس کے جے بول کر مرگھٹ لے جانا[3] کافروں کو مسجد میں لے جا کر مسلمانوں کا واعظ بنانا[4] شعائر اسلام قربانی گاؤ کو کفار کی خوشامد میں بند کرنا[5] ایک ایسے مذہب کی فکر میں ہونا جو اسلام و کفر کی تمیز اٹھا دے اور بتوں کے معبد پراگ کو مقدس ٹھہرائے[6] اور اس طرح بہت اقوال احوال افعال جن کا پانی سر سے گزر گیا جنہوں نے اسلام پر یکسر پانی پھیر دیا۔ کون مسلمان موافقت کر سکتا ہے؟ ان حرکات خبیثہ کے رد میں فتوے لکھے گئے اور لکھے جا رہے ہیں، اس سے زیادہ کیا اختیار ہے؟ پاکی ہے اسے جو مقلب القلوب والابصار ہے۔ وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم[7]

مولانا بریلوی نے جن گمراہیوں کا ذکر کیا ہے یہ اس وقت ظہور میں آئیں جب حفاظت خلافت اسلامیہ اور اماکن مقدسہ کے لیے کوشش کی جا رہی تھی اور اس کے لیے سر دھڑ کی بازی لگائی جا رہی تھی لیکن نتیجہ بقائے اسلام کے بجائے فنائے اسلام کی صورت میں نظر آ رہا تھا۔ دردمندوں اور عاقبت اندیشوں کے فکر و عمل کا یہ تضاد یقیناً تشویشناک اور حیرت ناک تھا۔ مولانا بریلوی نے ان بے راہ رویوں کے خلاف قلمی جہاد کیا اور اسلام کی خاطر اپنے عزیز ترین

---

1. محمد جمیل الرحمن: تحقیقات قادریہ، مطبوعہ بریلی ۱۹۲۰ء، ص ۲۳
2. محبوب علی و عبدالغفور، استفتا محررہ ذی قعدہ ۱۳۳۷ھ/1919ء بحوالہ تحقیقات قادریہ، (مؤلفہ جمیل الرحمن) مطبوعہ بریلی ۱۹۲۰ء، ص ۳۷
3. محمد میاں قادری: خطبۂ صدارت مطبوعہ ستیاپور ۱۹۲۰ء، ص ۲۹، ۳۰
4. (ا) عبدالنبی کوکب: مقالات یوم رضا، مطبوعہ لاہور، حصہ اول ۱۹۶۸ء، ص ۹۸-۹۹
(ب) اخبار مدینہ (بجنور) شمارہ یکم اپریل ۱۹۲۰ء
5. ماہنامہ السواد الاعظم (مراد آباد) شمارہ جمادی الاول ۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء، ص ۱۷، ۲۴
6. اخبار ہمدم (لکھنؤ) شمارہ ۹ جون ۱۹۲۰ء
7. ماہنامہ الرضا (بریلی)، شمارہ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء، ص ۵-۶

Marfat.com

دوستوں سے بھی اختلاف کیا اور ان کی رنجشیں مول لیں[1] ـــــ انھوں نے بہت پہلے ۱۹۱۲ء میں مسلمانانِ عالم کی بالعموم اور مسلمانانِ ہند کی بالخصوص حالت سدھارنے کے لیے ایک رسالہ تحریر کیا جس کا عنوان تھا۔

تدبیر فلاح و نجات و اصلاح[2]

یہ رسالہ کلکتہ اور رام پور سے شائع ہوا، اس میں بہت سی مفید تدابیر تھیں جس پر عمل کیا جاتا تو مسلمانوں کی سیاسی اور معاشی حالت سدھر جاتی مگر بہت بعد میں عمل کیا گیا، اس کا تفصیلی ذکر آگے آتا ہے ـــــ پھر تقریباً ۱۹۱۷ء میں جماعت رضائے مصطفےٰ (بریلی) قائم کی جس نے مسلمانانِ ہند کو جذبات کے سیلاب میں بہنے سے روکنے کے لیے حتی الوسع کوشش کی مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان جذبات سے اتنے مغلوب ہو چکے تھے کہ اس طرف کما حقہٗ توجہ نہ دی جس کا اندازہ اس تحریر سے ہوتا ہے جو جماعت رضائے مصطفےٰ کی طرف سے جاری کی گئی:

> نہایت افسوس سے عرض کیا جاتا ہے کہ باوجود ان ضروری سے ضروری اہم سے اہم کارہائے دین کے انجام دینے اور حسابات شائع کر کے اطمینان کر دینے کے بھی آپ

---

[1] مولانا عبدالباری فرنگی محلی (م ۱۳۴۴ھ / ۱۹۲۵-۶ء) جن کو مولانا بریلوی "فاضل اکمل" کہتے تھے اور جو مولانا بریلوی کے مخصوصین میں تھے۔ تحریک ترک موالات میں مسٹر گاندھی کے ساتھ ہو گئے تھے اور ان کو اپنا قائد تسلیم کر لیا، مولانا بریلوی نے باوجود ذاتی تعلق و محبت کے ان کا تعاقب کیا اور سخت گرفت کی۔ ترک موالات اور ہندو مسلم اتحاد کے موضوع پر دونوں کے درمیان مراسلت ہوئی جو الطاری الداری کے نام سے تین حصوں میں شائع ہوئی (۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء) راقم نے اپنے تحقیقی مقالے کلام الامام میں اس مراسلت کا جائزہ لیا ہے۔ یہ مقالہ عنقریب لاہور سے شائع ہو جائے گا (مسعود)

[2] پروفیسر محمد رفیع اللہ صدیقی (ایم ایس کوئنز یونیورسٹی، کینیڈا) نے اپنے ایک تحقیقی مقالے میں مولانا بریلوی کے معاشی نکات کا جائزہ لیا ہے۔ یہ مقالہ بعنوان "فاضل بریلوی کے معاشی نکات" ۱۹۷۰ء میں لاہور سے شائع ہو گیا ہے۔ (مسعود)

Marfat.com

حضرات نے جماعت مبارکہ کی طرف وہ توجہ نہ فرمائی جس کی وہ مستحق ہے[۱]

اسی زمانے میں "انصار الاسلام" کے نام سے ایک تنظیم بریلی میں قائم کی گئی، جس کی طرف سے متعدد مقامات پر جلسے ہوئے جن میں مولانا بریلوی کے صاحبزادگان، خلفاء اور احباب نے تقریریں کیں ـــ انصار الاسلام کی تشکیل کا مقصد مقامات مقدسہ کی حفاظت، سلطنت ترکیہ اور ترکوں کی جائز و مفید اعانت، اسلام اور مسلمانوں کی دشمنان دین سے حفاظت اور مسلمانان ہند کی اخلاقی، معاشرتی، تمدنی اور اقتصادی مفاد کی طرف رہنمائی کرنا تھا[۲] ـــ

پھر ۱۹۲۰ء میں جب تحریک ترک موالات شروع ہوئی اور اس کے نتیجے میں ہندو مسلم اتحاد شباب پر پہنچا تو بقائے وحدت ملت اسلامیہ اور ہندو مسلم اتحاد کے خلاف مولانا بریلوی نے سخت جد و جہد کی اور عین مرض الموت میں ایک رسالہ تحریر فرمایا جس کا عنوان ہے:

المحجۃ المؤتمنۃ فی آیۃ الممتحنۃ

(۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء)

یہ رسالہ شدید علالت کے زمانے میں لکھا گیا اس سے مولانا بریلوی کے اخلاص و دل سوزی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے ـــ مولانا ظفر الدین بہاری کے نام ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

۱۲ ربیع الاول شریف (۱۳۳۹ھ) سے طبیعت ایسی علیل ہوئی کہ کبھی نہیں ہوئی تھی، چار چار پہر پیشاب بھی بند رہا، میں نے وصیت نامہ بھی لکھوا دیا تھا، مولیٰ تعالیٰ نے فضل کیا، مرض زائل ہوا مگر آج دو مہینے کامل ہوئے، ضعف میں فرق نہیں، مسجد کو چار آدمی کرسی پر بٹھا کر لے جاتے اور کرسی

---

[۱] محمد مصطفیٰ رضا خاں: طرق الہدیٰ والارشاد، مطبوعہ بریلی، ص ۸۰

[۲] السواد الاعظم (مراد آباد)، شعبان المعظم ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء، ص ۶

Marfat.com

پر لاتے ہیں، اسی حالت میں ترک موالات و ترک تعاون و استعانت بکفار و ادخال مشرکین مسجد وغیرہا امور دائرہ پر ایک جواب لکھنا پڑا کہ پانچ جز سے زائد ہو گیا، آیہ کریمہ ممتحنہ کی اس آیت میں بحث کافی کر دی گئی، اسی کے لحاظ سے اس کا نام:

المحجۃ المؤتمنۃ فی ایات الممتحنۃ

(۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء)

رکھا گیا، یہ رسالہ چھپ رہا ہے۔[1]

۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء میں لاہور اور لائل پور سے یکے بعد دیگرے دو استفتا ارسال کیے گئے ——— پہلا استفتاء ۱۴ر صفر ۱۳۳۹ھ کو مولانا حاکم علی (پروفیسر ریاضی اسلامیہ کالج۔ لاہور) نے ارسال کیا اور دوسرا استفتاء ۱۲ر ربیع الاوّل ۱۳۳۹ھ کو چودھری عزیز الرحمٰن (ہیڈ ماسٹر اسلامیہ ہائی اسکول۔ لائل پور) نے ارسال کیا ——— مولانا بریلوی نے پہلے استفتا کا مجمل جواب دیا اور دوسرے استفتاء کا مفصل جواب دیا۔ یہ دونوں جوابات مذکورہ بالا عنوان سے رسالے کی صورت میں مطبع حسنی، بریلی میں چھپ کر شائع ہوئے ——— رئیس احمد جعفری نے اپنی کتاب اوراق گم گشتہ (مطبوعہ لاہور ۱۹۶۸ء) میں یہ رسالہ شامل کر دیا ہے جو بڑے سائز کے ۸۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ راقم الحروف نے اس رسالے پر ایک تحقیقی مقالہ قلم بند کیا ہے جس کا عنوان ہے:

فاضل بریلوی اور ترک موالات

یہ مقالہ ۱۹۷۱ء میں لاہور سے شائع ہو چکا ہے۔ تفصیلات کے لیے اس طرف رجوع کریں۔ یہاں رسالہ المحجۃ المؤتمنۃ کے مضامین کا اجمالی جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

اس رسالے میں سب سے پہلے مولانا بریلوی نے ذمّی، حربی، مستامن وغیرہ سے موالات و ترک موالات پر بحث کی ہے پھر آگے چل کر موالات کی قسموں پر بحث

---

[1] ظفر الدین بہاری: حیات اعلیٰ حضرت، مطبوعہ کراچی، ص ۲۹۸

Marfat.com

کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

تحقیق مقام یہ ہے کہ موالات دو قسم کی ہے :

(ا) اوّل حقیقیہ

جس کا ادنی رکن میلان، قلب[1] ہے، پھر وداد[2]، پھر اتحاد[3] پھر اپنی خواہش سے بے خوف طمع انقیاد[4]، پھر تبتل[5] — یہ بجمیع وجوہ کافر سے مطلقاً حرام ہر حال میں حرام ہے۔

(ب) دوم صوریہ

صوریہ یہ ہے کہ دل اس کی طرف اصلاً مائل نہ ہو مگر برتاؤ وہ کرے جو بظاہر محبت و میلان کا پتا دیتا ہو —— یہ بحالت ضرورت و مجبوری صرف بقدر ضرورت و مجبوری مطلقاً جائز ہے ۔۔۔

مدارات[6] و مداہنت[7] کے بیچ میں موالات صوریہ کی دو قسمیں ہیں. بر و اقساط[8] اور معاشرت[9] —— یہ نو صورتیں موالات کی ہوئیں —— دسویں نکما مجرد معاملت ہے —— یہ سوائے مرتد ہر کافر سے جائز ہے[1]

استعانت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

تحقیق مقام بتوفیق مقام یہ ہے کہ یہاں استعانت کی تین حالتیں ہیں۔

(الف) التجا

(ب) اعتماد

(ج) استخدام

(ا) التجا یہ ہے کہ قلیل گروہ اپنے کو ضعیف و کمزور یا عاجز پا کر، کثیر و قوی، طاقت ور جتھے کی پناہ لے. اپنا کام بنانے کے لیے اس کا دامن پکڑے، یہ بداہتہً اپنے آپ کو ان کے ہاتھ میں دے دینا ہو گا[2]

---

[1] احمد رضا خاں: المحجة المؤتمنة، بحوالہ ادراک گم گشتہ مطبوعہ لاہور ۱۹۶۳ء ص ۲۵۹-۲۶۰

[2] ایضاً، ص ۲۷۹

Marfat.com

(ب) اعتماد یہ ہے کہ وہ مساوی سے یارانہ گانٹھیں، انھیں اپنا یاور و یار و معین و مددگار بنائیں، ان کی مدد و موافقت سے اپنے لیے غلبہ و عزت و کامیابی چاہیں، یہ اگرچہ اپنے آپ کو ان کے رحم و کرم پر چھوڑ دینا نہیں مگر ان کی ہمدردی و خیر خواہی پر اعتماد یقیناً ہے۔ کوئی عاقل خون کے پیاسے دشمن کو معین و ناصر نہ بنائے گا۔[1]

(ج) استخدام یہ کہ کافر ہم سے دبا ہو، اس کی چوٹی ہمارے ہاتھ میں ہو کسی طرح ہمارے خلاف پر قادر نہ ہو، وہ اگرچہ اپنے کفر کے باعث یقیناً ہمارا بدخواہ ہوگا مگر بے دست و پا ہے۔ ہم سے خوف و طمع رکھتا ہے خوف شدید کے باعث اظہار بدخواہی نہ کر سکے بلکہ طمع کے سبب مسلمان کے بارے میں نیک رائے ہو۔[2]

یہ تو تھیں استعانت کی صورتیں لیکن جہاں تک موالات و دوستی کا تعلق ہے اس کے متعلق مولانا بریلوی نے صاف صاف لکھ دیا :۔

"موالات مطلقاً ہر کافر، مشرک سے حرام ہے، اگرچہ ذمی مطیع اسلام ہو، اگرچہ اپنا باپ یا بیٹا یا بھائی یا قریب (عزیز) ہو[3]۔"

تحریک ترک موالات کے ایک رہنما مولانا عبدالباری فرنگی محلی پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"انھیں راز دار، دخیل کار بنانا، حرام قطعی تھا، یہ اس سے بھی بدرجہا بڑھ کر ان کے ہاتھ بک گئے، انھیں اپنا پیشوا بنا لیا، صاف لکھ دیا۔ ان کو اپنا رہنما بنا لیا ہے۔ جو وہ کہتے ہیں، وہی مانتا ہوں، میرا حال تو سر دست اس

---

[1] ایضاً، ص ۲۸۰

[2] ایضاً، ص ۲۸۰

[3] ایضاً، ص ۲۳۷

Marfat.com

شعر کے موافق ہے:۔

عمرے کہ بآیات و احادیث گزشت
رفتی و نثار بت پرستی کردی[1]

مولانا بریلوی کے نزدیک ہندوؤں سے استعانت و تعاون اس لیے مضر تھا کہ وہ بقول مولانا بریلوی مسلمانان ہند سے دین میں محارب تھے۔ چنانچہ وہ ایک جگہ لکھتے ہیں:

"وہ جو آج تمام ہندوؤں اور نہ صرف ہندوؤں، تم سب ہندو پرستوں کا امام ظاہر و بادشاہ باطن ہے یعنی گاندھی، صاف نہ کہہ چکا کہ مسلمان اگر قربانی گاؤ نہ چھوڑیں گے تو ہم تلوار کے زور سے چھڑا دیں گے ـــــ اب بھی کوئی شک رہا کہ تمام مشرکین ہند، دین میں ہم سے محارب ہیں[2]"

مولانا بریلوی نے دشمن کی نفسیات کا تجزیہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

"دشمن اپنے دشمن کے لیے تین باتیں چاہتا ہے:۔

(۱) اوّل اس کی موت کہ جھگڑا ہی ختم ہو جائے۔

(۲) دوم، یہ نہ ہو تو اس کی جلا وطنی کہ اپنے پاس نہ رہے

(۳) سوم، یہ بھی نہ ہو سکے تو آخری درجہ اس کی بے پری کہ عاجز بن کر رہے۔

مخالفت کے یہ درجے ان پر طے کر دے اور ان کی آنکھیں نہیں کھلتیں، خیر خواہ ہی سمجھے جاتے ہیں۔

اولاً: جہاد کے اشارے ہوئے۔ اس کا کھلا نتیجہ ہندوستان کے مسلمانوں کا فنا ہونا تھا[3]

---

[1] ۔ ایضاً، ص ۲۸۵

[2] ۔ ایضاً، ص ۲۵۰

[3] ۔ یہاں تحریک خلافت کی طرف اشارہ ہے جس میں بے دست و پا مسلمانوں کو انگریز سے جنگ کے لیے آمادہ کیا جا رہا تھا۔ (مسعود)

Marfat.com

ثانیاً - جب یہ نہ بنی، ہجرت کا بھرا کہ کسی طرح یہ دفع ہوں، ملک ہماری کبڈیاں کھیلنے کو رہ جائے، یہ اپنی جائدادیں کوڑیوں کے مول بیچیں یا یوں ہی چھوڑ جائیں۔[1]

ثالثاً - جب یہ بھی نہ بنی تو ترک موالات کا جھوٹا حیلہ کر کے ترک معاملات پر ابھارا کہ نوکریاں چھوڑ دو لہ کونسل کمیٹی میں داخل نہ ہو۔ مال گزاری ٹیکس کچھ نہ دو، خطابات واپس کر دو[2] ۔۔۔ امر اخیر تو صرف اس لیے ہے کہ ظاہر نام کا... اعزاز بھی کسی مسلمان کے لیے نہ رہے اور پہلے تین اس لیے کہ ہر سیٹ اور محکمے میں صرف ہنود رہ جائیں[3] ''

مولانا بریلوی نے رسالے کے آخر میں مسلمانان ھند سے یہ درد بھری اپیل کی:

''تبدیل احکام الرحمٰن اور اختراع احکام الشیطان سے ہاتھ اٹھاؤ، مشرکین سے اتحاد توڑ دو، مرتدین کا ساتھ چھوڑ دو کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دامن پاک تمھیں اپنے سایے میں لے ۔۔۔ دنیا نہ ملے، نہ ملے دین تو ان کے صدقے میں ملے۔ یا ایھا الذین امنوا ادخلوا فی السلم کافۃ ولا تتبعوا خطوات الشیطن انہ لکم عدو مبین[4]

فقیر احمد رضا قادری''

تحریک ترک موالات کے زمانے میں ہندو مسلم اتحاد کا جو سیلاب امنڈا، مولانا بریلوی نے اس کی سخت مزاحمت کی، ان کا خیال تھا کہ تحریک کے پردے میں سوراج کے لیے راہ ہموار کی جا رہی ہے، حقائق و شواہد سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ اس راز سربستہ کو فاش کرنے کے الزام میں مولانا بریلوی پر الزام لگایا کہ ،

---

[1] یہاں تحریک ہجرت کی طرف اشارہ ہے جس میں ہندوستان کو دار الحرب قرار دے کر مسلمانوں کو ہجرت پر مجبور کیا اور بہت سے مسلمان تباہ و برباد ہوئے

[2] یہاں تحریک ترک موالات کی طرف اشارہ ہے (مسعود)

[3] احمد رضا خاں: المحجۃ المؤتمنہ، بحوالہ اوراق گم گشتہ، ص ۲۹۹

[4] ایضاً، ص ۳۰۵

Marfat.com

انگریزوں کے حامی و ناصر اور اس کے تنخواہ دار ہیں، مولانا بریلوی نے اس الزام کی سختی سے تردید کرتے ہوئے فرمایا:

"اس کا جواب اس سے بہتر میرے پاس کیا ہے لعنۃ اللّٰہ علی الکٰذبین جس نے ایسا کیا ہو اس پر قیامت تک اللہ جل جلالہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے نیک بندوں کی لعنت ہو [1]۔"

مولانا محمد جعفر شاہ پھلواری، تحریک خلافت میں مولانا بریلوی کے حریف تھے انھوں نے لکھا ہے کہ مولانا بریلوی پر انگریز دوستی کا الزام سراسر بے بنیاد تھا جو سیاسی مقاصد کے تحت لگایا گیا تھا۔ یہ اظہار خیال ایک غیر مطبوعہ کتاب (خیابان رضا مرتبہ محمد مرید احمد) میں کیا گیا ہے جس پر راقم نے مقدمہ لکھا ہے۔

دراصل مولانا بریلوی کافر و مشرک، یہود و نصاریٰ، آتش پرست و ستارہ پرست سب ہی کو مسلمانوں کا دشمن سمجھتے تھے، چنانچہ ایک جگہ لکھتے ہیں:

کافر، ہر فرد و فرقہ دشمن ما را
مرتد، مشرک، یہود و گبر و ترسا [2]

(ترجمہ) کافر بلکہ ہر فرد و فرقہ ہمارا دشمن ہے، خواہ وہ مرتد ہو۔ مشرک ہو، یہودی ہو، عیسائی ہو یا آتش پرست۔

لیکن ان سب میں وہ کافر و مشرک کو مسلمانوں کا دشمنِ جانی سمجھتے تھے، تاریخی واقعات سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تحریک خلافت اور تحریک ترک موالات کے زمانے میں ہندو مسلم اتحاد کی سختی سے مزاحمت کی۔

مولانا احمد رضا خاں بریلوی مسٹر گاندھی کی قیادت کو مسلمانانِ ہند کے لیے مہلک سمجھتے تھے، اس مسئلے پر انھوں نے اپنے دوست مولانا عبدالباری فرنگی محلی (م ۱۳۴۴ھ/۱۹۲۶ء)

---

[1] السواد الاعظم (مرادآباد) شمارہ جمادی الاول ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء، ص ۳۰

[2] محمد مصطفےٰ رضا خاں: الطاری الداری، حصہ سوم، مطبوعہ بریلی، ص ۹۹

Marfat.com

سے سخت اختلاف کیا، دونوں کے درمیان تفصیلی مراسلت ہوئی جو مولانا بریلوی کے صاحبزادے مولانا محمد مصطفےٰ رضا خاں نے ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۱ء میں تین حصّوں میں بریلی سے شائع کردی، اس کا عنوان ہے :

الطاری الداری لھفوات عبد الباری

مولانا عبدالباری مسٹر گاندھی کی قیادت پر یقین رکھتے تھے جب کہ مولانا بریلوی اس کو مسلمانوں کے لیے سمِ قاتل سمجھتے تھے۔ مولانا عبدالباری جیسے فاضل پر مسٹر گاندھی کا جادو چل جانا مولانا بریلوی کے لیے حیرت ناک تھا۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں:

یا رب چہ کرد ست فسوں دم گاندھی
لیڈر پس رو، امام اقدم گاندھی؟[1]

خلافت کمیٹی (۱۹۱۹ء) میں مسٹر گاندھی اور دوسرے ہنود کو صدر و ممبر بنایا گیا، دوستی و محبت اس حد تک پہنچی کہ ہندو لیڈروں کی موت پر مساجد میں فاتحہ خوانی اور دعائے مغفرت کی گئی —— ان دل گداز حالات کو دیکھ کر مولانا بریلوی دلسوزی کے ساتھ کہتے ہیں ؎

مرتد را صدر و مشرکاں را ارکاں | کردند دپے مرتد و اصنامیاں
ہم فاتحہ، ہم نماز، ہم دعوت عفو | واللہ کہ مسخ شد ز دلہا ایماں![2]

مولانا بریلوی کسی طرح گوارا نہ کرتے تھے کہ مسلمان گاندھی کے لیے سواری کا کردار ادا کریں، اقبال نے کہا تھا :

آیام کا مرکب نہیں، راکب ہے قلندر!

مولانا بریلوی بھی مسلمانانِ ہند کو اس اولوالعزمی اور غیرت کا درس دیتے ہوئے

---

[1] احمد رضا خاں : الطاری الداری، حصہ سوم، ص ۹۰

[2] ایضاً، ص ۹۵

نوٹ : مزید تفصیلات کے لیے مطالعہ فرمائیں راقم کی تالیف "تحریکِ آزادیٔ ہند اور السواد الاعظم"، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء
(مسعود)

Marfat.com

نصیحت کرتے ہیں ؏

مشہورک نہ بخود سوارمی باید کرد[1]

اور نہایت تعجب جلال کے ساتھ کہتے ہیں ؏

گاندھی زان دگاندھی افگن![2]

مسٹر گاندھی تحریک خلافت میں مسلمانوں کے ہم نوا تھے مگر اندرون خانہ وہ مسلمانوں کی اس سیاسی بیداری سے اپنا مدعا حاصل کرنا چاہتے تھے اور وہ مدعا سوراج یعنی ہندو راج کے سوا کچھ نہ تھا — مولانا بریلوی کی سیاسی بصیرت نے اس راز کو پالیا تھا چنانچہ وہ کہتے ہیں ؏

گاندھی پے سوراج، دلش لشکا فد[3]

اسی لیے مولانا بریلوی کا خیال تھا کہ تحریک خلافت میں مسٹر گاندھی کی شرکت سے اور تحریک ترک موالات میں مسٹر گاندھی کی قیادت سے سراسر ہندوؤں کو فائدہ ہوگا اور مسلمانوں کو نقصان۔ چنانچہ وہ مولانا عبدالباری فرنگی محلی سے خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں ؎

از بازوئے تو نظام دین گاندھی ست

قائم بہ تو انتظام دین گاندھی ست

اور یہ کوئی جذباتی تاثرات نہ تھے بلکہ حقائق کی روشنی میں دیکھا جائے تو صحیح معلوم ہوتے ہیں — فرانس کے مشہور مستشرق لوئی مالینوں[4] (۱۸۸۳ء سے ۱۹۶۲ء) تحریک

---

[1] ایضاً، ص ۲۹

[2] ایضاً، ص ۲۹

[3] ایضاً، ص ۹۵

[4] پروفیسر مالینوں نے حسین بن منصور الحلاج پر پچاس برس کام کیا ہے اور اپنا شاہکار

PASSION D'AL — HALLAJ

کی صورت میں پیش کیا ہے۔ (مسعود)

Marfat.com

خلافت کے زمانے میں ۲۷ سالہ پروفیسر تھے۔ اسی زمانے میں پیرس میں سید سلیمان ندوی سے ان کی ملاقات ہوئی جو تحریک خلافت کے سلسلے میں وہاں گئے تھے ـــ پروفیسر موصوف نے ان کو اور دوسرے عمائدین کو گاندھی سے متاثر دیکھ کر یہ نتیجہ نکالا کہ وہ مسلمانوں سے کچھ اونچی چیز ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے:

FOR PERHAPS THE FIRST TIME IN HUMAN HISTORY A MAN HAD ARISEN WHO HAD INFLUENCE ON PEOPLE OF OTHER RELIGIONS WITH CONSTRUCTIVE SOCIAL RESULTS[۱]

مسلم علماء و عمائدین کی مسٹر گاندھی سے وابستگی کی وجہ سے پروفیسر ماسینوں مسٹر گاندھی سے اس حد تک متاثر نظر آتا ہے کہ وہ یہاں تک لکھ گیا:

WHO WAS THE LAST OF SAINTS.[۲]

یعنی مسٹر گاندھی "خاتم الاولیاء" تھے ـــ اگر مسلمان علماء و عمائدین مولانا بریلوی کی نصیحت پر عمل کرتے اور اس کے ہم نوا نہ ہوتے تو پروفیسر موصوف اس غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوتا ـــ تو مولانا بریلوی کا یہ کہنا غلط نہ تھا ؎

از بازوئے تو نظام دین گاندھی ست
قائم بہ تو انتظام دین گاندھی ست

مولانا بریلوی کے نزدیک سیاسی و معاشی و مذہبی سطح پر یہود و نصاریٰ اور

---

۱ GUILIS BASETTI-SANI: PROPHET OF INTER RELIGIOUS RECONCILIATION, CHICAGO.

۲ ایضاً، ص ۲۱۵

Marfat.com

کفار و مشرکین سب مسلمانوں کے دشمن ہیں۔ اس لیے یہ کہنا کہ ہندوؤں کے ساتھ مروت کا برتاؤ کرو اور انگریز کے ساتھ نفرت و حقارت کا، سراسر حماقت ہے۔ ان میں سے کوئی ایک نہ دوستی کے لائق ہے اور نہ مروت و محبت کے ۔ مولانا بریلوی کہتے ہیں:

کافر، ہر فرد و فرقہ دشمن مارا | مرتد، مشرک، یہود و گبر و ترسا
مشرک رابندہ باش و بانصرانی | ہر کار حرام، ایں ز شیطاں فتوی[1]

یہود و نصاریٰ اور ہنود کے چنگل سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے جہاں قوت ایمانی کی ضرورت تھی وہاں معاشی و اقتصادی قوت کی بھی ضرورت تھی۔ مولانا بریلوی نے تحریر و تقریر کے ذریعہ ایک طرف ملت مسلمہ کی قوت ایمانی کی پاسداری کی تو دوسری طرف معاشی و اقتصادی قوت حاصل کرنے کے لیے ایک لائحہ عمل پیش کیا۔ چنانچہ ۱۹ ربیع الاول ۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۳ء کو کلکتہ سے ایک مستفتی حاجی لعل خاں نے استفتاء بھیجا جس میں سوال کیا گیا تھا:

(۱) ارشاد ہو کہ آج کل مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے؟[2] — اور —

(۲) امداد ترک کا کیا طریقہ ہو؟[3]

مولانا بریلوی نے ان سوالات کے جواب میں ایک رسالہ لکھا جس کا عنوان ہے:

تدبیر فلاح و نجات و اصلاح

۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۳ء

اس رسالے میں مذکورہ بالا سوالات کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

" آپ پوچھتے ہیں کہ مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیئے؟ — اس کا جواب میں

---

[1] احمد رضا خاں: الطاری الداری، حصہ سوم

[2] احمد رضا خاں: تدبیر فلاح و نجات و اصلاح، مطبوعہ لاہور، ص ۲

[3] ایضاً، ص ۲۔

Marfat.com

کیا دے سکتا ہوں ؟ اللہ عزّ وجل نے تو مسلمانوں کی جان مال جنت کے عوض خرید لیے ہیں : —

اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ

مگر ہم ہیں کہ مبیع دینے سے انکار اور دشمن کے خواستگار — ہندی مسلمانوں میں یہ طاقت کہاں کہ وطن و مال و اہل و عیال چھوڑ کر ہزاروں کوس جائیں اور میدان جنگ میں مسلمانوں کا ساتھ دیں، مگر مال دے سکتے ہیں! — اس کی حالت بھی سب آنکھوں دیکھ رہے ہیں ۔ وہاں مسلمانوں پر یہ کچھ گزر رہی ہے، یہاں وہی جلسے ہیں، وہی رنگ، وہی تھیٹر، وہی امنگ، وہی تماشے، وہی بازیاں، وہی غفلتیں، وہی فضول خرچیاں — ایک بات کی بھی کمی نہیں[1]

اس کے بعد تلقین و نصیحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

بہتر ہے کہ مسلمان اپنی سلامت روی پر قائم رہیں، کسی شریر قوم کی چال نہ سیکھیں اپنے اوپر مفت کی بدگمانی کا موقع نہ دیں[2]

پھر ملت اسلامیہ کی اخلاقی و معاشی فلاح و بہبود کے لیے اپنی تجاویز کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں : —

اوّلاً : — باستثنا ان معدود باتوں کے جن میں حکومت کی دست اندازی ہو، اپنے تمام معاملات اپنے ہاتھ میں لیتے، اپنے سب مقدمات اپنے آپ فیصل کرتے، یہ کروڑوں روپے جو اسٹامپ اور وکالت میں گھسے جاتے ہیں، گھر کے گھر تباہ ہو گئے اور ہوتے جاتے ہیں، محفوظ رہتے[3]

---

[1] ایضاً، ص ۴

[2] ایضاً، ص ۵

[3] ایضاً، ص ۵

Marfat.com

ثانیاً :- اپنی قوم کے سوا کسی سے کچھ نہ خریدتے کہ گھر کا نفع گھر ہی میں رہتا،
اپنی حرفت وتجارت کو ترقی دیتے کہ کسی چیز میں دوسری قوم کے محتاج
نہ رہتے - یہ نہ ہوتا کہ یورپ امریکہ والے چھٹانک بھر تانبا، کچھ صناعی
کی گھڑنت کرکے، گھڑی وغیرہ نام رکھ کر، آپ کو دے جائیں اور اس کے
بدلے پاؤ بھر چاندی آپ سے لے جائیں [1]

ثالثاً :- بمبئی، کلکتہ، رنگون، مدراس، حیدرآباد وغیرہ کے تونگر مسلمان اپنے
بھائی مسلمانوں کے لیے بنک کھولتے، سود شرع نے حرام قطعی فرمایا
ہے، مگر اور سو طریقے نفع لینے کے حلال فرمائے ہیں جن کا بیان کتب فقہ
میں مفصل ہے اور اسی کا ایک نہایت آسان طریقہ کتاب کفل الفقیہ الفاہم [2]

---

[1] ایضاً ص ۵-۶

نوٹ : یہ اس زمانے کی بات ہے جب سونے اور چاندی کے سکے چلا کرتے تھے، اور جو چیز خریدی جاتی تھی اس کے عوض کھرا سونا، چاندی دیا جاتا تھا جس کے لیے غریب دنیا آج تک ترس رہی ہے - مولانا بریلوی نے اسی ستم ظریفی کی طرف اشارہ کیا اور مسلمانوں کو تجارت کرنے اور انڈسٹریاں لگانے کی ہدایت کی۔ معاشیات واقتصادیات بظاہر سیاسیات سے الگ نظر آتے ہیں مگر دور جدید میں تو بیشتر سیاسی نشیب وفراز اسی کے مرہون منت ہیں۔ اس لیے جس کو سیاسی بصیرت حاصل ہے وہ معاشیات سے پہلوتہی نہیں کرسکتا۔ (مسعود)

[2] قیام مکہ معظمہ کے زمانے میں دو علمائے مکہ مولانا عبداللہ احمد میرداد امام مسجد الحرام اور ان کے استاد مولانا حامد احمد محمد جدادی نے نوٹ کے متعلق مولانا بریلوی سے ایک استفتاء لیا۔ مولانا بریلوی نے اس کے جواب میں اپنا عربی رسالہ

کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم

۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء

تصنیف کیا۔ یہاں اسی عربی رسالے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ (مسعود)

Marfat.com

میں چھپ چکا ہے[1]

۴۔ البعا ہے۔ سب سے زیادہ اہم، سب کی جان، سب کی اصل اعظم، وہ دین متین تھا جس کی رسی مضبوط تھامنے نے اگلوں کو ان مدارج عالیہ پر پہنچایا، چار دانگ عالم میں ان کی ہیبت کا سکہ بٹھایا، نان شبینہ کے محتاجوں کو بلند تاجوں کا مالک بنایا ـــ اور اس کے چھوڑنے نے پچھلوں کو یوں چاہِ ذلت میں گرایا فَاِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ[2]

مندرجہ بالا چار تجاویز پیش کرنے کے بعد اس کی روشنی میں مسلمانان ہند کی حالت کا تجزیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اوّل پر یہ عمل ہے کہ گھر کے فیصلے میں اپنے دعوے سے کچھ بھی کمی ہو تو منظور نہیں اور کچہری جاکر اگرچہ گھر کی بھی جائے، ٹھنڈے دل سے پسند، گرہ گرہ بھر زمین پر طرفین سے دو دو ہزار بگڑ جاتے ہیں ـــ کیا آپ ان حالتوں کو بدل سکتے ہیں؟ فھل انتم منتھون؟[3]

دوم کی یہ کیفیت ہے کہ اوّل تو خاندانی لوگ حرفت و تجارت کو عیب سمجھتے ہیں اور ذلت کی نوکریاں کرنے، ٹھوکریں کھانے، حرام کا کرنے، حرام مال کھانے کو فخر و عزت ـــ اور تجارت کریں بھی تو خریداروں کو اتنا حس

---

[1] احمد رضا خاں: تدبیر فلاح و نجات و اصلاح، مطبوعہ لاہور، ص ۶

نوٹ: پروفیسر محمد رفیع اللہ صدیقی (ایم۔ ایس کوئینز یونیورسٹی، کینیڈا) نے مولانا بریلوی کے تینوں معاشی نکات پر اپنے مقالے میں تفصیلی بحث کی ہے یہ مقالہ بعنوان "فاضل بریلوی کے معاشی نکات" ۱۹۷۷ء میں لاہور سے شائع ہوگیا ہے۔ (مسعود)

[2] احمد رضا خاں: تدبیر فلاح و نجات و اصلاح، مطبوعہ لاہور، ص ۶

[3] ایضاً، ص ۷

Marfat.com

نہیں کہ اپنی ہی قوم سے خریدیں — ہندو تجارت کے اصول جانتا ہے کہ جتنا تھوڑا نفع رکھے اتنا ہی زیادہ ملتا ہے اور مسلمان صاحب چاہتے ہیں کہ سارا نفع ایک ہی خریدار سے وصول کریں، ناچار خریدنے والے مجبور ہو کر ہندو سے خریدتے ہیں — کیا تم یہ عادتیں چھوڑ سکتے ہو؟ فھل انتم منتھون؟[1]

سوم کی یہ حالت ہے کہ اکثر امراء کو اپنے ناجائز عیش سے کام ہے، ناچ رنگ وغیرہ بے حیائی یا بے ہودگی کے کاموں میں ہزاروں، لاکھوں اڑا دیں — وہ ناموری ہے، ریاست ہے — اور مرتے بھائی کی جان بچانے کو ایک خفیف رقم دینا ناگوار[2]

چہارم کا حال ناگفتہ بہ ہے کہ انٹرنس پاس کو رزاق مطلق سمجھا ہے — وہاں نوکری میں عمر کی شرط، پاس کی شرط، پھر پڑھائی وہ مفید کہ عمر بھر کام نہ آئے، نہ اس نوکری میں اس کی حاجت پڑے[3]

مولانا بریلوی نے دور جدید کے نصاب تعلیم کی عدم افادیت اور اضاعت پر جو تنقید کی ہے وہ بڑی حد تک درست معلوم ہوتی ہے — حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :—

"اے اللہ میں اس علم سے پناہ مانگتا ہوں جو لوگوں کے لیے نفع بخش نہ ہو۔"

جو علم دین و دنیا دونوں کے لیے غیر مفید ہو وہی غیر مفید ہے — ہمارے نصاب تعلیم میں بہت سے ایسے علوم ہیں جو رسماً پڑھائے جاتے ہیں — ۱۴ برس میں بی۔اے کرنے کے بعد بہت سے طاق نسیاں کی نذر ہو جاتے ہیں۔ایک دو جن سے زندگی میں سابقہ پڑتا ہے، یاد رہتے ہیں — ضرورت اس امر کی ہے کہ کم سے کم وقت میں زیادہ

---

[1] ایضاً، ص ۷
[2] ایضاً، ص ۸
[3] ایضاً، ص ۸

Marfat.com

سے زیادہ مفید تعلیم دی جائے مگر جو کچھ ہو رہا ہے وہ اس کے برعکس ہے۔
اس کے علاوہ ہمارے نصاب میں ایک اور خامی ہے، آرٹس اور سائنس کو الگ الگ خانوں میں تقسیم کیا گیا ہے ـــ آرٹس سے انسان بنتے ہیں اور سائنس سے مشین ـــ انسان مشین کا کام نہیں کر سکتا اور مشین، انسان کا کام نہیں کر سکتی اور ہم کو بیک وقت انسان و مشین دونوں کی ضرورت ہے ـــ

کاروبارِ جہاں سنورتے ہیں
ہوش جب بیخودی سے ملتا ہے

دونوں علوم و فنون اسی وقت انسانیت کے لیے مفید ہوں گے، جب ان دونوں کو ملا دیا جائے ـــ

مولانا بریلوی اپنی تجاویز پیش کرنے اور ان کا تجزیہ کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

" یہ وجوہ ہیں، یہ اسباب ہیں ـــ مرض کا علاج چاہنا اور سبب قائم رکھنا، حماقت نہیں تو کیا ہے ـــ جس کی زندہ مثال یہ ترکوں کا تازہ واقعہ ہے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اہل الرائے ان وجوہ پر نظر فرمائیں اگر میرا خیال صحیح ہو تو ہر شہر و قصبے میں جلسہ کریں اور مسلمانوں کو ان چار باتوں پر قائم کر دیں پھر آپ کی حالت خوبی کی طرف نہ بدلے تو شکایت کیجیے[1]

مولانا بریلوی کے نزدیک اخلاقی اور معاشی حالت سنورے بغیر ملت کا میدان جنگ میں کودنا ناعاقبت اندیشی کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ ۱۹۱۲ء اور ۱۹۲۱ء کے درمیان ترکوں پر بے پناہ مصائب آئے مگر غیر منقسم ہندوستان میں ایسے حالات نہ تھے کہ مسلمان انگریزوں سے ٹکر لیتے، ہر کام کا ایک وقت ہوتا ہے اور اس وقت کی پہچان ایک دیدہ ور سیاست داں کے لیے کچھ زیادہ مشکل

---

[1] ایضاً، ص ۹

Marfat.com

نہیں، یہی وجہ ہے کہ قائداعظم محمد علی جناح اور علامہ محمد اقبال اس زمانے میں کچھ زیادہ فعال نظر نہیں آتے، بہت عرصے بعد ۱۹۴۰ء میں وہ وقت آیا جب ہندوستان کے طول و عرض میں آزادی کی بھرپور تحریک چلائی گئی جو بالآخر ۱۹۴۷ء میں کامیابی سے ہمکنار ہوئی — مولانا بریلوی نے یہ بات شدت سے محسوس کی۔ ۱۹۱۲ء اور ۱۹۲۱ء کے درمیانی عرصہ ایسا نہ تھا جس میں آزادی کے لیے کوئی کامیاب تحریک چل سکتی — بے بسی اور بے زری میں حکومت سے ٹکر لینا ان کے نزدیک مسلمانوں کے لیے مفید نہ تھا اس لیے وہ کہتے ہیں:

رب العزت ہلاک کردہ بشیک | نمرود ز لشّہ، ابرہہ از مرغک
اما بخوارق اعتماد د اسباب | بگزشتن ست کار احمق و اہلاک[1]

مولانا بریلوی نے اس دور میں وحدت ملت اسلامیہ کے لیے کوشش کی جب قائداعظم محمد علی جناح اور ڈاکٹر محمد اقبال جیسے مسلم رہنما ہندو مسلم اتحاد کے داعی تھے۔ ۱۹۱۶ء میں قائداعظم نے مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس منعقدہ لکھنؤ میں فرمایا:

تو ہوار اختلاف کسی صورت میں برداشت نہیں کر سکتا[2]

اور ہندو مسلم اتحاد پر قائداعظم کے غیر متزلزل یقین کو دیکھتے ہوئے مسٹر گوکھلے نے یہ پیش گوئی کی:

"وہ ہندو مسلم اتحاد کے زبردست علم بردار بنیں گے[3]

ہندو مسلم اتحاد کی ان فضاؤں میں مولانا بریلوی نے وحدت ملی کا چراغ روشن کیا، ان کی پوری زندگی اسی مشن کے لیے وقف ہو کر رہ گئی اور اس کوشش میں انھوں نے ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء کو سفر آخرت اختیار کیا سیاست ملت اسلامیہ میں مولانا بریلوی کا کردار بالکل بے داغ نظر آتا ہے — قائداعظم اور ڈاکٹر اقبال کے سیاسی افکار میں تبدیلی کے

---

[1] احمد رضا خاں: الطاری الداری، حصہ سوم، ص ۹۹

[2] خدا بخش اظہر، مسلم لیگ، مطبوعہ لاہور ۱۳۵۹ھ/۱۹۴۰ء، ص ۱۴

[3] ایضاً۔

Marfat.com

جہاں اور اسباب ہیں وہاں ایک بڑا سبب وحدتِ ملتِ اسلامیہ کے لیے مولانا بریلوی کی بے پناہ استقامت و عزیمت بھی ہو سکتا ہے ـــ جس زمین پر قائدِ اعظمؒ نے نظریہ پاکستان کی بنیاد رکھی اس کی تیاری میں مولانا بریلوی نے اہم کردار ادا کیا ہے۔

مولانا محمد علی جوہر نے ڈاکٹر اقبال کے لیے کہا تھا کہ ان کا بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے مسلمانانِ ہند کے دلوں میں محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی لگن لگادی۔ مگر یہ بہت بعد کی بات ہے، جس وقت ڈاکٹر اقبال ہندو مسلم اتحاد کی باتیں کر رہے تھے اور اپنے ترانوں سے ہندوستانی قومیت کا جذبہ پیدا کر رہے تھے، مولانا بریلوی ہندوستان کے طول و عرض میں مسلمانوں کے دلوں میں عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے چراغ روشن کر رہے تھے، ڈاکٹر اقبال کے ہاں مولانا بریلوی کی آواز بازگشت سنائی دیتی ہے۔

ہندوستان کے بعض سیاسی و قومی رہنما انگریزوں کو مسلمانوں کا خیر خواہ سمجھتے تھے اور ہندوؤں کو بدخواہ ـــ اور بعض رہنما ہندوؤں کو خیر خواہ سمجھتے تھے اور انگریزوں کو بدخواہ ـــ مولانا بریلوی ہندوؤں اور انگریزوں دونوں کو مسلمانوں کا بدخواہ سمجھتے تھے، ہندوؤں کے خلاف انھوں نے جو جدوجہد کی اس کی تفصیل اوپر گزر چکی ہے ـــ انگریزوں کے خلاف ان کے جذبات کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب ۱۳۱۱ھ / ۱۸۹۳ء میں ندوۃ العلماء کا قیام عمل میں آیا تو اس کے منشور میں یہ بات بھی سامنے آئی:

> "گورنمنٹ انگریزی کا معاملہ خدا کے معاملوں کا پورا نمونہ ہے، اس کے معاملے دیکھ کر خدا کی رضا اور ناراضی کا حال کھل سکتا ہے"[1]

---

[1] محمد عبد الوحید: دربارِ حق و ہدایت، مطبوعہ پٹنہ ۱۳۱۸ھ / ۱۹۰۱ء، ص ۱۲۳

نوٹ: مولانا بریلوی کی سیاسی خدمات کے لیے مندرجہ ذیل مآخذ سے رجوع کریں:

(1) ISHTIAQ HUSAIN: ULEMA IN POLITICS, KARACHI, 1973

(2) محمد مسعود احمد: انسائیکلوپیڈیا آف اسلام، جلد نمبر ۱، جزء ۵ بذیل رضا بریلوی

(3) ABDUL RASHID: ISLAM IN INDO-PAK SUB-CONTINENT LAHORE, 1978

(4) ANWAR ALI: MYSTICS AND THE MONARCHS, KARACHI, 1979 PP. 237-42

Marfat.com

مولانا بریلوی نے اہلِ ندوہ کے اس خیال کی سخت گرفت کی، نہ صرف خلوت میں بلکہ جلوت میں بھی۔ چنانچہ ۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء میں پٹنہ کے عظیم الشان جلسۂ عام میں (جو ایک ہفتہ جاری رہا اور جس میں ہندوستان کے سربرآوردہ صوفیہ و علماء شریک تھے) چار گھنٹے سے زیادہ طویل تقریریں اس قسم کے خیالات پر بھی تنقید کی اور مسلمانانِ ہند کو اس سے باز رہنے کی تلقین کی — اس کے علاوہ اپنے رسائل اعلام الاعلام، تدبیر فلاح و نجات اور الطاری الداری میں انگریزوں کے خلاف جو کچھ لکھا ہے وہ اوپر گزر چکا۔

مولانا بریلوی نے آزادی و حریت کے لیے جو راہ متعین کی اس پر ان کے صاحبزادگان، خلفاء، تلامذہ اور متبعین چلتے رہے۔ چنانچہ مولانا بریلوی کے وصال کے تقریباً چار سال بعد ۱۹۲۵ء میں ان کے نامور خلیفہ مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی (م ۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸ء) نے مراد آباد میں الجمعیۃ العالیۃ المرکزیہ[1] (آل انڈیا سنی کانفرنس)[2] کے نام سے ایک تنظیم کی بنیاد رکھی اور ملک کے طول و عرض میں اس کی شاخیں کھولیں، اسی سال علی گڑھ سے محمد عبدالقدیر بلگرامی کے رسالہ "ہندو مسلم اتحاد پر کھلا خط مہاتما گاندھی کے نام"[3] میں پہلی مرتبہ تقسیم ہند کی مفصل تجویز سامنے آتی ہے[4] — پانچ سال بعد جب ۱۹۳۰ء میں

---

[1] مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی کے حالات زندگی اور سیاسی خدمات کی تفصیلات کے لیے مطالعہ کریں:
محمد مسعود احمد: تحریک آزادیٔ ہند اور السواد الاعظم، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء

[2] تفصیلات کے لیے مطالعہ کریں:
محمد جلال الدین: خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۸ء

[3] محمد عبدالقدیر: ہندو مسلم اتحاد پر کھلا خط مہاتما گاندھی کے نام، مطبوعہ مسلم یونیورسٹی پریس (علی گڑھ ۱۹۲۵ء)

[4] انیس احمد جعفری اور خواجہ عبدالحمید کمالی (سابق ڈائریکٹر اقبال اکادمی۔ کراچی) کا خیال ہے کہ یہ تجویز مولانا بریلوی کے محسن و کرم فرما مولانا عبدالقادر بدایونی کے صاحبزادے مولانا محمد عبدالقدیر بدایونی نے پیش کی تھی مگر پروفیسر محمد ایوب قادری نے اس سے اختلاف کیا ہے، ان کے خیال میں یہ تجویز عزیز الدین بلگرامی نے پیش کی تھی (واللہ اعلم) تفصیلات کے لیے مطالعہ کریں:

(الف) رئیس احمد جعفری: اوراق گم گشتہ، لاہور ۱۹۶۸ء

(ب) خواجہ عبدالحمید کمالی: اقبال ریویو، شمارہ جنوری ۱۹۷۳ء

(ج) محمد ایوب قادری: الزبیر (بہاولپور) ۱۹۷۰ء

Marfat.com

ڈاکٹر محمد اقبال نے سیاسی پلیٹ فارم سے تقسیم ہند کی تجویز پیش کی تو علماء میں غالباً سب سے پہلے مولانا نعیم الدین مراد آبادی نے ڈاکٹر اقبال کے موقف کی پر زور تائید کی[1] ۱۹۴۰ء میں قرارداد پاکستان کے بعد، ۱۹۴۶ء میں آل انڈیا سنی کانفرنس کے بنارس (بھارت) میں تاریخی اجلاس ہوئے تو ۲۹ اپریل ۱۹۴۶ء کے اجلاس میں متفقہ طور پر یہ قرارداد منظور کی گئی :

"آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس مطالبۂ پاکستان کی پُرزور حمایت کرتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ علماء و مشائخ اہل سُنّت اسلامی حکومت کے قیام کی تحریک کو کامیاب بنانے کے لیے ہر امکانی قربانی کے واسطے تیار ہیں اور یہ اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ایسی حکومت قائم کریں جو قرآن کریم اور حدیث نبوی کی روشنی میں فقہی اصول کے مطابق ہو[2]

اسلامی حکومت کے مکمل لائحہ عمل کے لیے جو کمیٹی بنائی گئی اس میں دوسرے حضرات شامل ہیں :

(۱) سید محمد محدث کچھوچھوی (تلمیذ مولانا بریلوی)
(۲) محمد نعیم الدین مراد آبادی (خلیفہ مولانا بریلوی)
(۳) محمد مصطفٰے رضا خاں بریلوی (فرزند مولانا بریلوی)
(۴) محمد امجد علی اعظمی (خلیفہ مولانا بریلوی)
(۵) عبد العلیم صدیقی (خلیفہ مولانا بریلوی و والد گرامی مولانا شاہ احمد نورانی)
(۶) ابو البرکات سید احمد (خلیفہ مولانا بریلوی و والد گرامی مولانا محمود احمد رضوی)
(۷) شاہ قمر الدین سیالوی
(۸) شاہ عبد الرحمٰن بھرچونڈی شریف

---

[1] ماہنامہ السواد الاعظم (مراد آباد) شعبان ۱۳۴۹ھ (۱۹۳۱ء)
[2] سید محمد محدث کچھوچھوی : خطبۂ صدارت جمہوریہ اسلامیہ، مطبوعہ مراد آباد ۱۹۴۶ء، ص ۲۹

Marfat.com

(۹) سیدزین الحسنات مانکی شریف

(۱۰) ابوالحسنات محمد احمد، لاہور

(۱۱) مولانا عبدالحامد بدایونی

(۱۲) دیوان سید آل رسول علی خاں [1]

الغرض مولانا احمد رضا خاں بریلوی، ان کے صاحبزادگان، خلفاء اور تلامذہ نے تحریک احیاء اسلام اور تحریک آزادیٔ ہند میں قابل قدر خدمات انجام دیں خصوصاً پاکستان کی فکری اساس کی تعمیر و تشکیل میں جو اہم کردار ادا کیا وہ مؤرخین کی توجہ کا مستحق ہے، میاں عبدالرشید نے مولانا بریلوی اور ان کے متبعین کی سیاسی خدمات کا جائزہ لیتے ہوئے صحیح لکھا ہے:

WHEN PAKISTAN RESOLUTION WAS PASSED IN 1940, THE EFFORTS OF HAZRAT BARELVI BORE FRUITE AND ALL HIS ADHERENTS AND SPIRITUAL LEADERS ROSE AS ONE MAN TO SUPPORT PAKISTAN MOVEMENT. THUS THE CONTRIBUTION OF HAZRAT BARELVI TOWARDS PAKISTAN IS NOT LESS THAN THAT OF ALLAMA IQBAL AND QUAID-I-AZAM [2]

---

[1] ایضاً، ص ۲۹

نوٹ: مولانا بریلوی کے متبعین اور دوسرے علمائے اہل سنت و جماعت کی سیاسی خدمات کے لیے مندرجہ ذیل مآخذ سے رجوع کریں:

(ا) محمد صادق قصوری: اکابر تحریک پاکستان، جلد اوّل، لاہور ۱۹۷۶ء

(ب) محمد صادق قصوری: اکابر تحریک پاکستان، جلد دوم، لاہور ۱۹۷۹ء

[2] MIAN ABDUL RASHEED: ISLAM IN INDO-PAK SUB-CONTINENT LAHORE, 1977.

Marfat.com

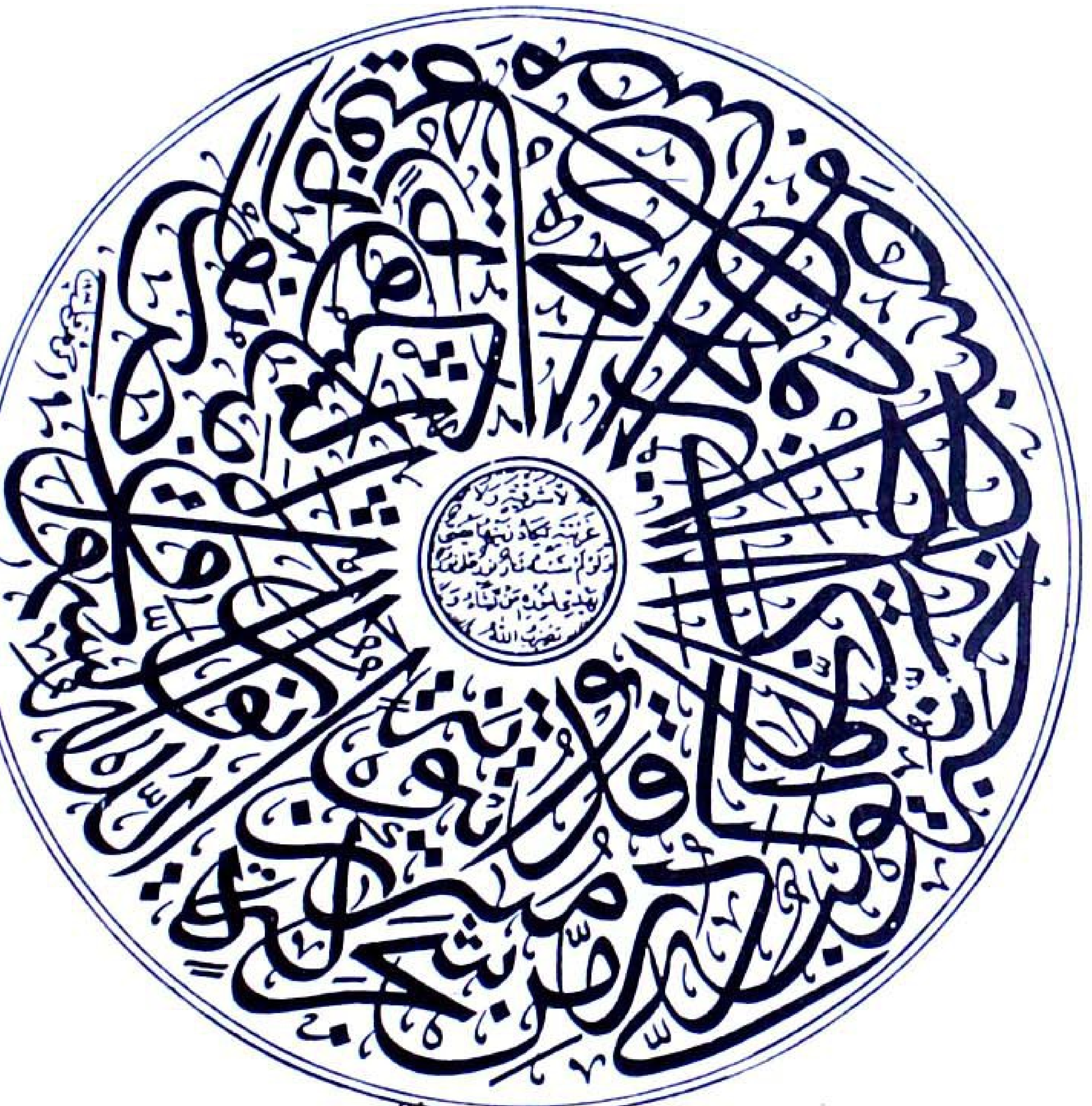

الأمثال للناس والله بكل شيء عليم

Marfat.com

(۷)

وصال

اولاد و اخلاف و احباب

اولاد — خلفاء — تلامذہ — احباب

Marfat.com

(۷)

دُنیائے اسلام کا یہ عظیم انسان جس نے ملّتِ اسلامیہ کو قعرِ مذلّت سے نکال کر اوجِ ثریا تک پہنچایا۔ جس نے اپنے ناموس کو ناموسِ اسلام و ناموسِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کردیا۔ جس کی عظمت کا عرب و عجم نے اعتراف کیا۔ جس نے نصف صدی تک گلشنِ اسلام کو اپنے خونِ جگر سے سینچا۔ ہاں یہ عظیم انسان فریضۂ تجدید احیاء دینِ متین کی تکمیل کے بعد ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء یوم جمعۃ المبارک اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہوگیا۔ قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز۔

وصال کے وقت برادرِ خورد مولانا محمد حسن رضا خاں کے صاحبزادے مولانا حسنین رضا خاں موجود تھے، موصوف نے الوداعی سفر کا روح پرور منظر خود دیکھا اور بیان کیا ہے۔ انھیں کی زبانی سُنیے :۔

"وصیت نامہ تحریر کرایا پھر اس پر خود عمل کرایا، وصال شریف کے تمام کام گھڑی دیکھ کر ٹھیک وقت پر ارشاد ہوتے رہے، جب ۲ بجنے میں چار منٹ باقی تھے، وقت پوچھا، عرض کیا گیا، اس وقت ایک بجکر ۵۶ منٹ ہو رہے ہیں، فرمایا، "گھڑی رکھ دو" یکایک ارشاد فرمایا "تصاویر ہٹا دو"، حاضرین کے دل میں خیال گزرا کہ یہاں تصاویر کا کیا کام! یہ خطرہ گزرنا تھا، خود ارشاد فرمایا، "یہی کارڈ، لفافہ، روپیہ، پیسہ" پھر ذرا وقفہ سے برادرِ معظم مولانا محمد رضا خاں صاحب سے ارشاد فرمایا "وضو کر آؤ، قرآن عظیم لاؤ"، ابھی وہ تشریف نہ لائے تھے کہ برادرم مولانا مصطفےٰ رضا خاں سے پھر ارشاد فرمایا، "اب بیٹھے کیا کر رہے ہو، سورۂ یٰسین شریف اور سورۂ رعد شریف تلاوت کرو،" — اب آپ کی عمر شریف سے چند منٹ رہ گئے ہیں، حسب الحکم دونوں سورتیں تلاوت

Marfat.com

کی گئیں...... سفر کی دعائیں جن کا چلتے وقت پڑھنا مسنون ہے تمام و کمال بلکہ معمول شریف سے زائد پڑھیں پھر کلمۂ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پورا پڑھا، جب اس کی طاقت نہ رہی اور سینے پر دم آیا، ادھر ہونٹوں کی حرکت اور ذکر پاس انفاس کا ختم ہونا تھا کہ چہرۂ مبارک پر ایک لمعۂ نور چمکا ـــ اس کے غائب ہوتے ہی وہ جانِ نور جسم اطہر سے پرواز کر گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔[1]"

آپ کی اولاد میں دو صاحبزادے اور پانچ صاحبزادیاں ہوئیں:

صاحبزادگان:

۱۔ مولانا حامد رضا خاں[2] (م ۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۳ء)

۲۔ مولانا محمد مصطفٰے رضا خاں[3] (حیات ہیں اور بریلی میں مقیم)

---

[1] بدر الدین احمد: سوانح اعلیٰ حضرت، مطبوعہ لاہور، ص ۳۶۱ – ۳۶۲

[2] تفصیلی حالات کے لیے مندرجہ ذیل مآخذ سے رجوع کریں:

(ا) ظفر الدین بہاری: "حیات اعلیٰ حضرت"

(ب) محمود احمد قادری: "تذکرہ علمائے اہلسنت"، مطبوعہ کانپور ۱۹۷۱ء، ص ۸۰ - ۸۲

(ج) محمد مسعود احمد: "فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں" مطبوعہ لاہور ۱۹۷۳ء، ص ۸۷

(د) محمد صادق قصوری: "خلفائے اعلیٰ حضرت، جلد اول و دوم (زیر طبع لاہور

[3] تفصیلی حالات کے لیے مندرجہ ذیل مآخذ سے رجوع کریں:

(ا) ظفر الدین بہاری: "حیات اعلیٰ حضرت"، ص ۱۹

(ب) محمود احمد قادری: "تذکرہ علمائے اہلسنت" مطبوعہ کانپور، ص ۲۲۳ - ۲۲۴

(ج) محمد مسعود احمد: "فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں" مطبوعہ لاہور، ص ۸۸

(د) غلام معین الدین نعیمی: حیات صدر الافاضل، مطبوعہ لاہور ص ۱۸۰، ۱۹۰

(ھ) محمد صادق قصوری: خلفائے اعلیٰ حضرت (زیر طبع لاہور)

Marfat.com

صاحب زادیاں

۱۔ مصطفائی بیگم

۲۔ کنیز حسن

۳۔ کنیز حسین

۴۔ کنیز حسنین

۵۔ مرتضائی بیگم [۱]

بڑے صاحبزادے مولانا محمد حامد رضا خاں ماہ ربیع الاول ۱۲۹۲ھ / ۱۸۷۵ء میں بریلی میں پیدا ہوئے، کتب معقول و منقول والد ماجد سے پڑھیں، ۱۹ سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہوئے، عربی زبان و ادب پر بڑا عبور حاصل تھا، دارالعلوم منظر اسلام کے مہتمم ہوئے اور برسہا برس درسِ حدیث دیا، شاہ ابوالحسین نوری سے شرف بیعت و اجازت حاصل کیا، والد ماجد سے بھی اجازت و خلافت حاصل تھی، ۲۳ سال والد ماجد کے جانشین رہے، ۷۰ برس کی طویل عمر پائی — اور ۱۷ جمادی الاول ۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۳ء کو وصال فرمایا۔

مولانا حامد رضا خاں صاحب تصنیف بزرگ تھے۔ الصارم الربانی، سد الفرار، حاشیہ رسالہ ملا جلال، نعتیہ دیوان اور مجموعۂ فتاوی آپ سے یادگار ہے۔

آپ کے صاحبزادے مولانا محمد ابراہیم رضا خاں (م ۱۳۸۵ھ / ۱۹۶۵ء) کے صاحبزادگان مولانا اختر رضا خاں (فاضل جامعہ ازہر) اور مولانا محمد منان رضا خاں نے بریلی میں "ادارہ اشاعت تصنیفات رضا" قائم کیا اور مفید رسائل شائع کیے ہیں [۲] — مولانا اختر رضا خاں

---

[۱] ظفر الدین بہاری: حیات اعلیٰ حضرت، جلد اول، مطبوعہ کراچی، ص ۱۷، ۱۸

[۲] دسمبر ۱۹۷۹ء مولانا محمد منان رضا خاں راقم کے غریب خانے پر تشریف لائے اور شرف ملاقات بخشا — جناب سید ریاست علی قادری کی عنایت سے مندرجہ ذیل و رسائل بھی ملے جو ادارۂ اشاعت تصنیفات رضا نے شائع کیے ہیں:۔

۱۔ احمد رضا خاں: اعتقاد الاحباب فی الجمیل والمصطفیٰ والآل والاصحاب، ۱۲۹۸ھ / ۱۸۸۰ء مطبوعہ بریلی ۱۳۹۸ھ / ۱۹۷۸ء

۲۔ احمد رضا خاں: تجلیۃ السلم فی مسائل من نصف العلم (۱۳۲۱ھ / ۱۹۰۳ء)، مطبوعہ بریلی

Marfat.com

دارالعلوم منظر اسلام کے شیخ الجامعہ بھی ہیں۔

مولانا بریلوی کے دوسرے صاحبزادے مولانا محمد مصطفےٰ ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ / ۱۸۹۲ء کو بریلی میں پیدا ہوئے۔ برادر بزرگ مولانا حامد رضا خاں، شاہ رحیم الٰہی منگلوری سے استفادہ کیا اور والد ماجد سے معقولات و منقولات کی تکمیل کی — شاہ ابوالحسین نوری سے بیعت ہوئے اور والد ماجد نے اجازت و خلافت سے نوازا — پاک و ہند اور بیرونی ممالک میں بیشمار افراد آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہیں۔ خلفاء بھی بکثرت ہیں۔

علم و فضل میں مفتی صاحب کا پایہ بہت بلند ہے۔ اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ علمائے مکہ سید علوی مکی، سید محمد بن امین مکی وغیرہ نے آپ سے اجازت حدیث لی۔ فقاہت میں آپ کو خاص امتیاز حاصل ہے، فتویٰ مصطفویہ اس پر شاہد ہے — آپ نے ۱۳۲۸ھ میں ۱۸ سال کی عمر میں پہلا فتویٰ دیا اور آج ۱۴۰۰ھ میں فتویٰ دیتے ہوئے ۷۰ سال سے زیادہ عرصہ ہوگیا ہے۔ آپ نے پہلا حج ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء میں کیا اور دوسرا ۱۳۹۰ھ / ۱۹۷۰ء میں۔

مفتی صاحب، صاحب فضیلت و کرامت اور صاحب تقویٰ ہیں، فتویٰ اور تقویٰ کا یکجا ملنا فی زمانہ نادر نظر آتا ہے — تصویر کشی کو وہ حرام سمجھتے ہیں اس لیے زندگی بھر تصویر نہ کھنچوائی — نس بندی کو وہ ناجائز سمجھتے ہیں اس لیے حکومت ہند کی پرواہ نہ کرتے ہوئے نس بندی کے خلاف فتویٰ دیا اور اس کو پورے ہندوستان میں مشتہر کرایا اس سے ان کی حق گوئی و بیباکی کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔

انھوں نے اشاعت و تبلیغ اسلام میں اہم کردار ادا کیا۔ ۱۳۴۳ھ / ۱۹۲۴ء جب شردھانند نے فتنۂ ارتداد اٹھایا تو آپ نے ثابت قدمی سے اس کا مقابلہ کیا، اسی طرح ۱۳۶۶ھ / ۱۹۴۶ء میں آل انڈیا سنی کانفرنس (بنارس) میں بھی تاریخ ساز کردار انجام دیا، ملت اسلامیہ پر آپ کا احسان ہے۔

وہ صاحب شریعت اور عامل سنت سنیہ ہیں، غریبوں سے پیار کرتے ہیں۔ اور امیروں سے اجتناب — ایک غریب کی عیادت کی خاطر گورنر یو۔ پی اکبر علی خاں سے ملاقات

Marfat.com

موقوف کردی اور گورنر ملاقات کیے بغیر چلا گیا ــــ اس غریب پروری اور غمخواری کی وجہ سے مسلمان تو مسلمان غیر مسلم بھی آپ کی مجلس میں آتے ہیں ــــ دیکھنے والے کہتے ہیں کہ آپ کو دیکھ کر خدا یاد آتا ہے ــــ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ولی کی یہی نشانی بتائی ہے ــــ مفتی صاحب آج بھی بریلی میں صدر نشین مسند ارشاد ہیں ـ دامت برکاتہم العالیہ !

مفتی صاحب شعر و سخن کا بھی خاص ذوق رکھتے ہیں اور نوری تخلص فرماتے ہیں، ان کے اشعار میں دل نشینی و دل آویزی ہے۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں :

وہ حسیں کیا جو فتنے اٹھا کر چلے ــــ حسیں تم ہو فتنے مٹا کر چلے
شب کو شبنم کی مانند رویا کیے ــــ صورتِ گل وہ ہم کو ہنسا کر چلے
جو ساقی کوثر کے چہرے سے نقاب اُٹھے ــــ ہر دل بنے میخانہ، ہر آنکھ ہو پیمانہ
مست مئے الفت ہے، مدہوش محبت ہے ــــ فرزانہ ہے دیوانہ، دیوانہ ہے فرزانہ
ہر پھول میں بو تیری، ہر شمع میں ضو تیری ــــ بلبل ہے ترا بلبل، پروانہ ہے پروانہ
بد سے بد کو لیا جس نے آغوش میں ــــ کیا کسی سے وہ دامن بچا کر چلے؟
جن کے دعوے تھے ہم ہی ہیں اہل زباں ــــ سن کے قرآن زبانیں دبا کر چلے

بہت سے رسائل و کتب آپ سے یادگار ہیں۔ مؤلفات میں ملفوظات اعلیٰ حضرت (۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء) کے تین حصے اور الطاری الداری (۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء) کے تین حصے قابل ذکر ہیں اور تصنیفات میں تنویر الحجہ، الحجۃ الباھرہ، القول العجیب، وقعات السنان اور طرق الہدی وغیرہ قابل ذکر ہیں ــــ آپ نے بریلی میں دار العلوم مظہر اسلام کی بنیاد رکھی (جس کے مہتمم مولانا خالد علی خاں صاحب ہیں) اور آپ ہی کے ایماء سے بریلی میں رضا لائبریری اور رضا اکیڈمی قائم کی گئی ہے جس کے لیے مولانا اختر رضا خاں اور مولانا محمد منان رضا خاں کوشاں ہیں ــــ[1]

---

[1] مولانا محمد مصطفٰے رضا خاں کے تفصیلی حالات کے لیے سید ریاست علی قادری کی تالیف مفتی اعظم ہند (کراچی ۱۹۷۹ء) مطالعہ کی جائے۔ (مسعود)

Marfat.com

مولانا بریلوی کے خلفا دیار پاکستان و ہندوستان، حجاز مقدس اور دوسرے بلاد اسلامیہ میں پھیلے ہوئے تھے۔ یہاں حجاز مقدس اور پاک و ہند کے چند خلفا کے نام درج کیے جاتے ہیں:

حرمین شریفین

(۱) شیخ محمد عبد الحیٔ
(۲) شیخ اسماعیل خلیل
(۳) شیخ مصطفےٰ خلیل
(۴) شیخ مامون البری
(۵) شیخ اسعد الدھان
(۶) شیخ عبد الرحمٰن
(۷) شیخ علی بن حسین
(۸) شیخ عابد بن حسین
(۹) شیخ جمال بن محمد مرزوقی
(۱۰) شیخ عبد اللہ بن ابی الخیر
(۱۱) شیخ عبد اللہ دھان
(۱۲) شیخ بکر رفیع
(۱۳) شیخ ابی حسین مرزوقی
(۱۴) شیخ حسن العجمی
(۱۵) شیخ الدلائل سید محمد سعید
(۱۶) شیخ عمر المحروسی
(۱۷) شیخ عمر بن حمدان
(۱۸) شیخ احمد خضراوی
(۱۹) شیخ ابو الحسن محمد المرزوقی
(۲۰) شیخ حسین المالکی
(۲۱) شیخ علی بن حسین
(۲۲) شیخ محمد جمال
(۲۳) شیخ عبد اللہ میرداد
(۲۴) سید سالم بن عیدروس
(۲۵) سید ابوبکر بن سالم
(۲۶) شیخ محمد بن عثمان دھلان
(۲۷) شیخ محمد یوسف
(۲۸) شیخ عبد القادر کردی
(۲۹) شیخ محمد بن سید ابی بکر الرشیدی
(۳۰) شیخ محمد سعید بن سید محمد المغربی

پاکستان و ہندوستان

(۱) مولانا محمد حامد رضا خاں
(۲) مولانا محمد مصطفےٰ رضا خاں
(۳) مولانا محمد ظفر الدین بہاری
(۴) مولانا سید محمد دیدار علی الوری
(۵) مولانا محمد امجد علی اعظمی
(۶) مولانا نعیم الدین مراد آبادی
(۷) مولانا احمد اشرف اشرفی جیلانی
(۸) مولانا احمد مختار میرٹھی
(۹) مولانا عبد العلیم صدیقی میرٹھی
(۱۰) مولانا عبد الاحد قادری
(۱۱) مولانا محمد رحیم بخش آروی
(۱۲) مولانا لعل محمد خاں مدراسی
(۱۳) مولانا عمر بن ابوبکر
(۱۴) مولانا ضیاء الدین احمد مہاجر مدنی
(۱۵) مولانا محمد شفیع بیسلپوری
(۱۶) مولانا محمد حسنین رضا خاں
(۱۷) مولانا محمد شریف کوٹلی لوہاراں
(۱۸) مولانا امام الدین کوٹلی لوہاراں

Marfat.com

(۱۹) مفتی غلام جان ہزاروی (۲۴) مولانا سید ابوالبرکات سید احمد قادری (۲۸) میر مومن علی جنیدی
(۲۰) مولانا احمد حسین امروہوی (۲۵) مولانا محمد عمر الدین ہزاروی (۲۹) حکیم غلام احمد فریدی
(۲۱) مولانا عبدالسلام جبل پوری (۲۶) پروفیسر سید سلیمان اشرف بہاری (۳۰) قاری محمد بشیر الدین جبل پوری
(۲۲) مفتی محمد برہان الحق جبل پوری (۲۷) مولانا محمد حبیب اللہ میرٹھی (۳۱) قاضی عبدالوحید عظیم آبادی
(۲۳) سید فتح علی شاہ کھروٹہ سیداں

ہندوستان و پاکستان اور ممالک اسلامیہ خصوصاً حرمین شریفین میں مولانا بریلوی کے بکثرت خلفاء تھے جن کی تعداد ۱۰۰ سے متجاوز ہے[۱] تلامذہ کی تعداد زیادہ نہیں کیونکہ مولانا بریلوی نے ابتداء میں صرف چند سال درس و تدریس کے فرائض انجام دیئے، اس کے بعد دوسری علمی مصروفیتوں کی وجہ سے یہ سلسلہ چھوٹ گیا۔ لیکن جن حضرات نے مولانا بریلوی سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ وہ علم و فضل میں نہایت ممتاز رہے[۲] غالباً تلامذہ میں اب کوئی موجود نہیں البتہ خلفاء میں یہ حضرات اس وقت موجود ہیں:

---

۱ تفصیلات کے لیے مندرجہ ذیل مآخذ سے رجوع کریں:

(ا) حامد رضا خاں: الاجازات المتینۃ لعلماء بکۃ والمدینہ (۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۷ء) (مشمولہ رسائل رضویہ، جلد دوم، مطبوعہ لاہور (۱۳۹۶ھ / ۱۹۷۶ء)

(ب) محمد مسعود احمد: "فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں" مطبوعہ لاہور ص ۸۸-۹۰

(ج) محمد مسعود احمد: عبقری الشرق (انگریزی) مطبوعہ لاہور ۱۹۷۸ء، ص ۱۱

(د) محمد صادق قصوری: خلفائے اعلیٰ حضرت، جلد اول و دوم (زیر طبع، لاہور)

۲ تفصیلات کے لیے مندرجہ ذیل مآخذ سے رجوع کریں:

(ا) ظفر الدین بہاری: "حیات اعلیٰ حضرت"، مطبوعہ کراچی، ص ۲۱۲ - ۲۱۳

(ب) محمد مسعود احمد: "فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں"، مطبوعہ لاہور، ص ۹۰

(ج) محمود احمد قادری: "تذکرہ علمائے اہل سنت"، مطبوعہ کانپور

(د) محمد صادق قصوری: "اکابر تحریک پاکستان، مطبوعہ لاہور

(ہ) عبدالحکیم شرف قادری: تذکرہ اکابر اہل سنت۔ مطبوعہ لاہور

Marfat.com

(۱) مولانا مفتی محمد مصطفےٰ رضا خاں (بریلی)

(۲) مولانا مفتی محمد برہان الحق (جبل پور)

(۳) مولانا مفتی ضیاء الدین (مدینہ منورہ)

مولانا بریلوی کے حلقۂ احباب میں پاک و ہند کے ممتاز علماء و صوفیہ تھے، مولانا محمد ظفر الدین بہاری نے مندرجہ ذیل حضرات کے نام لکھے ہیں :-

۱۔ شاہ وصی احمد محدث سورتی
۲۔ مولانا ہدایت الرسول لکھنوی
۳۔ شاہ سلامت اللہ رام پوری
۴۔ شاہ ظہور الحسین رام پوری
۵۔ شاہ ریاست علی شاہجہان پوری
۶۔ مولانا اعظم شاہ شاہجہان پوری
۷۔ شاہ عبد السلام جبل پوری
۸۔ شاہ محمد فاخر الہ آبادی
۹۔ شاہ علی حسین کچھوچھوی
۱۰۔ شاہ احمد اشرف کچھوچھوی
۱۱۔ قاضی عبد الوحید عظیم آبادی
۱۲۔ مولانا محمد عمر الدین ہزاروی
۱۳۔ مولانا شاہ دیدار علی الوری
۱۴۔ مولانا شاہ احمد مختار میرٹھی
۱۵۔ شاہ حبیب اللہ میرٹھی
۱۶۔ شاہ عبید اللہ الہ آبادی
۱۷۔ مولانا مشتاق احمد کانپوری
۱۸۔ سید سلیمان اشرف بہاری
۱۹۔ مولانا رحیم بخش بہاری
۲۰۔ شاہ عبد الغنی سہسرامی[۱]
۲۱۔ مولانا احمد اللہ پشاوری[۲]

وغیرہ وغیرہ

✤✤✤✤✤✤✤✤✤✤✤✤✤✤

---

[۱] ظفر الدین بہاری : حیات اعلیٰ حضرت، جلد اوّل، مطبوعہ کراچی،

[۲] محمد مصطفےٰ رضا خاں : الملفوظ، حصۂ اوّل مطبوعہ کراچی، ص ۳۶

Marfat.com

Marfat.com

(۸)

تصنیفات

تصنیف و تالیف ـــ انہماک مطالعہ ـــ زود نویسی
معیار تحقیق ـــ تعداد تصانیف ـــ
ـــ شروح و حواشی ـــ چند قلمی تصانیف ـــ

Marfat.com

(۸)

مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے اوقات شبانہ روز میں زیادہ حصہ تصنیف و تالیف میں گزرتا ـــــ مولانا محمد حسین میرٹھی (جنھوں نے ۱۳۱۲ھ / ۱۸۹۴ء تک چند سال مولانا بریلوی کے دارالافتاء میں نقل فتاویٰ کی خدمت انجام دی۔) ۳۱ ر اگست ۱۹۴۷ئہ کو ۸۴ سال کی عمر میں اپنے ذاتی مشاہدات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اعلیٰ حضرت ضعیف الجثہ اور نہایت قلیل الغذا بزرگ تھے، اپنا وقت کبھی بیکار صرف نہیں فرماتے تھے، ہمہ وقت تالیف و تصنیف و فتاویٰ نویسی کا مشغلہ تھا، اسی وجہ سے زنان خانے میں تشریف رکھتے تھے کہ عوام کی باتوں میں کام نہیں ہوگا یا بہت ہی کم ہوگا۔ صرف پنجگانہ نماز کے لیے باہر تشریف لاتے تاکہ مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز ادا کریں یا اتفاقیہ کسی مہمان سے ملنے کو کسی وقت ـــــ البتہ عصر کی نماز کے بعد باہر ہی پھاٹک میں تشریف رکھتے تھے اور وہی وقت عام لوگوں کی ملاقات کا تھا، تمام عمر جماعت سے نماز التزاماً پڑھی ـــــ [1]"

مولانا بریلوی کے مطالعہ کتب میں انہماک کا یہ عالم تھا کہ ایک ایک مہینے تک مسلسل شبانہ روز مطالعہ فرماتے حتیٰ کہ آنکھوں کی بینائی تک متاثر ہو گئی، لیکن بعد میں بفضلہ تعالیٰ ٹھیک ہو گئی ـــــ مولانا بریلوی ایک جگہ کہتے ہیں:

"جمادی الاولیٰ سنہ ۱۳۰۰ھ / ۱۸۸۳ء میں بعض اہم تصانیف کے سبب ایک مہینہ کامل باریک خط کی کتابیں شبانہ روز علی الاتصال دیکھنا ہوا، گرمی کا موسم تھا، دن

---

[1] ظفر الدین بہاری: حیات اعلیٰ حضرت، جلد اول، مطبوعہ کراچی، ص ۳۰-۳۱

Marfat.com

کو اندر دالان میں کتاب دیکھتا اور لکھتا، اٹھائیسواں ۲۸ سال تھا۔[۱]"

مطالعہ میں انہماک کے علاوہ زود نویسی کا یہ عالم تھا کہ آپ کے مسوّدات کو بیک وقت چار چار آدمی نقل کرتے تو نقل نہ کر پاتے ـــــــ مولانا ظفرالدین بہاری لکھتے ہیں:

"یہ فضل و کمال اعلیٰ حضرت کی خصوصیات سے تھا کہ جس درجہ علم و فضل میں کمال تھا اس درجہ نسخ، نستعلیق، شکستہ خطوط بھی بہت پاکیزہ تھے اور حد درجہ گٹھا ہوا تحریر فرماتے تھے اور بہت ہی زود نویس. چار آدمی نقل کرنے بیٹھ جاتے اور حضرت ایک ایک ورق تصنیف کر کے انھیں نقل کرنے کو عنایت فرماتے. یہ چاروں نقل نہ کر پاتے کہ پانچواں ورق تیار ہو جاتا۔[۲]"

اسی طرح حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ شاہ کرامت اللہ خاں صاحب دہلوی فرماتے تھے:

"مولانا احمد رضا خاں کی وہ ہستی ہے کہ علماء ہر باب میں ان کے محتاج ہیں. علمی تبحّر کا کمال یہ ہے کہ کوئی کتاب تصنیف فرمائیں اور چار منشی لکھنے کو بیٹھ جائیں تو جس قدر وہ تصنیف فرمائیں گے. یہ چاروں حضرات نقل نہ کر سکیں گے ـــــــ"[۳]

---

[۱] محمد مصطفےٰ رضا خاں: الملفوظ، حصہ اوّل، مطبوعہ کراچی ص ۲۰

[۲] ظفرالدین بہاری: حیات اعلیٰ حضرت، جلد اوّل، مطبوعہ کراچی ص ۴۹

نوٹ: ۱۳۱۶ھ / ۱۸۹۸ء میں ۲۸ سوالات پر مشتمل ایک عربی فتویٰ دو راتوں میں تحریر کیا۔ عربی رسالہ الدولۃ المکیہ، مکہ معظمہ میں صرف آٹھ گھنٹے میں یعنی ۲۶ ذی الحجہ اور ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ کے درمیان تحریر کیا ـــ ایک اور عربی رسالہ کفل الفقیہ الفاہم، مکہ معظمہ میں صرف دو دن یعنی ۲۱ محرم اور ۲۳ محرم ۱۳۲۴ھ کے درمیان تحریر کیا
(مسعود)

[۳] ایضاً، ص ۱۳۲

Marfat.com

اس سرعت تحریر پر خود علمائے حرمین حیران تھے جس کا ذکر پیچھے کیا جا چکا ہے ۔

علالت اور شدید علالت کے دوران بھی تصنیف و تالیف کا سلسلہ بند نہ ہوتا۔ مولانا ظفر الدین بہاری لکھتے ہیں:

" علالت کی وجہ سے رات کو املاء کراتے اور دن کو خود تحریر فرماتے ـــــ اور اس قدر حصہ تحریر فرماتے تھے کہ کئی شخصوں کو اعلیٰ حضرت کے ایک دن کے لکھے کی نقل کرنا دشوار ہوتا اور شب کو اسی طرح کام کیا جاتا تھا۔" [1]

پھر یہ بھی نہیں کہ آپ کی نگارشات سرسری نوعیت کی ہوتیں، راقم کی نظر سے جو نگارشات گزریں وہ سب کی سب اعلیٰ پایہ کی تحقیقی نگارشات تھیں [2] ـــــ ایک فتویٰ جس کا عنوان ہے:

شرح المطالب فی مبحث ابی طالب

(۱۳۱۶ھ / ۱۸۹۸ء)

صرف ۷۵ صفحات پر مشتمل ہے مگر اس میں ۱۳۰ کتابوں کے حوالے موجود ہیں۔

مولانا بریلوی کے کثرت مطالعہ، تحقیق و تدقیق اور زود نویسی کی طرف جب توجہ جاتی ہے تو ان کی تصانیف کی کثرت کو دیکھ کر تعجب نہیں ہوتا، گو فی نفسہٖ وہ حیران کن ہیں اور پاک و ہند کے علمائے متقدمین میں بھی کوئی ایسا عالم نظر نہیں آتا جس کی تصانیف تنوع اور تعداد و کثرت کے لحاظ سے مولانا بریلوی کے ہم پلّہ ہوں ـــــ

مولانا بریلوی کی تصانیف کے بارے میں مختلف زمانوں میں مختلف حضرات نے مختلف تعداد لکھی ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ تصانیف میں بتدریج مسلسل اضافہ

---

[1] ایضاً، ص ۳۷

[2] نوٹ: مولانا بریلوی نے تحقیق و ریسرچ سے متعلق اپنے افکار و خیالات رسالہ حجب العوار عن مخدوم بہار (مطبوعہ لاہور، ص ۳ - ۸) میں پیش کیے ہیں، ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کا تحقیقی معیار دورِ جدید کے محققین سے بھی بہت بلند تھا۔ (مسعود)

Marfat.com

ہوتا رہا۔ مولانا رحمان علی نے ۱۳۰۵ھ (۸-۱۸۸۷ء) میں جب اپنی کتاب تذکرۂ علمائے ہند (فارسی) مرتب کی تو اس میں تصانیف کی تعداد کے بارے میں لکھا ہے:

"تصانیف وے تا ایں زماں ہفتاد و پنج مجلد رسیدہ" [1]

۱۳۲۳ھ (۱۹۰۵ء) میں خود مولانا بریلوی نے اپنی تصانیف کی تعداد ۲۰۰ سے زیادہ لکھی ہے:

صنف کتبا تزید علی مائتین [2]

محرم ۱۳۲۷ھ (۱۹۰۹ء) میں مولانا محمد ظفر الدین بہاری نے مولانا عبد الجبار حیدر آبادی کی فرمائش پر مولانا بریلوی کی نگارشات سے متعلق ایک رسالہ مرتب کیا تھا جس کا عنوان ہے:

المجمل المعدد لتالیفات المجدد

(۱۳۲۷ھ / ۱۹۰۹ء)

یہ رسالہ مطبع حنفیہ، پٹنہ میں غالباً ۱۳۲۷ھ (۱۹۰۹ء) ہی میں شائع ہوا ——— اس میں پچاس [5] علوم و فنون پر ۳۵۰ تصانیف کی تفصیلات دی ہیں جس میں ۱۰۰ عربی میں ہیں، ۲۷ فارسی میں اور ۲۲۳ اردو میں ——— لیکن اسی کے ساتھ ساتھ مقدمۂ کتاب میں یہ صراحت کر دی ہے:

"یہ مجموعہ مع ذیل بعض تالیفات اصحاب و احباب محرم ۱۳۲۷ھ تک ساڑھے تین سو [۳۵۰] تصنیفیں ہیں۔ میں نہیں کہتا کہ سب اسی قدر ہیں بلکہ یہ صرف وہ ہیں جو اس وقت کے استقرار میں میرے پیش نظر ہیں، بفضل خدا سے امید واثق ہے کہ اگر تفحص تام اور تمام قدیم و جدید بستوں پر نظر عام کی جائے تو کم و بیش پچاس [5] رسالے اور نکلیں" [3]

---

[1] رحمان علی: تذکرہ علمائے ہند، مطبوعہ لکھنؤ ۱۳۳۲ھ، ص ۱۸

[2] (ا) احمد رضا خاں: الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ مطبوعہ کراچی، ص ۱۶۸

(ب) احمد رضا خاں: رسائل رضویہ، جلد دوم (مرتبہ مولانا عبد الحکیم اختر شاہجہانپوری) مطبوعہ لاہور، ص ۲۷۲ و ۳۴۳

[3] ظفر الدین بہاری: المجمل المعدد لتالیفات المجدد، مطبوعہ پٹنہ، ص ۴

Marfat.com

اس طرح ۱۳۲۷ھ تک مولانا بریلوی کی تصانیف کی تعداد ۴۰۰ کے لگ بھگ ہو جاتی ہے۔ مولانا بریلوی کے صاحبزادے مولانا حامد رضا خاں بریلوی نے "الدولۃ المکیہ" کے حاشیہ میں جہاں مولانا بریلوی نے اپنی ۲۰۰ تصانیف کا ذکر کیا ہے، لکھا ہے:

"بحمداللہ تعالیٰ چار سو سے زائد ہیں جن میں سے فتاویٰ مبارکہ بڑی تقطیع کے بارہ ضخیم مجلدوں پر ہے"[1]

رسالہ المجمل المعدد ۱۳۹۴ھ/۱۹۷۴ء میں دوبارہ لاہور سے شائع ہوا تو مولانا محمود احمد قادری (استاد مدرسہ احسن المدارس، قدیم کانپور) نے صدر مجلس رضا، لاہور حکیم محمد موسیٰ امرتسری کو لکھا:

"مجھے آپ نے پہلے باخبر نہیں فرمایا ورنہ میں "المجمل المعدد" کو "المجمل المفصل" کر دیتا۔ اعلیٰ حضرت قبلہ کی تصانیف مطبوعہ کی پوری تعداد خانقاہ برکاتیہ، مارہرہ شریف (انڈیا) میں محفوظ ہے۔ مولانا مختار الدین (صدر شعبہ عربی مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ) کے کتب خانے میں کچھ مخطوطات اور کچھ مطبوعات ضرور موجود ہیں"[2]۔

مولانا ظفر الدین بہاری نے حیات اعلیٰ حضرت (جلد دوم) میں بھی تصانیف کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے:

---

[1] حامد رضا خاں: حاشیہ الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ مطبوعہ کراچی، ص ۱۶۹

نوٹ: لیکن ۴۰۰ میں سے اس وقت ۱۰۰ ابھی شائع نہ ہوئیں چنانچہ مولانا بریلوی نے لکھا ہے:

"فقیر کی ۴۰۰ تصانیف میں سے شاید ابھی ۱۰۰ بھی طبع نہ ہوئیں۔"

(ماہنامہ اعلیٰ حضرت (بریلی) شمارہ مئی ۱۹۶۵ء، ص ۱۰
مکتوب بنام قاضی غلام یٰسین۔

[2] مکتوب محررہ ۱۵ فروری ۱۹۷۵ء بنام حکیم محمد موسیٰ امرتسری

Marfat.com

"درحقیقت اعلیٰحضرت کی تصانیف چھ سو سے زیادہ ہیں جن کا مفصل بیان حیات اعلیٰحضرت جلد دوم میں آتا ہے"[1]

یہ بیان المجمل المعدد کی تدوین کے کئی سال بعد کا ہے اس لیے مزید تحقیق سے تصانیف کی تعداد ۴۰۰ سے بڑھ کر ۶۰۰ ہو گئی ہے۔

۱۳۹۶ھ / ۱۹۷۶ء میں بمبئی سے ماہنامہ المیزان کا امام احمد رضا نمبر شائع ہوا ہے اس میں پچاس سے زیادہ علوم پر مولانا بریلوی کی ۵۴۸ تصانیف کی تفصیلات موجود ہیں[2] یہ تفصیلات پاکستان سے شائع ہونے والی ایک ضخیم کتاب انوار رضا میں بھی شائع ہو گئی ہیں[3]

مولانا بریلوی کے صاحبزادے مولانا مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں کے تلمیذ رشید مولانا مفتی محمد اعجاز ولی خاں مرحوم نے اپنی تحقیق کی بنیاد پر مولانا بریلوی کی تصانیف کی تعداد ۱۰۰۰ سے زیادہ لکھی ہیں۔ انھوں نے لکھا ہے:

صاحب التصانیف العالیہ والتالیفات الباہرۃ التی بلغت اعدادھا فوق الالف۔[4]

محمود احمد قادری نے بھی یہی تعداد لکھی ہے[5]

حال ہی میں دارالعلوم اشرفیہ (مبارک پور، ضلع اعظم گڑھ بھارت) میں مولانا بریلوی کی تصانیف کی ایک فہرست تیار کی گئی ہے۔ چنانچہ مولانا محمد یٰسین اختر اعظمی لکھتے ہیں:

۱۔ ظفرالدین بہاری: حیات اعلیٰحضرت، جلد اول، مطبوعہ کراچی، ص ۱۳

۲۔ المیزان (بمبئی) امام احمد رضا نمبر ۱۳۹۶ھ / ۱۹۷۶ء، ص ۳۰۶ - ۳۲۴

۳۔ انوار رضا (لاہور)، مطبوعہ ۱۳۹۷ھ / ۱۹۷۷ء، ص ۳۲۸ - ۳۴۸

نوٹ: مفتی شجاعت علی قادری اپنی عربی تالیف مجدد الامۃ (مطبوعہ کراچی ۱۳۹۹ھ) کے صفحہ ۱۹۳ تا ۲۰۶ مولانا بریلوی کی ۴۶۱ کتابوں کی تفصیلات دی ہیں۔ (مسعود)

۴۔ اعجاز ولی خاں: ضمیمہ المعتقد المنتقد، مطبوعہ لاہور۔ ص ۲۶۶

۵۔ محمود احمد قادری: تذکرہ علمائے اہل سنت، مطبوعہ کانپور ۱۹۷۱ء، ص ۴۶

Marfat.com

"فاضل بریلوی کی تصانیف کی تفصیلی فہرست پوری تحقیق اور تلاش و جستجو کے بعد مولانا عبدالمبین نعمانی صاحب نے مرتب فرمائی ہے۔ جو عنقریب "المجمع الاسلامی" (مبارک پور) کے زیر اہتمام منظر عام پر آئے گی۔"[1]

تصانیف کے علاوہ بہت سے حواشی و شروح بھی مولانا بریلوی سے یادگار ہیں، چنانچہ ۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء میں انھوں نے اپنی بعض شروح و حواشی کا ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں :—

(ترجمہ عربی) "اور میں نے ان جملہ علوم (۴۵) کی بڑی بڑی کتابوں پر حواشی بھی لکھے ہیں، حاشیہ نویسی کا سلسلہ زمانۂ طالب علمی سے اب تک جاری ہے —— حنفی اصول فقہ کی کتاب مسلم الثبوت پر، صحیح بخاری کے نصف اوّل پر، صحیح مسلم اور جامع ترمذی پر شرح، رسالہ قطبیہ پر حاشیہ، امور عامہ پر اور شمس بازغہ پر، —— تیسیر شرح جامع صغیر پر، شرح چغمینی اور تصریح پر اقلیدس کے تین مقالوں اور الزیج الاجہ پر، اور علامہ شامی کی رد المحتار پر بھی حواشی لکھے۔ ان سب میں پچھلی یعنی رد المحتار کے حواشی سب سے زیادہ ہیں۔ مجھے اُمید ہے کہ اگر انھیں کتاب سے الگ کر دیا جائے تو دو جلدوں سے بڑھ جائیں گے"[2]

مولانا ظفر الدین بہاری نے مولانا ہدایت الرسول لکھنوی[3] (م ۱۹۱۵ء) سے مولانا بریلوی کے حواشی کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے جواب دیا :

---

[1] محمد یسین اختر : امام احمد رضا ارباب علم و دانش کی نظر میں، مطبوعہ الٰہ آباد ۱۳۹۷ھ / ۱۹۷۷ء، حاشیہ ص ۴۲

[2] احمد رضا خاں : رسائل رضویہ، جلد دوم، مطبوعہ لاہور، ص ۳۰۹

نوٹ : مولانا بریلوی کا حاشیہ رد المحتار، جد الممتار حیدرآباد دکن میں چھپ رہا ہے۔ (مسعود)

Marfat.com

"اعلیٰ حضرت کے حواشی خود ان کے افاضات وافادات ہوتے ہیں ۱؎"

اور دوسرے علماء کے حواشی کے بارے میں فرمایا کہ:

"کسی کتاب کی چند شرحیں، چند حواشی آگے رکھ کر کچھ اِس سے کچھ اُس سے لے کے ایک شرح لکھ ڈالی۔ ۲؎"

مولانا بریلوی کی مطبوعہ وغیر مطبوعہ تصانیف مختلف مقامات میں محفوظ ہیں۔ قلمی کتابوں کا ذخیرہ ہندوستان میں دار العلوم منظر اسلام (بریلی) میں محفوظ ہے ماہنامہ اعلیٰ حضرت ۳؎ (بریلی) میں اس علمی ذخیرہ سے ۴۳ علوم وفنون پر مولانا بریلوی کی ۲۵۰ قلمی کتابوں کی تفصیلات دی ہیں۔ ان کتابوں میں بہت سی مولانا بریلوی کی خود نوشتہ ہیں۔ یہاں چند کتابوں کا ذکر کیا جاتا ہے، مولانا بریلوی کی تصانیف کی تفصیلات کے لیے ایک مبسوط مقالے کی ضرورت ہے۔ یہاں ان سب کا سمانا مشکل ہے۔

علم فقہ

۱۔ شمائم العنبر فی ادب النداء امام المنبر، (عربی)، ۱۳۳۳ھ/۱۵-۱۹۱۴ء

۲۔ حسن التعمم لبیان حد التیمم، (اردو)، ۱۳۳۵ھ/۱۷-۱۹۱۶ء

۳۔ الکشف شافیا فی حکم فونوگرافیا (اردو) ۱۳۲۸ھ/۱۹۱۰ء

۴۔ نور عینی فی الانتصار للامام العینی، (عربی)

۵۔ تبویب الاشباہ والنظائر، (عربی)

۱؎ ظفر الدین بہاری: حیات اعلیٰ حضرت، جلد اوّل، مطبوعہ کراچی، ص ۱۳۸

۲؎ ایضاً، ص ۱۳۸

۳؎ ماہنامہ اعلیٰ حضرت (بریلی) شمارے اکتوبر دسمبر ۱۹۶۲ء

Marfat.com

ریاضی

۱۔ المعنی المجلی للمغنی انظلی، (فارسی)، ۱۳۲۷ھ/ ۱۹۰۹ء
۲۔ وجوہ زدایا مثلث کردی، (فارسی)، ۱۳۲۹ھ/ ۱۹۱۱ء
۳۔ مبحث المعادلہ ذات الدرجۃ الثانیہ، (عربی) ۱۳۳۱ھ/ ۱۹۱۲-۱۳ء
۴۔ زاویۃ الاختلاف المنظر، ۱۳۳۳ھ/ ۱۹۱۴-۱۵ء

جبر و مقابلہ

۱۔ رسالہ جبر و مقابلہ، (فارسی)، ۱۳۲۹ھ/ ۱۹۱۱ء
۲۔ حل سادتہائے درجہ سوم، (فارسی)، ۱۳۳۰ھ/ ۱۹۱۱-۱۲ء
۳۔ حل المعادلات لقوی المعکبات، (فارسی)

تکسیر

۱۔ ۱۱۵۲ مربعات، (اردو)، ۱۳۲۷ھ/ ۱۹۰۹ء

مثلث

۱۔ حاشیہ رسالہ در علم مثلث، (فارسی)، ۱۳۲۹ھ/ ۱۹۱۱ء
۲۔ تلخیص در علم مثلث کردی، (فارسی) ۱۳۳۱ھ/ ۱۹۱۲-۱۳ء

ہیئت

۱۔ استخراج اصول قمر الخ، (فارسی) ۱۳۱۹ھ/ ۱۹۰۱ء

---

[1] جناب سید ریاست علی قادری نے ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا (کراچی) کی طرف سے اس حاشیے کو متن کے ساتھ مرتب کر کے ۱۹۸۰ء میں شائع کر دیا ہے۔ (مسعود)

Marfat.com

۲۔ الکسر العشری، (عربی)، ۱۳۳۱ھ/ ۱۳-۱۹۱۲ء

۳۔ معدن علومی در سنین ہجری و عیسوی در وحی، (اردو)، ۱۳۲۶ھ/ ۱۹۰۸ء

۴۔ طلوع و غروب کواکب و قمر، (اردو)، ۱۳۳۷ھ/ ۱۹-۱۹۱۸ء

۵۔ قانون رویت اہلہ، (اردو) ۱۳۳۷ھ/ ۱۹-۱۹۱۸ء

۶۔ رویتہ الہلال، (اردو)، ۱۳۳۸ھ/ ۲۰-۱۹۱۹ء

۷۔ مقالہ مفردہ در نسبت تعفین و جزر، (اردو)

توقیت

۱۔ البریان القویم علی العرض والتقویم، (فارسی)، ۱۳۲۱ھ/ ۴-۱۹۰۳ء

۲۔ تسہیل تعدیل، (اردو)، ۱۳۲۹ھ/ ۱۹۱۱ء

۳۔ الجمل الدائرہ فی خطوط الدائرہ، (فارسی) ۱۳۳۰ھ/ ۱۲-۱۹۱۱ء

۴۔ اوقات صلوٰۃ مکہ معظمہ، (اردو)، ۱۳۳۱ھ/ ۱۳-۱۹۱۲ء

۵۔ استخراج تقویمات کواکب، (فارسی)، ۱۳۳۱ھ/ ۱۳-۱۹۱۲ء

۶۔ طلوع و غروب نیرین، (اردو)، ۱۳۳۲ھ/ ۱۴-۱۹۱۳ء

۷۔ سیول کواکب و تعدیل الایام، (اردو)، ۱۳۳۸ھ/ ۲۰-۱۹۱۹ء

۸۔ حاشیہ زبدۃ المنتخب فی العمل بالربع، (عربی)

ارثماطیقی

۱۔ الموھبات فی المربعات، ۱۳۱۹ھ/ ۲-۱۹۰۱ء

رد فلسفہ قدیمہ

۱۔ الکلمۃ الملہمۃ فی الحکمۃ لوہاء فلسفۃ المشئمۃ، (اردو)

Marfat.com

ردفلسفہ جدیدہ

۱۔ نوز مبین در حرکت زمین، (اردو)، ۱۳۳۸ھ/ ۱۹۱۹ء

۲۔ معین مبین بہر دور شمس و سکون زمین (اردو) ۱۳۳۸ھ/ ۱۹۱۹ء

جفر

۱۔ الجداول الرضویہ لاعمال الجفریہ، (عربی)، ۱۳۲۲ھ/ ۵-۱۹۰۴ء

۲۔ الرسائل الرضویہ للمسائل الجفریہ، (عربی)، ۱۳۲۲ھ/ ۵-۱۹۰۴ء

۳۔ اسہل الکتب فی جمیع المنازل. (عربی)، ۱۳۳۱ھ/ ۱۳-۱۹۱۲ء

نجوم

۱۔ مسؤلیات اسہام، (فارسی)، ۱۳۲۹ھ/ ۱۹۱۱ء

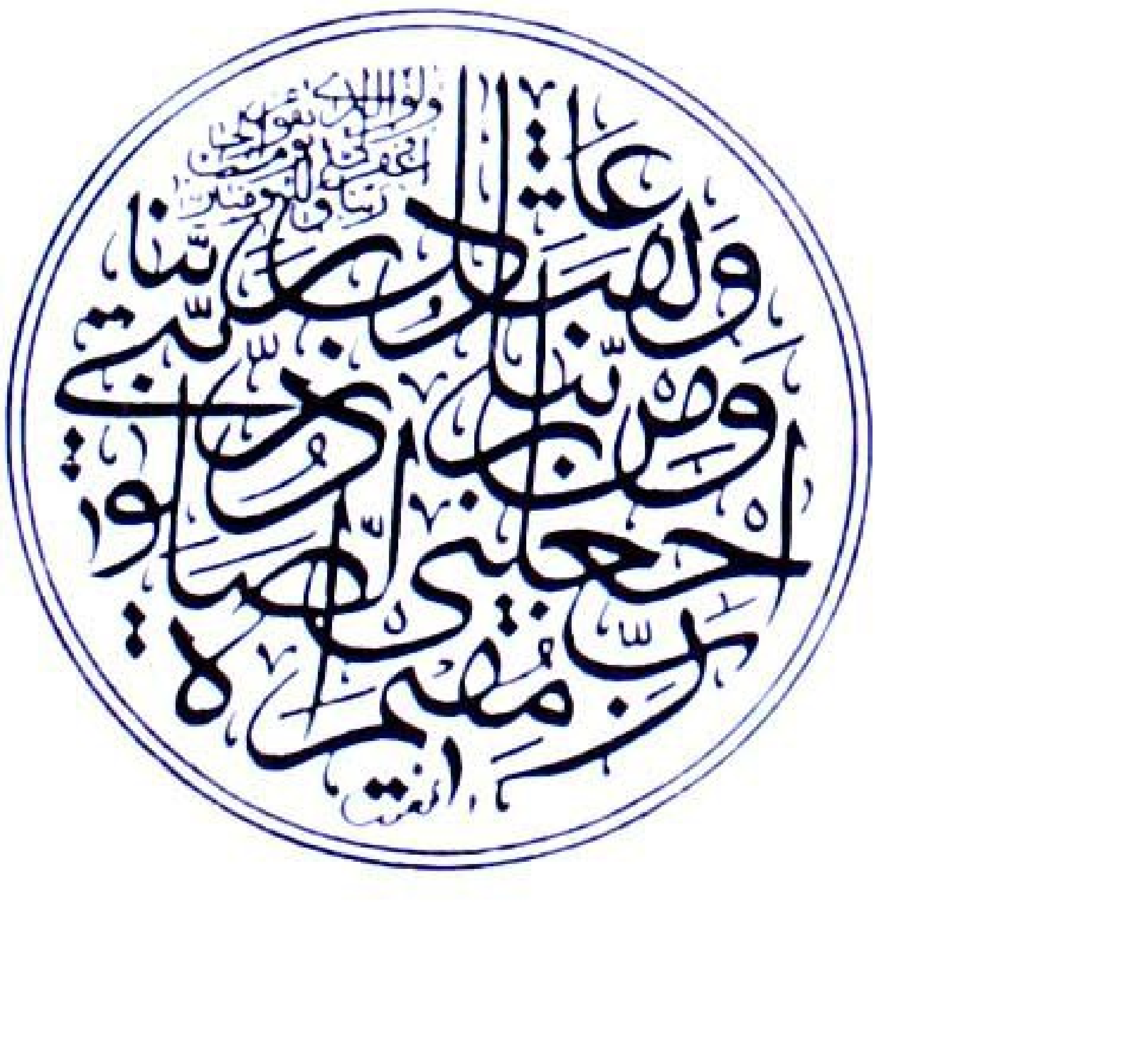

Marfat.com

(۹)

تحقیقات

کام کی رفتار ——— مولانا بریلوی کے اردو میں تذکرے — مولانا بریلوی کے عربی میں تذکرے ——— مولانا بریلوی کے انگریزی میں تذکرے ———

Marfat.com

Marfat.com

(۹)

مولانا بریلوی نے ۱۹۲۱ء میں انتقال فرمایا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب کہ تحریک ترکِ موالات نے مسلمانانِ ہند کو سیلاب جذبات میں بہا کر حلم و تدبر اور مآل اندیشی کے جوہر سے محروم کر دیا تھا —— قائدِ اعظم محمد علی جناح اور ڈاکٹر محمد اقبال بھی اس جذباتی فضا میں خاموش نظر آتے ہیں مگر مولانا بریلوی نے نتائج و عواقب سے بے نیاز ہو کر کلمۂ حق اس قوت سے بلند کیا کہ غیر تو غیر اپنے بھی خفا ہو گئے لیکن انھوں نے عظمت اسلام کی خاطر اس کی پرواہ نہ کی —— ظاہر ہے ایسے حالات میں کیسے توقع رکھی جا سکتی ہے کہ مولانا بریلوی کے انتقال کے بعد ان کے بارے میں کوئی قابلِ ذکر چیز شائع ہوتی، یہ اسی وقت ممکن تھا جب زمانہ ان باتوں پر مُہرِ تصدیق ثبت کر دے جن کی خاطر مولانا بریلوی نے ملامت خلق کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا اور جان عزیز جاں آفریں کے سپرد کر دی۔ جب وہ زمانہ آیا تو موافق و مخالف سب نے مولانا بریلوی کے کردار کو سراہا اور ان کی تعریف کی

مولانا بریلوی کے انتقال کے بعد مولانا محمود جان جودھپوری کا منظوم ذکر رضا (۱۹۲۱ء) سامنے آتا ہے —— پھر ۱۹۳۸ء تک کوئی قابل ذکر چیز سامنے نہ آئی۔ ۱۹۳۸ء میں مولانا ظفر الدین بہاری نے حیات اعلیٰ حضرت کا آغاز کیا جو ۱۹۵۰ء میں چار جلدوں میں مکمل ہوئی۔ ہنوز پہلی جلد شائع ہوئی ہے باقی جلدیں شاید ان کے صاحبزادے ڈاکٹر مختار الدین آرزو (صدر شعبۂ عربی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ) کے پاس محفوظ ہیں —— حیات اعلیٰ حضرت کی پہلی جلد راقم کی نظر سے گزری ہے۔ یہ مواد کے لحاظ سے مستند کہی جا سکتی ہے کیونکہ مولانا بریلوی کے متعلق بیشتر معلومات ذاتی مشاہدات پر مبنی ہیں مگر ترتیب تدوین کے لحاظ سے یہ ایسی کتاب نہیں جو فضلاء کے سامنے پیش کی جا سکے، شاید اسی وجہ سے علمی دنیا میں اس کو

Marfat.com

پذیرائی نہ مل سکی۔ شاہ مانا میاں قادری کی سوانح اعلیٰ حضرت بریلوی (مطبوعہ کراچی ۱۹۷۰ء) اور سید حامد علی قادری کی حیات طیبہ (مطبوعہ کراچی ۱۹۷۹ء) بھی قابل ذکر ہیں۔

۱۹۵۰ء اور ۱۹۶۸ء کے درمیان فاضل بریلوی پر کوئی قابل ذکر کتاب راقم کی نظر سے نہیں گزری ــــ ۱۹۶۸ء اور ۱۹۷۱ء کے درمیان قاضی عبدالنبی کوکب نے مقالات یوم رضا کے عنوان سے تین جلدوں میں فضلاء و دانشوروں کے تاثرات اور افکار و آراء شائع کیں۔ اس کے بعد مرکزی مجلس رضا، لاہور اور پاکستان و ہندوستان کے دوسرے فاضلوں اور اداروں نے بہت سا قابل ذکر مواد فراہم کیا، مثلاً:

۱۔ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی
۲۔ رضا میموریل کونسل کراچی
۳۔ رضا اکیڈمی، کراچی
۴۔ رضا پبلی کیشنز، لاہور
۵۔ بزم رضا، لاہور
۶۔ مکتبہ رضویہ، گجرات
۷۔ مجلس رضا، سرائے عالمگیر
۸۔ ادارۂ اشاعت تصنیفات رضا، بریلی
۹۔ رضا اکیڈمی، بریلی
۱۰۔ رضا ریسرچ سنٹر، علی گڑھ
۱۱۔ رضا اکیڈمی، مبارک پور، اعظم گڑھ
۱۲۔ مجلس رضا، انگلستان
ــــ وغیرہ وغیرہ

گزشتہ دس سال میں مولانا بریلوی پر اردو میں جو کام ہوا ہے اس کو سمیٹنے کے لیے ایک علیحدہ مقالہ کی ضرورت ہے۔ حال ہی میں مولانا محمد حسن رضا خاں (پٹنہ) نے مولانا بریلوی کے فقہی مقام پر پٹنہ یونیورسٹی میں ایک تحقیقی مقالہ پیش کر کے پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری لے لی ہے۔ چنانچہ موصوف ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

" پٹنہ یونیورسٹی سے اعلیٰ حضرت کے فقہی مقام پر تحقیق کر کے پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری حاصل کر لی ہے ــــ تھیسس پانچ سو تینتیس صفحات پر ہے ــــ ۹/۲۲ کو ڈگری مل گئی ہے [1]

[1] مکتوب مولانا محمد حسن رضا خاں از پٹنہ، محررہ ۲۴ ستمبر ۱۹۷۹ء

Marfat.com

عربی میں غالباً سب سے پہلے ازہر یونیورسٹی (قاہرہ) کے پروفیسر ڈاکٹر محی الدین الوائی (اہل حدیث) نے مولانا بریلوی پر ایک وقیع مقالہ لکھا جو مصر کے مشہور جریدے صوت الشرق (قاہرہ) میں شائع ہوا[1] — جزوی طور پر مفتی اعجاز ولی خاں نے المستند المعتمد[2] میں مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری نے اجلی الاعلام[3] میں اور غالباً مولانا افتخار احمد قادری نے الفضل الموھبی[4] میں مولانا بریلوی کے حالات کا ذکر کیا ہے — پروفیسر مفتی سید شجاعت علی قادری نے مولانا بریلوی پر ایک مقالہ بعنوان:

الاستاذ احمد رضا خان بین الفقہا والاصولیین

لکھا تھا لیکن ان کی عربی تصنیف مجدد الامۃ مولانا بریلوی کے تمام پہلوؤں پر حاوی ہے[5]

انگریزی میں مولانا بریلوی پر زیادہ کام نہیں ہوا، راقم الحروف نے ایک مختصر تحقیقی مقالہ لکھا ہے[6] مغربی دنیا کے مستشرقین مولانا بریلوی کی شخصیت سے ناواقف رہے۔ چنانچہ لیڈن یونیورسٹی (ہالینڈ) کے شعبۂ اسلامیات کے پروفیسر ڈاکٹر جے۔ ایم۔ ایس بلیان نے ایک مکتوب میں راقم کو لکھا:

(ترجمہ انگریزی) مجھے یہ اعتراف ہے کہ میں احمد رضا خاں کے نام تک سے واقف نہیں[7]

---

[1] صوت الشرق (قاہرہ)، فروری ۱۹۷۵ء

[2] فضل رسول بدایونی: المستند المعتمد، مطبوعہ لاہور، ص ۲۶۵-۷۴، ۲

[3] احمد رضا خاں: اجلی الاعلام، مطبوعہ استنبول ۱۹۷۵ء، ص ۲-۴

[4] احمد رضا خاں: الفضل الموھبی، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۷ء

[5] شجاعت علی قادری: مجدد الامۃ، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۹ء صفحات ۲۱۸

[6] NEGLECTED GENIUS OF THE EAST LAHORE, 1978

[7] مکتوب محررہ ۱۲ اپریل ۱۹۷۳ء از لیڈن

Marfat.com

پھر ایک مکتوب میں لکھا :

(ترجمہ انگریزی) " بلاشبہ یہ بات تعجب خیز ہے کہ ڈبلیو سی۔ اسمتھ کی کتاب "ماڈرن اسلام ان انڈیا" اور ایم۔ مجیب کی کتاب " دی انڈین مسلمز" میں احمد رضا خاں کا ذکر نہیں کیا گیا۔"[1]

پھر ایک اور مکتوب میں لکھا :

(ترجمہ انگریزی) یقیناً اس سلسلے میں بہت کچھ تحقیق کرنی ہے اور یہ بات قابل افسوس ہے کہ برصغیر پاک و ہند میں اسلام کے بارے میں جو پیش رفت ہوئی ہے ہمارے مغربی فضلاء و محققین عام طور پر اس سے نظر انداز کر دیتے ہیں۔[2]

انگریزی کی بعض کتابوں میں مولانا بریلوی کا ذکر ملتا ہے مثلاً مندرجہ ذیل حضرات کی تصانیف میں :

(۱) LEONARD BINDER [3]

(۲) شیخ محمد اکرام [4]

(۳) NIKKI R. KEDDIE [5]

---

[1] مکتوب محررہ ۲۸ دسمبر ۱۹۷۰ء از لیڈن

[2] مکتوب محررہ ۲۳ مارچ ۱۹۷۹ء از لیڈن

[3] LEONARD BINDER : RELIGION AND POLITICS IN PAKISTAN, LOSANGLES, 1961. P-31-33

[4] S.M. IKRAM : MODERN MUSLIM INDIA AND THE BIRTH OF PAKISTAN, LAHORE, 1970, P. 116

[5] NIKKI R KEDDI : SCHOLARS, SAINTS AND SUFIS MUSLIM RELIGION INSTITUTION SINCE 1500, LONDON, 1972.

Marfat.com

۴۔ ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی[1]

۵۔ میاں عبدالرشید[2]

۶۔ سید انور علی[3]

حال ہی میں کیلیفورنیا یونیورسٹی (امریکہ) کے شعبۂ تاریخ کی فاضلہ ڈاکٹر باربرا مٹکاف نے ایک مقالہ لکھا ہے جس کا عنوان ہے:

THE REFORMIST 'ULAMA: MUSLIM RELIGIOUS LEADERSHIP IN INDIA 1860-1900 (BERKELEY, 1974)

اس مقالے کے آٹھویں باب میں مولانا بریلوی اور ان کے مسلک کے بارے میں ۱۹ صفحات پر اظہار خیال کیا۔ یہ صفحات نظر ثانی کے لیے راقم کے پاس آئے تھے۔ ـــــ پروفیسر غلام سرور صاحب (صدر المنظمہ۔ الباکستان للدعوۃ الاسلامیہ، لاہور) نے ایک مکتوب[4] میں راقم کو لکھا ہے کہ وہ مولانا بریلوی پر انگریزی میں ایک مبسوط مقالہ لکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں ـــــ انگلستان میں پروفیسر غیاث الدین ملفوظات اعلیٰ حضرت کا انگریزی میں ترجمہ کر رہے ہیں۔ امید ہے کہ دسمبر ۱۹۷۹ء تک مکمل ہو جائے گا۔ مولانا بریلوی پر اگرچہ کافی کام ہو چکا ہے مگر ابھی ہمارے محققین اور مستشرقین اس طرف متوجہ نہیں ہوئے، ان کو متوجہ ہونا چاہیے اور مولانا بریلوی پر ہماری جامعات[5]

---

[1] I. H. QURAISHI: ULEMA IN POLITICS KARACHI 1972

[2] ABDUL RASHID: ISLAM IN INDO-PAK SUBCONTINENT LAHORE, 1978

[3] ANWAR ALI: MYSTICS AND THE MONARCHS, KARACHI, 1979.

[4] مکتوب محررہ ۲۸ مارچ ۱۹۷۹ء

[5] جامعہ سندھ (حیدر آباد) نے ایم۔ اے (اردو) کے نصاب میں مولانا بریلوی کا انتخاب کلام شامل کیا ہے۔ ۱۹۷۹ء کے ایم۔ اے (سال اوّل) کے پرچے میں مولانا بریلوی سے متعلق دو سوالات

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

اور تحقیقی اداروں میں کام ہونا چاہیئے ۔ ہندوستان میں ایک تحقیقی ادارہ قائم ہوا ہے جس کی خبر ورلڈ اسلامک مشن (بریڈ فورڈ، انگلستان) کے سیکریٹری کے خط سے ملی ہے۔ وہ لکھتے ہیں :۔

"سُنی عربی یونیورسٹی (مبارک پور) میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ پر تحقیقی کام کرنے کے لیے ورلڈ اسلامک مشن کے زیر اہتمام ایک تصنیفی ادارہ بنام "دائرۃ المعارف الرضویہ" (امام احمد رضا ریسرچ اکیڈمی) قائم کیا گیا ہے۔ اس کے لیے مواد کی فراہمی کا کام بڑے زور شور سے ہو رہا ہے۔ مختلف فن کے ماہرین علماء کا ایک بورڈ بنا دیا گیا ہے اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی زندگی پر مختلف موضوعات ان کے سپرد کر دیئے گئے ہیں [1]

مرکز تعلیمات اسلامی (علی گڑھ) کی نگرانی میں رضا ریسرچ سنٹر قائم کیا گیا ہے جہاں مولانا بریلوی کی مطبوعات و مخطوطات کی اشاعت اور انگریزی، فرانسیسی اور عربی زبانوں میں ترجمہ کا انتظام کیا جا رہا ہے [2]

مولانا احمد رضا خان بریلوی کی علمی شخصیت کو ملک اور بیرونی ممالک خصوصاً حرمین شریفین کے علماء و فضلاء نے بہت سراہا ہے، مختلف اہل قلم نے ان کے تاثرات کو جمع کیا ہے، تفصیلات کے لیے مندرجہ ذیل مآخذ سے رجوع کریں :—

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) - بھی نظر آئے —— جامعہ پنجاب (لاہور) میں مولانا بریلوی کے ایک عربی رسالہ کو ایم۔ اے (عربی) میں بطور مونوگراف پیش کیا گیا تھا —— مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ میں ڈاکٹریٹ (عربی) کے ایک مقالے میں ڈاکٹر حامد علی نے مولانا بریلوی کی عربی شاعری کا ذکر کیا ہے۔ پٹنہ یونیورسٹی، پٹنہ میں مولانا حسنین رضا، مولانا بریلوی کی فقاہت پر ڈاکٹریٹ کے لیے ایک مقالہ تیار کر رہے ہیں۔ (مسعود)

[1] مکتوب محررہ جمادی الاخری ۱۳۹۵ھ بنام حکیم محمد موسیٰ امرتسری (صدر مرکزی مجلس رضا، لاہور)

[2] سہ ماہی تعلیمات (علی گڑھ)، شمارہ نمبر ۱، ص ۱۶

Marfat.com

۱۔ عبدالنبی کوکب : "مقالات یوم رضا" جلد اوّل، دوم، سوم مطبوعہ لاہور ۱۹۶۸ء-۱۹۷۱ء

۲۔ المیزان (بمبئی) امام احمد رضا نمبر ۱۹۷۶ء

۳۔ محمد یٰسین اختر : "امام احمد رضا اہل علم و دانش کی نظر میں" مطبوعہ الٰہ آباد ۱۹۷۷ء

۴۔ انوار رضا (لاہور)، مطبوعہ ۱۹۷۷ء

۵۔ محمد مسعود احمد : "فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں" مطبوعہ لاہور ۱۹۷۸ء

۶۔ محمد مسعود احمد : "عاشق رسول، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء

۷۔ محمد مسعود احمد : عبقر الشرق (انگریزی)، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۸ء

۸۔ شجاعت علی قادری : مجدد الامتہ (عربی)، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۹ء)

۹۔ محمد مرید احمد چشتی : خیابان رضا، جلد اوّل، دوم (زیر طبع، لاہور)

احقر کے ایک کرمفرما مولانا اسد نظامی (جہانیاں منڈی، ضلع ملتان) نے مولانا بریلوی کے بعض موافق و مخالف علماء و فضلاء کے تاثرات قدیم اخبارات و رسائل سے جمع کیے ہیں۔ موصوف نے یہ تاثرات مع مفصل حوالہ جات ارسال فرمائے ہیں لیکن چونکہ راقم نے ان تاثرات کا اصل مآخذ سے تقابل نہیں کیا اس لیے نہ ان کی تصدیق کی جا سکتی ہے نہ تکذیب ۔—— اگر یہ تاثرات صحیح ہیں تو پھر ان کی روشنی میں مولانا بریلوی کی فضیلت علمی اور نمایاں نظر آتی ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے مخالفین نہ صرف ان سے متاثر تھے بلکہ غائبانہ استفادہ بھی کرتے تھے[1]

---

[1] مولانا اسد نظامی نے جن حضرات کے تاثرات بھیجے ہیں ذیل میں ان کے ناموں کے ساتھ مفصل حوالے درج کیے جاتے ہیں :

۱۔ مولانا شبلی نعمانی (الندوہ، لکھنؤ، اکتوبر ۱۹۱۴ء، ص ۱۷)

۲۔ مولانا فضل عظیم بہاری (اہل حدیث) اخبار شحنۂ ہند، میرٹھ، دسمبر ۱۹۱۶ء، ص ۵)

۳۔ مولانا محمود الحسن دیوبندی (اخبار نظام الملک، کلکتہ، ۱۷ مئی سن ۱۹۲۰ء، ص ۴)

۴۔ مولانا رشید احمد گنگوہی (رسالہ العلوم، دیوبند، ذیقعدہ ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء، ص ۱۷)

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

الغرض مولانا بریلوی، ان کے صاحبزادگان، خلفاء اور تلامذہ نے اسلام اور پاکستان کے لیے قابل قدر خدمات انجام دی ہیں، ان کی بے لوث خدمات کا تقاضا ہے کہ پاکستان کے علمی ادارے مولانا بریلوی پر تحقیقی کام کریں ـــــ وہ اپنے دور کے ممتاز مفتی و فقیہ تھے، ان کی فقہی خدمات پر خاص طور پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ اس تحقیق سے مملکت اسلامیہ پاکستان کو بہت سے علمی اور آئینی فائدے حاصل ہو سکتے ہیں۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ

۵۔ مولانا محمد انور شاہ کشمیری (الہادی، دیوبند، جمادی الاول ۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۲ء، ص ۲۱)

۶۔ سید سلیمان ندوی (الندوہ، لکھنو، اگست ۱۹۲۳ء، ص ۱۷)

۷۔ مفتی اعزاز علی دیوبندی (النور، تھانہ بھون، شوال المکرم ۱۳۳۶ھ / ۱۹۱۸ء، ص ۴)

۸۔ مولوی اشرف علی تھانوی (ا) النور، تھانہ بھون، جمادی الاول ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۱ء، ص ۱۴
(ب) اشرف السوانح، جلد اول، مطبوعہ لاہور، ص ۱۲۸

۹۔ مولانا شبیر احمد عثمانی (الہادی، تھانہ بھون، ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ، ص ۲۱

Marfat.com

(۱۰)

مآخذ و مراجع

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہٖ

زمین و زماں تمہارے لیے، مکین و مکاں تمہارے لیے
چنین و چناں تمہارے لیے، بنے دو جہاں تمہارے لیے

دہن میں زباں تمہارے لیے، بدن میں ہے جاں تمہارے لیے
ہم آئے یہاں تمہارے لیے، اُٹھیں بھی وہاں تمہارے لیے

فرشتے خِدم، رسولِ حشم، تمامِ اُمم، غلامِ کرم
وجود و عدم، حدوث و قِدم، جہاں میں عیاں تمہارے لیے

اصالتِ کُل، امامتِ کُل، سیادتِ کُل، امارتِ کُل
حکومتِ کُل، ولایتِ کُل، خدا کے یہاں تمہارے لیے

تمہاری چمک، تمہاری دمک، تمہاری جھلک، تمہاری مہک
زمین و فلک، سماک و سمک میں سکہ نشاں تمہارے لیے

Marfat.com

(۱۰)

احمد رضا خاں: الاحلی من السکر لطلبۃ سکر روسر (۱۳۰۳ھ / ۱۸۸۵ء)

احمد رضا خاں: النہی الاکید عن الصلوٰۃ وراء عدی التقلید (۱۳۰۵ھ / ۱۸۸۷ء)

احمد رضا خاں: الزمزمۃ القمریہ فی الذب عن الخمریہ (۱۳۰۶ھ / ۱۸۸۸ء) مطبوعہ لاہور

احمد رضا خاں: الحجۃ الفائحہ لطیب التعین والفاتحہ (۱۳۰۷ھ / ۱۸۸۹ء) "

احمد رضا خاں: اعلام الاعلام بان ہندوستان دار الاسلام (۱۳۰۶ھ / ۱۸۸۸ء)

احمد رضا خاں: اعز الاکتناہ فی رد صدقۃ مانع الزکوٰۃ (۱۳۰۹ھ / ۱۸۹۱ء) مطبوعہ بریلی

احمد رضا خاں: ہادی الناس فی رسوم الاعراس (۱۳۱۲ھ / ۱۸۹۴ء) مطبوعہ لاہور

احمد رضا خاں: الفضل الموہبی فی معنی اذا صح الحدیث فہو مذہبی (۱۳۱۳ھ / ۱۸۹۵ء) مطبوعہ بریلی ۱۹۱۹ء

احمد رضا خاں: الہاد الکاف فی حکم الضعاف (۱۳۱۳ھ / ۱۸۹۵ء)

احمد رضا خاں: حاجز البحرین الواقی عن جمع الصلوٰتین (۱۳۱۳ھ / ۱۸۹۵ء)

احمد رضا خاں: مدارج طبقات الحدیث (۱۳۱۳ھ / ۱۸۹۵ء)

احمد رضا خاں: الاحادیث الراویہ لمدح الامیر المعاویہ (۱۳۱۳ھ / ۱۸۹۰)

احمد رضا خاں: شفاء الوالہ فی صور الحبیب و مزارہ و نعالہ (۱۳۱۵ھ / ۱۸۹۷ء) مطبوعہ بریلی

احمد رضا خاں: شرح المطالب فی مبحث ابی طالب (۱۳۱۶ھ / ۱۸۹۸ء) مطبوعہ لاہور

احمد رضا خاں: مشرقستان قدس (۱۳۱۶ھ / ۱۸۹۸ء) مطبوعہ پٹنہ

احمد رضا خاں: چراغ انس (۱۳۱۸ھ / ۱۹۰۰ء) مطبوعہ بریلی

احمد رضا خاں: قصیدۂ غوثیہ مع ترجمہ منظومہ (۱۳۲۱ھ / ۱۹۰۳ء) مطبوعہ لاہور

احمد رضا خاں: الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ (۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء) مطبوعہ کراچی

احمد رضا خاں: مواہب ارواح القدس لکشف حکم العرس (۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء) مطبوعہ لاہور

Marfat.com

احمد رضا خاں: کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم (۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء) مطبوعہ لاہور

احمد رضا خاں: حدائق بخشش حصہ اوّل و دوم (۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء) مطبوعہ کراچی

احمد رضا خاں: البیان شافیا لفونوغرافیا (۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء)، مطبوعہ لاہور

احمد رضا خاں: الفیوضات الملکیہ لمحب الدولۃ المکیہ (۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء)، مطبوعہ کراچی

احمد رضا خاں: فقہ شہنشاہ وان القلوب بید المحبوب بعطاء اللہ (۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء) مطبوعہ لاہور

احمد رضا خاں: ابریق المنار بشموع المزار (۱۳۳۱ھ/۱۹۱۲ء)، مطبوعہ لاہور

احمد رضا خاں: السنیۃ الانیقہ فی فتاوی افریقہ (۱۳۳۶ھ/۱۹۱۷ء) مطبوعہ بریلی

احمد رضا خاں: الاستمداد علی اجیال الارتداد (۱۳۳۷ھ/۱۹۱۸ء)، مطبوعہ لائل پور ۱۹۶۲ء

احمد رضا خاں: الکلمۃ الملہمہ فی الحکمۃ المحکمہ لوہاء فلسفۃ المشئمہ (۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء) مطبوعہ دہلی

احمد رضا خاں: نزول آیات فرقان بسکون زمین و آسمان (۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء) مطبوعہ لکھنؤ

احمد رضا خاں: المحجۃ المؤتمنہ فی آیۃ الممتحنہ (۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء)، مطبوعہ لاہور

احمد رضا خاں: العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ، جلد اوّل، مطبوعہ لاہور

احمد رضا خاں: العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ، جلد دوم، مطبوعہ لائل پور

احمد رضا خاں: العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ، جلد سوم، (۱۳۸۱ھ/۱۹۶۱ء) مطبوعہ مبارک پور

احمد رضا خاں: العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ، جلد چہارم (۱۳۹۴ھ/۱۹۷۴ء) مطبوعہ لائل پور

احمد رضا خاں: جواہر البیان فی اسرار الارکان، مطبوعہ بریلی

احمد رضا خاں: الاجازۃ المتینۃ لعلماء بکۃ والمدینۃ، مطبوعہ لاہور (۱۳۹۶ھ/۱۹۷۶ء)

احمد رضا خاں: الاجازۃ الرضویہ لمبجل مکۃ البہیۃ، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۶ھ/۱۹۷۶ء

احمد رضا خاں: کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن مع خزائن العرفان فی تفسیر القرآن، المجدد احمد رضا اکیڈمی، کراچی

احمد رضا خاں: کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن مع خزائن العرفان فی تفسیر القرآن، چاند کمپنی، لاہور

احمد رضا خاں: الجواہر والیواقیت فی علم التوقیت (مرتبہ مولانا ظفر الدین بہاری) مطبوعہ مراد آباد

احمد رضا خاں: اطائب الاکسیر فی علم التکسیر

احمد رضا خاں: سفر السفر عن الجفر بالجفر

Marfat.com

احمد رضا خاں: الزبدۃ الزکیہ لتحریم سجود التحیہ، مطبوعہ بریلی

احمد رضا خاں: مروج النجا لخروج النساء، مطبوعہ بریلی

احمد رضا خاں: جلی الصوت لنھی الدعوت امام الموت، مطبوعہ بریلی۔

احمد رضا خاں: حاشیہ رسالہ در علم لوگارثم (مرتبہ سید ریاست علی قادری) مطبوعہ کراچی ۱۳۰۰ھ / ۱۹۸۰ء

احمد رضا خاں: جمل النور فی نھی النساء عن زیارۃ القبور، مطبوعہ بریلی

احمد رضا خاں: مسائل سماع (مرتبہ مولوی عرفان علی)، مطبوعہ لاہور

احمد رضا خاں: حدائق بخشش حصہ سوم، مطبوعہ بدایوں

احمد رضا خاں: النفس الفکر فی قربان البقر، مطبوعہ بریلی (۱۲۹۸ھ / ۱۸۸۰ء)

احمد رضا خاں: دوام العیش فی الائمۃ من قریش، مطبوعہ بریلی (۱۳۴۱ھ / ۱۹۲۲ء)

احمد رضا خاں: تدبیر فلاح ونجات واصلاح (کلکتہ ۱۳۳۱ھ / ۱۹۲۱ء)، مطبوعہ لاہور

احمد رضا خاں: جد الممتار حاشیہ رد المحتار، حیدرآباد دکن (زیر طبع)

احمد رضا خاں: اجلی الاعلام، مطبوعہ استانبول (۱۳۹۵ھ / ۱۹۷۵ء)

احمد رضا خاں: الفضل الموھبی (معربہ مولانا افتخار احمد)، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۷ھ / ۱۹۷۷ء

احمد رضا خاں: سمح الندا فیما یورث العجز عن الماء، مطبوعہ لاہور

احمد رضا خاں: النور والنورق لاسفار الماء المطلق، مطبوعہ لاہور

احمد رضا خاں: النھی النمیر فی الماء المستدیر، مطبوعہ لاہور

احمد رضا خاں: رحب الساحۃ فی میاہ لا یستوی وجھھا وجوفھا فی المساحۃ، مطبوعہ لاہور

احمد رضا خاں: الدقۃ والتبیان لعلم الرقۃ والسیلان، مطبوعہ لاہور

احمد رضا خاں: المطر السعید علی نبت جنس الصعید، مطبوعہ لاہور

احمد رضا خاں: الطراز المعلم فیما ھو حدث من احوال الدم

احمد رضا خاں: ترنم حمام الحمی فی محامد امام العلماء، (۱۳۰۵ھ / ۱۸۸۷ء)

احمد رضا خاں: مجیر معظم شرح قصیدہ اکسیر اعظم، (۱۳۰۲ھ / ۱۸۸۴ء)

احمد سرھندی: مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مطبوعہ امرتسر (۱۳۳۳ھ / ۱۹۱۴ء)

Marfat.com

اختر الحامدی : امام نعت گویاں، مطبوعہ لاہور (۱۳۹۷ھ / ۱۹۷۷ء)

اشرف علی : القرآن الحکیم مع ترجمہ و تفسیر، مطبوعہ لاہور

اعجاز ولی خاں : ضمیمہ المعتقد المنتقد، مطبوعہ لاہور

الٰہی بخش، ڈاکٹر : عرفان رضا (قلمی) پشاور (۱۳۹۹ھ / ۱۹۷۹ء)

باربرا مٹکاف : ہندوستان میں مسلم مذہبی قیادت اور مصلح علماء (انگریزی) مطبوعہ برکلے ۱۹۷۴ء

بدرالدین سرہندی : مجمع الاولیاء، مخطوطہ انڈیا آفس لائبریری، لندن نمبر ۶۴۵ مکتوبہ ۱۰۴۳ھ / ۱۶۳۳ء

حامد رضا خاں : سلامۃ اللہ لاہل السنۃ من سیل العناد والفتنۃ (۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۴ء)، مطبوعہ بریلی

حسن رضا خاں : آئینہ قیامت، مطبوعہ بریلی (۱۳۲۷ھ / ۱۹۰۹ء)

حسن نظامی : مہاتما گاندھی کا فیصلہ، مطبوعہ دہلی (۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء)

خدا بخش اظہر : مسلم لیگ، مطبوعہ لاہور (۱۳۵۹ھ / ۱۹۴۰ء)

رحمان علی : تذکرہ علمائے ہند (مترجم محمد ایوب قادری)، مطبوعہ ۱۳۸۱ھ / ۱۹۶۱ء

رحمان علی : تذکرہ علمائے ہند (فارسی)، مطبوعہ لکھنؤ ۱۳۳۳ھ / ۱۹۱۴ء

رفیع الدین شاہ محدث : قرآن شریف مترجم، مطبوعہ دہلی ۱۳۶۱ھ / ۱۹۴۲ء

رئیس احمد جعفری : اوراق گم گشتہ، مطبوعہ لاہور ۱۳۸۸ھ / ۱۹۶۸ء

شاعر لکھنوی : تاریخ نعت گوئی میں حضرت رضا بریلوی کا منصب۔ مطبوعہ لاہور ۱۳۹۷ھ / ۱۹۷۷ء

شجاعت علی مفتی : مجدد الامۃ، مطبوعہ کراچی ۱۳۹۹ھ / ۱۹۷۹ء

شرکت حنفیہ : انوار رضا، مطبوعہ لاہور، ۱۳۹۷ھ / ۱۹۷۷ء

شمس بریلوی : احمد رضا خاں کے نعتیہ کلام کا تحقیقی اور ادبی جائزہ مطبوعہ کراچی ۱۹۷۹ء

ظفر الدین بہاری : حیات اعلیٰ حضرت (۱۹۳۸ء) جلد اول، مطبوعہ کراچی

ظفر الدین بہاری : سعد الفرار المہاجری بہار (۱۳۶۶ھ / ۱۹۴۷ء)، مطبوعہ پٹنہ

ظفر الدین بہاری : المجمل المعدد لتالیفات المجدد (۱۳۲۷ھ / ۱۹۰۹ء) مطبوعہ پٹنہ

Marfat.com

ظفر الدین بہاری: ۱۴ دیں صدی ہجری کے مجدد، مطبوعہ لاہور (۱۴۰۰ھ / ۱۹۸۰ء)

عبد الحکیم اختر شاہجہانپوری: رسائل رضویہ، جلد اول (۱۳۹۴ھ / ۱۹۷۴ء) جلد دوم (۱۳۹۶ھ / ۱۹۷۶ء)

عبد الحی لکھنوی حکیم: نزہۃ الخواطر و بہجۃ المسامع والنواظر، جزء ثامن مطبوعہ حیدر آباد دکن ۱۳۹۰ھ / ۱۹۷۰ء

عبد القادر بدایونی ملا: منتخب التواریخ (اردو)، جلد دوم، مطبوعہ لاہور ۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۲ء

عبد النبی کوکب قاضی: مقالات یوم رضا، جلد اول، دوم، سوم مطبوعہ لاہور ۱۳۸۸-۹۱ھ / ۱۹۶۸-۷۱ء

غلام رسول مہر: ۱۸۵۷ء کے مجاہد، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۱ھ / ۱۹۷۱ء

غلام معین الدین: حیات صدر الافاضل، مطبوعہ لاہور

فضل رسول بدایونی: المستند المعتمد، مطبوعہ لاہور

مانا میاں قادری: سوانح اعلیٰ حضرت بریلوی (۱۳۹۰ھ / ۱۹۷۰ء) مطبوعہ کراچی

محمد جمیل الرحمن قادری: تحقیقات قادریہ، مطبوعہ بریلی ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء

محمد جلال الدین قادری: خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۸ھ / ۱۹۷۸ء

محمد رفیع اللہ صدیقی: فاضل بریلوی کے معاشی نکات، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۷ھ / ۱۹۷۷ء

محمد سلیمان اشرف: النور، مطبوعہ علی گڑھ ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء

محمد سلیمان اشرف: الرشاد، مطبوعہ علی گڑھ ۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء

محمد عبد القدیر: ہندو مسلم اتحاد پر کھلا خط مہاتما گاندھی کے نام، مطبوعہ علی گڑھ ۱۹۲۵ء

محمد عبد الوحید: دربار حق و ہدایت، مطبوعہ پٹنہ ۱۳۱۸ھ / ۱۹۰۰ء

محمد صادق قصوری: خلفائے اعلیٰ حضرت، جلد اول و دوم (زیر طبع، لاہور)

محمد صادق قصوری: اکابر تحریک پاکستان جلد اول ۱۳۹۶ھ / ۱۹۷۶ء مطبوعہ لاہور جلد دوم ۱۳۹۹ھ / ۱۹۷۹ء مطبوعہ لاہور

محمد مرید احمد چشتی: امام احمد رضا ارباب علم و دانش کی نظر میں، جلد اول و دوم (زیر طبع، لاہور)

محمد محدث کچھوچھوی: خطبہ جمہوریہ اسلامیہ، مطبوعہ مراد آباد ۱۳۶۶ھ / ۱۹۴۶ء

محمد مسعود احمد: فاضل بریلوی اور ترک موالات، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۱ھ / ۱۹۷۱ء

محمد مسعود احمد: فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں مطبوعہ لاہور ۱۳۹۱ھ / ۱۹۷۱ء

محمد مسعود احمد: عاشق رسول، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۶ھ / ۱۹۷۶ء

Marfat.com

محمد مسعود احمد: رضا بریلوی (انسائیکلوپیڈیا آف اسلام، جلد نمبر ۱۰، جز نمبر ۵، مطبوعہ لاہور

محمد مسعود احمد: تحریک آزادی ہند اور السواد الاعظم، مطبوعہ کراچی ۱۳۹۹ھ / ۱۹۷۹ء

محمد مصطفٰی رضا خاں: الملفوظ حصہ اوّل، دوم، سوم، چہارم (۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء) مطبوعہ بریلی و کراچی

محمد مصطفٰی رضا خاں: فصل الخلافۃ، مطبوعہ بریلی

محمد مصطفٰی رضا خاں: طرق الہدی والارشاد الی احکام الامارۃ والجہاد (۱۳۴۱ھ / ۱۹۲۲ء)

محمد مصطفٰی رضا خاں: الطاری الداری حصہ اوّل، دوم، سوم، (۱۳۳۹ھ) مطبوعہ بریلی

محمد میاں قادری: خطبہ صدارات، مطبوعہ سیتاپور ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء

محمد نقی علی خاں: احسن الوعا لاداب الدعا مع ذیل المدعا لاحسن الوعا، مطبوعہ لاہور

محمد نقی علی خاں: ہدایۃ البریہ الی الشریعۃ الاحمدیہ، مطبوعہ سیتاپور ۱۲۹۸ھ / ۱۸۸۰ء

محمد نقی علی خاں: اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد، مطبوعہ سیتاپور ۱۲۹۸ھ / ۱۸۸۰ء

محمد نقی علی خاں: جواہر البیان فی اسرار الارکان، مطبوعہ سیتاپور ۱۲۹۸ھ / ۱۸۸۰ء

محمد وارث جمال: امام شعر و ادب، مطبوعہ الٰہ آباد ۱۳۹۸ھ / ۱۹۷۸ء

محمد یٰسین اختر: امام احمد رضا اہل دانش کی نظر میں، مطبوعہ الٰہ آباد ۱۳۹۷ھ / ۱۹۷۷ء

محمد یٰسین اختر: المدیح النبوی (عربی) مطبوعہ سرائے میر (اعظم گڑھ) ۱۳۹۹ھ / ۱۹۷۹ء

محمود احمد قادری: تذکرہ علمائے اہل سنت، مطبوعہ کانپور ۱۳۹۱ھ / ۱۹۷۱ء

مقبول احمد قادری: پیغامات یوم رضا، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۱ھ / ۱۹۷۹ء

منور حسین: ملفوظات امیر ملت، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۶ھ / ۱۹۷۶ء

نذیر احمد مولوی: قرآن شریف مترجم، مطبوعہ دہلی ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء

ABDUL RASHID : ISLAM IN INDO-PAK SUB-CONTINENT LAHORE, 1977.

ANWAR ALI : MYSTICS AND MONARCHS, KARACHI 1979.

BARBARA D. METCALF : THE REFORMIST ULAMA MUSLIM RELIGIOUS LEADERSHIP IN INDIA-1860-1900 (BERKELEY, 1974)

Marfat.com

ISHTIAQ HUSSAIN QURAISHI : ULEMA IN POLITICS, KARACHI, 1973.

LEONARD BINDER :- RELIGION AND POLITICS IN PAKISTAN, LOS ANGLES, 1961.

MUHAMMAD MASOOD AHMED : NEGLECTED GENIUS OF THE EAST, LAHORE, 1978

NIKKI R. KEDDI : SCHOLARS, SAINTS AND SUFIS MUSLIM RELIGION INSTITUTIONS SINCE 1500 LONDON, 1972.

S. M. IKRAM : MODEREN MUSLIM INDIA AND THE BIRTH OF PAKISTAN, LAHORE 1970.

جرائد

اردوئے معلّٰی (علی گڑھ)، جون سنہ ۱۳۳۰ھ / سنہ ۱۹۱۲ء

اعلیٰ حضرت (بریلی)، اکتوبر تا دسمبر، سنہ ۱۳۸۲ھ / سنہ ۱۹۶۲ء

اقبال ریویو (کراچی)، جنوری، سنہ ۱۹۷۳ء / سنہ ۱۳۹۳ھ

البرضا (بریلی)، ذیقعدہ، سنہ ۱۳۳۸ھ / سنہ ۱۹۲۰ء

الرضا (بریلی)، ذی الحجہ، سنہ ۱۳۳۸ھ / سنہ ۱۹۲۰ء

الزبیر (بہاول پور)، آزادی نمبر، سنہ ۱۳۹۰ھ / سنہ ۱۹۷۰ء

السواد الاعظم (مراد آباد)، جمادی الاوّل سنہ ۱۳۳۸ھ / سنہ ۱۹۲۰ء

السواد الاعظم (مراد آباد) شعبان المعظم سنہ ۱۳۴۹ھ / سنہ ۱۹۳۱ء

المیزان (بمبئی)، امام احمد رضا نمبر، سنہ ۱۳۹۶ھ / سنہ ۱۹۷۶ء

الندوہ (لکھنؤ)، اکتوبر سنہ ۱۹۱۴ء / سنہ ۱۳۳۲ء

الندوہ (لکھنؤ)، اگست سنہ ۱۹۳۳ء / سنہ ۱۳۵۲ھ

النور (تھانہ بھون)، شوال المکرم سنہ ۱۳۳۶ھ / سنہ ۱۹۱۸ء

Marfat.com

النور (تھانہ بھون)، جمادی الاول ۱۳۳۹ھ/ ۱۹۲۱ء

الہادی (دیوبند)، جمادی الاول ۱۳۳۰ھ/ ۱۹۱۲ء

الہادی (دیوبند)، ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ/ ۱۹۲۱ء

تحفۂ حنفیہ (پٹنہ)، رمضان المبارک ۱۳۱۸ھ/ ۱۹۰۰ء

تحفۂ حنفیہ (پٹنہ)، محرم الحرام ۱۳۲۶ھ/ ۱۹۰۸ء

تحفۂ حنفیہ (پٹنہ)، ماہ صفر المظفر ۱۳۲۶ھ/ ۱۹۰۸ء

تحفۂ حنفیہ (پٹنہ)، ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ/ ۱۹۰۸ء

پاسبان (الٰہ آباد)، جولائی ۱۹۰۷ء/ ۱۳۲۵ھ

سلطان العلوم (دیوبند)، ذیقعدہ ۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۷ء

صوت الشرق (قاہرہ)، فروری ۱۹۷۵ء/ ۱۳۹۵ھ

اخبارات

افق (کراچی)، ۲۲ جنوری ۱۹۷۹ء

جنگ (کراچی)، ۱۲ فروری ۱۹۷۷ء

خلافت (بمبئی)، ۱ دسمبر ۱۹۱۹ء

شحنۂ ہند (میرٹھ)، دسمبر ۱۹۱۷ء

نظام الملک (کلکتہ)، ۷ مئی ۱۹۲۰ء

نوائے وقت (لاہور) ۳۱ اگست ۱۹۷۵ء

نوائے وقت (لاہور) ۶ ستمبر ۱۹۷۵ء

نوائے وقت (لاہور) ۳۰ ستمبر ۱۹۷۵ء

مدینہ (بجنور) یکم اپریل ۱۹۲۰ء

ہمدم (لکھنؤ) ۸ جون ۱۹۲۰ء

ہمدم (لکھنؤ) ۷ نومبر ۱۹۲۲ء

Marfat.com

مصنّف کی دوسری مطبوعات

مصنّفات — عنوان کتاب	مقام طباعت	سنہ طباعت
۱۔ شاہ محمد غوث گوالیاری	میرپور خاص	۱۹۶۴ء
۲۔ تذکرۂ مظہر مسعود	کراچی	۱۹۶۹ء
۳۔ فاضل بریلوی اور ترک موالات	لاہور	۱۹۷۱ء
۴۔ فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں	لاہور	۱۹۷۳ء
۵۔ سیرت مجدد الف ثانیؒ	مؤلفہ	۱۹۷۳ء
۶۔ حیات مظہری	کراچی	۱۹۷۴ء
۷۔ عاشق رسول	لاہور	۱۹۷۶ء
۸۔ موجِ خیال	کراچی	۱۹۷۷ء
۹ کلام الامام	مؤلفہ	۱۹۷۸ء
۱۰ عبقری الشرق (انگریزی)	لاہور	۱۹۷۸ء
۱۱ عاشق الرسول مولانا محمد عبدالقدیر بدایونی	لاہور	۱۹۷۸ء
۱۲۔ حیات فاضل بریلوی	لاہور	۱۹۷۸ء
۱۳۔ تحریک آزادیٔ ہند اور السواد الاعظم	لاہور	۱۹۷۹ء
۱۴ محبت کی نشانی	کراچی	۱۹۸۰ء
۱۵ اکرام امام احمد رضا	لاہور	۱۹۸۱ء
۱۶۔ حضرت مجدد الف ثانی اور ڈاکٹر اقبال	لاہور	۱۹۸۱ء
۱۷۔ گناہِ بے گناہی	لاہور	۱۹۸۱ء
۱۸ دائرۂ معارفِ امام احمد رضا	کراچی	۱۹۸۱ء

Marfat.com

مؤلفات

عنوان کتاب	مقام طباعت	سنہ طباعت
۱۹۔ دائمی تقویم	کوئٹہ	سنہ ۱۹۶۷ء
۲۰ مظہر الاخلاق	کراچی	سنہ ۱۹۶۸ء
۲۱ ارکانِ دین	کراچی	سنہ ۱۹۶۹ء
۲۲ مکاتیبِ مظہری	کراچی	سنہ ۱۹۶۹ء
۲۳ مواعظِ مظہری	کراچی	سنہ ۱۹۶۹ء
۲۴ فتاویٰ مظہری	کراچی	سنہ ۱۹۶۹ء
۲۵ مظہر العقائد	لاہور	سنہ ۱۹۷۶ء
۲۶ شاعرِ محبت	لاہور	سنہ ۱۹۷۸ء
۲۷۔ امام احمد رضا اور عالمِ اسلام	کراچی	سنہ ۱۹۸۱ء
۲۸۔ فتاویٰ مسعودی	(زیر طبع)	

تراجم

۲۹۔ حیدر آباد کی معاشی تاریخ	حیدر آباد سندھ	سنہ ۱۹۵۸ء
۳۰۔ تمدنِ ہند پر اسلامی اثرات	لاہور	سنہ ۱۹۶۴ء
۳۱ ویرونا کے دو شریف زادے	ترجمہ	سنہ ۱۹۷۲ء

مقالہ ڈاکٹریٹ

۳۲۔ اردو میں قرآنی تراجم و تفاسیر	مؤلفہ	سنہ ۱۹۷۰ء

Marfat.com

نقشِ قرآن ، بیرونی حاشیہ ۳۰ ستارے تیس پارے
اندرونی حاشیہ عظمتِ قرآن پر آیت ، کرسی ساد ،
چاند کے اندر فاتحہ" چاروں قل ، گرم قلم ،

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم

کچھ اور طریقے ، غمِ جاناں ، نہ بتائے
دیوانہ ہے ، جو قیس کو ، دیوانہ بتائے

اے راستہ والو! جسے کچھ ، واں کی خبر ہو
للہ ہمیں ، یار کا ، کاشانہ بتائے!

Marfat.com

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں

(ایم۔اے، ایل۔ایل۔بی، پی۔ایچ۔ڈی، ڈی۔لٹ)

سابق صدر شعبۂ اردو، سندھ یونیورسٹی، حیدرآباد (سندھ پاکستان)

"اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمہ اپنے دور کے بے مثل علماء میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کے فضل و کمال، ذہانت و فطانت، طبّاعی و درّاکی کے سامنے بڑے بڑے علماء و فضلاء یونیورسٹیوں کے اساتذہ، محققین و مستشرقین نظر میں نہیں جچتے، مختصر یہ کہ وہ کونسا علم ہے جو انھیں نہیں آتا تھا، وہ کون سا فن ہے جس سے وہ واقف نہیں تھے۔"

(ہفت روزہ "افق" کراچی، شمارہ ۲۲ جنوری تا ۲۸ جنوری ۱۹۷۹ء، ص ۱۰)

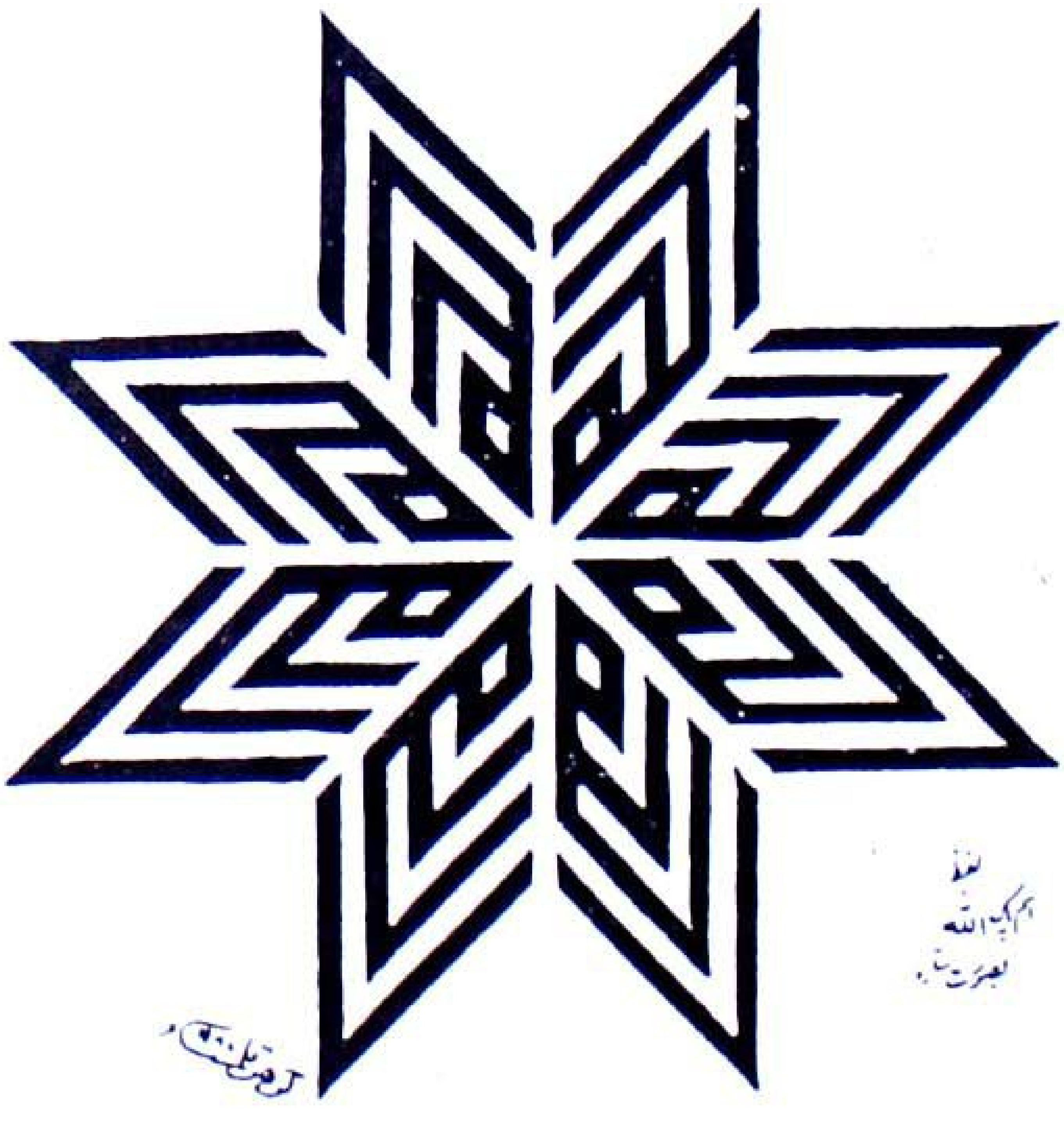

Marfat.com

ڈاکٹر وحید اشرف

(ایم۔اے، پی۔ایچ۔ڈی)

بڑودہ یونیورسٹی (بھارت)

"دنیائے اسلام میں ایسی شخصیتوں کی کمی نہیں جنھوں نے اپنے علم و عقل اور بصیرت سے ساری دنیا کو مستفیض و متحیر کیا ہے۔ ابن سینا، عمر خیام، امام رازی، امام غزالی، البیرونی، فارابی، ابن رشد وغیرہ وہ شخصیتیں ہیں جن کے علمی کارناموں پر رہتی دنیا تک فخر کیا جائے گا۔ ان میں کوئی فلسفہ و حکمت کا امام ہے، کوئی ریاضی و ہیئت کا، کوئی فلسفۂ اخلاق کا اور فلسفۂ یونان کا۔ لیکن ان سب سے زیادہ حیرت انگیز شخصیت سرزمین ہندوستان میں پیدا ہوئی اور موجودہ صدی ہی میں اس نے دنیا کو الوداع کہا۔ مولانا احمد رضا خاں کی شخصیت ایسی پہلو دار اور جامع علوم ہے کہ آپ کے کسی پہلو پر سیر حاصل بحث کے لیے اس فن کا ماہر ہی اس سے عہدہ برآ ہو سکتا ہے۔"

(انوارِ رضا، مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۷ء، ص ۵۴۷)

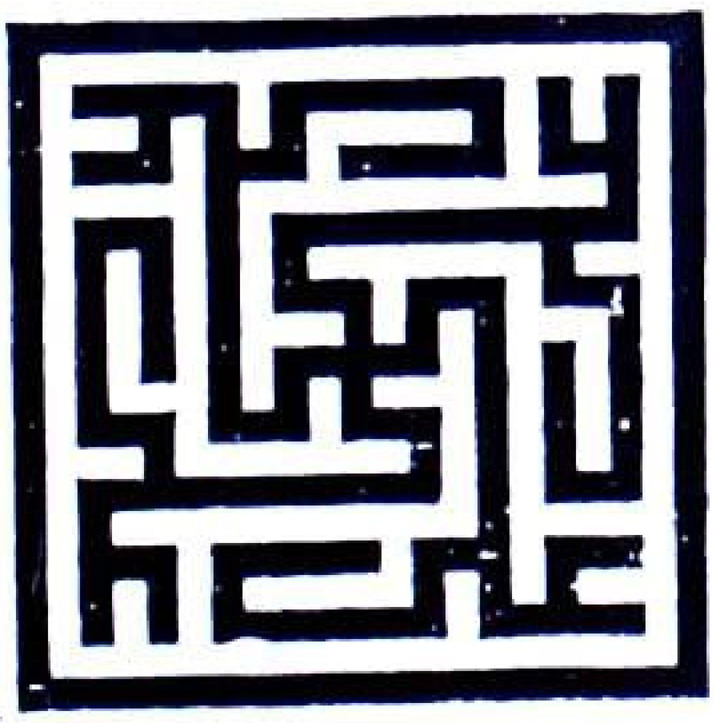

علی چار دفعہ مربع

Marfat.com

شیخ عبدالفتاح ابو غدہ

پروفیسر کلیۃ الشریعۃ

(محمد بن سعود یونیورسٹی (ریاض) سعودی عرب)

"میرے ایک دوست کہیں سفر پر جا رہے تھے، ان کے پاس فتاویٰ رضویہ کی ایک جلد موجود تھی۔ میں نے جلدی جلدی میں ایک عربی فتوے کا مطالعہ کیا، عبارت کی روانی اور کتاب و سنت و اقوال سلف سے دلائل کے انبار دیکھ کر میں حیران و ششدر رہ گیا اور اس ایک ہی فتوے کے مطالعے کے بعد میں نے یہ رائے قائم کر لی کہ یہ شخص کوئی بڑا عالم اور اپنے وقت کا زبردست فقیہ ہے۔" (ترجمۂ عربی)

(امام احمد رضا، ارباب علم و دانش کی نظر میں، ص ۱۹۴)

الحمد للہ کراچی

الجنۃ تحت ظلال السیوف

Marfat.com

ڈاکٹر محی الدین الوائی

جامعہ ازہر، قاہرہ، (مصر)

"پرانا مقولہ ہے کہ فرد واحد میں دو چیزیں جمع نہیں ہو سکتیں۔ تحقیقات علمیہ اور نازک خیالی — لیکن مولانا احمد رضا خاں نے اس تقلیدی نظریہ کے برعکس ثابت کر کے دکھا دیا۔ آپ عالم محقق ہونے کے ساتھ ساتھ بہترین نازک خیال شاعر بھی تھے۔"

(ترجمہ عربی)

(صوت الشرق (قاہرہ) شمارہ فروری ۱۹۷۰ء، ص ۱۶، ۱۷)

Marfat.com

ڈاکٹر ملک زادہ منظور

(ایم۔ اے، پی۔ ایچ۔ ڈی)
لکھنؤ یونیورسٹی، لکھنؤ (بھارت)

"مجدد اسلام حضرت مولانا احمد رضا خاں اگر ایک طرف تبحر علمی، زہد و تقوی اور روحانی تصرفات کے معیاری نمونہ تھے تو دوسری طرف رسول اکرم سے ان کی بے پناہ محبت و عقیدت بھی مثالی تھی۔ انھوں نے اپنی علمی اور دینی صلاحیتوں سے مسلمانوں میں جو ذہنی انقلاب پیدا کیا اس کی شہادت ہماری پوری صدی دے رہی ہے۔"

(امام احمد رضا" ارباب علم و دانش کی نظر میں" ص ۱۲۷)

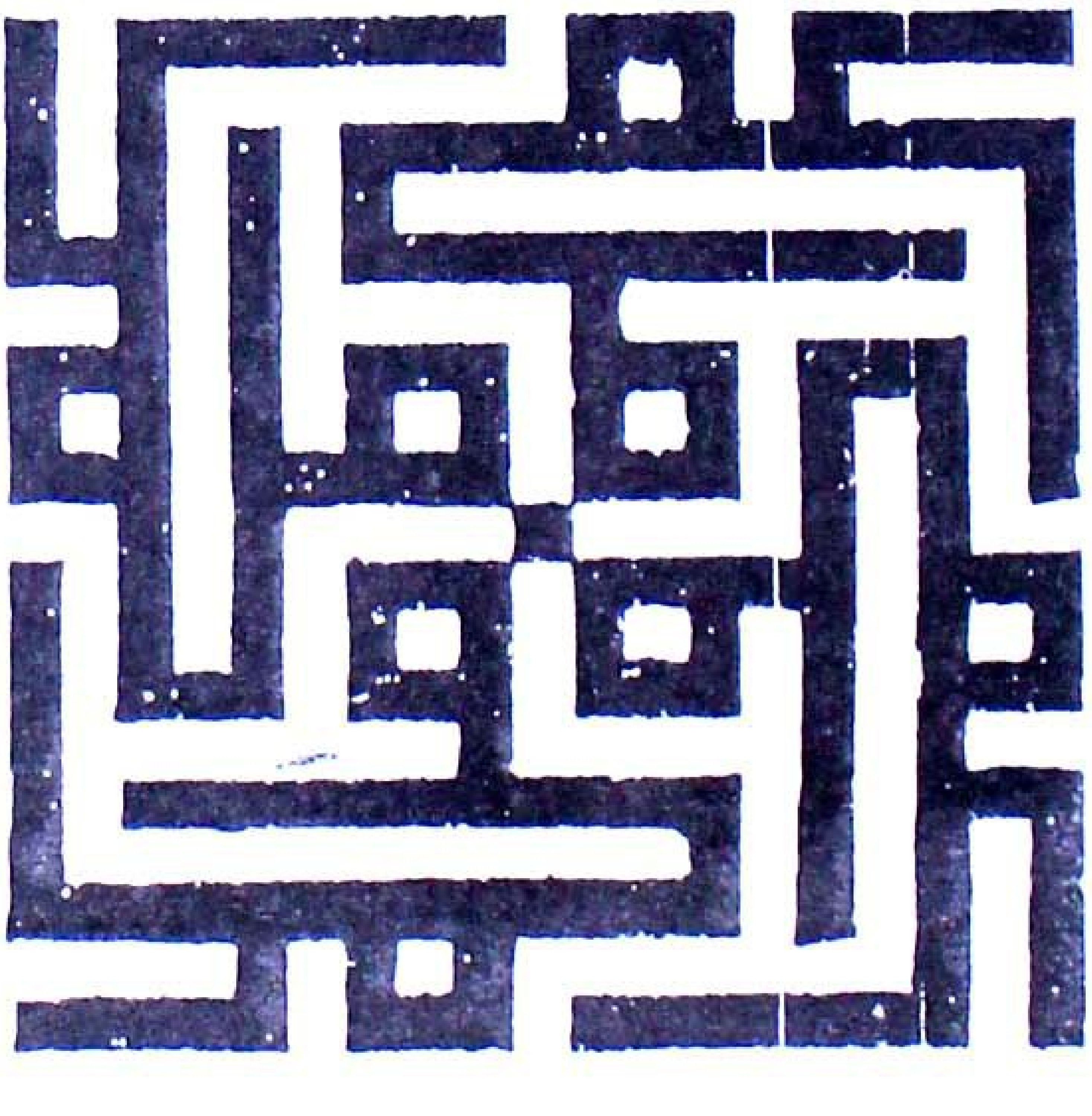

Marfat.com

خدا تجھے کسی طوفاں سے آشنا کر دے
کہ تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں
تجھے کتاب سے ممکن نہیں فراغ کہ تو
کتاب خواں ہے مگر صاحبِ کتاب نہیں

اقبالؒ — کتبہٗ خورشید عالم گوہر قلم لاہور — ۱۴۱۸ھ ۱۹۹۶ء

Marfat.com

مصنّف کی اہم مطبوعات

①	تمدن ہند پر اسلامی اثرات	لاہور	۱۹۶۴ء
②	موجِ خیال	کراچی	۱۹۷۷ء
③	محبت کی نشانی	کراچی	۱۹۸۰ء
④	آخری پیغام	کراچی	۱۹۸۶ء
⑤	فتاویٰ مسعودی	کراچی	۱۹۸۷ء
⑥	جانِ جاناں	کراچی	۱۹۹۰ء
⑦	قیامت	کراچی	۱۹۹۲ء
⑧	جانِ جاں	کراچی	۱۹۹۳ء
⑨	علمِ غیب	کراچی	۱۹۹۳ء
⑩	تعظیم و توقیر	کراچی	۱۹۹۴ء
⑪	نسبتوں کی بہاریں	کراچی	۱۹۹۴ء
⑫	نئی نئی باتیں	کراچی	۱۹۹۵ء
⑬	عورت اور پردہ	کراچی	۱۹۹۵ء
⑭	قبلہ	کراچی	۱۹۹۵ء
⑮	مصطفوی نظامِ معیشت	کراچی	۱۹۹۶ء
⑯	فاروق اعظم کا غیر مسلموں سے حسن سلوک	کراچی	۱۹۹۶ء
⑰	آئینۂ حقائق	لاہور	۱۹۹۷ء
⑱	صراطِ مستقیم	کراچی	۱۹۹۷ء
⑲	روحِ اسلام	کراچی	۱۹۹۷ء

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

معدوم نہ تھا سایۂ شاہِ ثقلین
اس نور کی جلوہ گہہ تھی ذاتِ حسنین

تمثیل نے اس سایہ کے دو حصّے کیے
آدھے سے حسن بنے ہیں آدھے سے حسین

کوفی بنائی متوسط

Marfat.com

Marfat.com

اغلاط سے مبرّا جدید ایڈیشن

حدائقِ بخشش

امام احمد رضا خان محدث بریلوی

ادارہ تحقیقات امام احمد رضا (رجسٹرڈ) کراچی
۲۵ جاپان مینشن، رضا چوک، ریگل، صدر کراچی ۷۴۴۰۰
فون: ۷۷۲۵۱۵۰ پوسٹ بکس ۴۸۹ ٹیلیگرام "المختار" اسلامی جمہوریہ پاکستان

Marfat.com

اغلاط سے مبرّا جدید ایڈیشن

حدائقِ بخشش

امام احمد رضا خان محدث بریلوی

ادارہ تحقیقات امام احمد رضا (رجسٹرڈ) کراچی
۲۵ جاپان مینشن، رضا چوک (ریگل) صدر کراچی ۷۴۴۰۰
فون: ۷۷۲۵۱۵۰ پوسٹ بکس ۴۸۹ ٹیلیگرام "المختار" اسلامی جمہوریہ پاکستان

Marfat.com